

# اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَّلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اسرار تصوف کا مخزن، روحانیت کا بحرِ فقا، سلوک کا مجسمہ، معرفت الہیہ کا سرچشمہ، مقامات مجزیہ کا رہنما، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا پیشوا، وصول الی اللہ کا زینہ، متفائق و معارف سلسلہ نبیہ کا آئینہ، نکات طریقت کا دفتینہ، حکم و دقائق کا خزینہ  
یعنی رسالہ

# هُدَايَةُ الطَّالِبِينَ

ارتالیفات

حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابوسعید صاحب بلدی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ  
مع ترجمہ اردو و تصحیح  
جناب علامہ اہل حضرت الحاج مولانا مولوی نور احمد صاحب مدظلہ العالی

سامانہ پبلشرز

آف

پٹیالہ مضافات سرہند شریف

یا اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَخَيِّرْ لِي مِنَ الدِّينِ الْبَيِّنِ الْوَالِدِيَّةِ الْبَيِّنَةِ

بعد از حمد و صلوة کینہہ در ویشاں بلکہ  
 ننگ و عار ایشاں ابو سعید محمد دی نسباً  
 وَطَرِيقَةً عَفَى عَنْهُ وَكَانَ اللَّهُ لَهُ  
 عَوْضًا عَنْ كُلِّ شَيْءٍ وَاضِحٌ مِمَّا يَدْرَأُكَ بَعْضُهُ  
 يَارَ اِبْنَ طَرِيقَةٍ كَمَا بَدَأَ فِي اللَّهِ عَالِمِينَ صَحْبَتِ  
 يُوَدُّدُ مَتَّصِدِعَ كَرْدِيْدِنْدَ كَمَا آهَنْدِ دَر رَاهِ  
 سُلُوكِ اَسْرَارِ وَاِرَادَتِ بَرْتُو وَاِرِدِ

حمد و صلوة کے بعد کینہہ در ویش بلکہ درویشوں  
 کی ننگ و عار ابو سعید (دیلوی) اجددی النسب  
 والطریقیت (اُس کے تصور معاف ہوں) اور ہر  
 چیز کے عوض میں اسکو خدا ہی ملے ایمان کرتا ہے  
 کہ بعضے اصحاب طریقیت جو شدنی اللہ میری صحبت  
 میں رہتے تھے، اس امر کے درپے ہوئے، کہ  
 جو اسرار اور واردات راہ سلوک میں آپ

لہ اناسبا فاشیخ ابو سعید قدس سرہ ابن اشج صفی القدر و ہوا بن اشج عزیز القدر و ہوا بن اشج محمد علی و ہوا  
 ابن اشج سیف الدین و ہوا بن اشج محمد معصوم و ہوا بن اشج احمد سرہندی الملقب بالمجدد للاقبالی تدریس مدنی  
 اسرارہم و ما طریقۃ فاشیخ ابو سعید اخذ ما عن اشج نظام علی و ہوا اخذ ما عن اشج میرزا مظہر جانجاناں عن  
 اشج السید نور محمد البدایونی عن اشج سیف الدین عن اشج محمد معصوم عن اشج احمد سرہندی رجبہ شد  
 تقاطع و افاض علینا من بركاتہم آمین یا رب العالمین ۱۲ لمصوحہ سلمہ اللہ تعالیٰ  
 لہ بكل شیء اذا فارقتہ عَوْضٌ و لیس باللہ ان فارقت من عَوْضٍ لمصوحہ سلمہ اللہ تعالیٰ

لہ اناسبا فاشیخ ابو سعید قدس سرہ ابن اشج صفی القدر و ہوا بن اشج عزیز القدر و ہوا بن اشج محمد علی و ہوا  
 ابن اشج سیف الدین و ہوا بن اشج محمد معصوم و ہوا بن اشج احمد سرہندی الملقب بالمجدد للاقبالی تدریس مدنی  
 اسرارہم و ما طریقۃ فاشیخ ابو سعید اخذ ما عن اشج نظام علی و ہوا اخذ ما عن اشج میرزا مظہر جانجاناں عن  
 اشج السید نور محمد البدایونی عن اشج سیف الدین عن اشج محمد معصوم عن اشج احمد سرہندی رجبہ شد  
 تقاطع و افاض علینا من بركاتہم آمین یا رب العالمین ۱۲ لمصوحہ سلمہ اللہ تعالیٰ  
 لہ بكل شیء اذا فارقتہ عَوْضٌ و لیس باللہ ان فارقت من عَوْضٍ لمصوحہ سلمہ اللہ تعالیٰ

شدہ اندر و توجہ مشایخ کرام دریں راہ  
 کشفاً و وجداً اُنارِ یافتہ و اذکار و مراقبات  
 کہ در ہر مقام بعمل آوردہ برائے ما بولیں  
 کہ آزا سند خود دانستہ موافق آں  
 معمول خود سازیم، حقیقت گفت کہ مکتوبات  
 قدسی آیاتِ امام ربانی مجدد الف ثانی  
 حضرت شیخ احمد سرہندی و کلام فرزند  
 آنحضرت کہ بتفصیل تمام از رسائل و  
 اسرارِ جمیع اقسام مستغنی فرمائے ہر  
 خاص و عام است، و ہمچنین با وجود  
 اختصار و اینچاز رسائل قطب الاقطاب  
 حضرت پیر دستگیرؒ ماکہ در نصائح و بیان  
 طریقہ تحریر یافتہ برائے طالبان راہ  
 یقین کافی اند و بندہ را باین محکمہ بیانت  
 کہ حاصل روزگار خود دارد، دریں راہ  
 چیزے نگاشتن تحصیل حاصل است  
 چونکہ آں مخلصان را باین کمترین حسن  
 ظنیہ مبیاں بود ہرگز از سوال خود باز  
 نمازند و گفتند، کہ ہر کس را بوقت  
 رخصت از مشایخ خود بہتر کے عنایت

پر وارد ہوئے ہیں، اور مشایخ کرام کی توجہ سے  
 اس راہ میں کشف و وجدان کے ذریعہ آپ نے  
 معلوم کئے ہیں، اور جو اذکار و مراقبات ہر مقام میں  
 آپ کے عمل میں آئے ہیں، آپ ان بسکو ہمارے  
 واسطے تحریر فرمائیں، تاکہ ہم لوگ انکو اپنی سزا بہکے  
 اُنکے موافق اپنا معمول ٹھیرائیں، اس حقیقہ نے جو اباً  
 کہا، کہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی  
 کے مکتوبات قدسی آیات اور آپ کے فرزند کا کلام جو  
 کہ پوری تفصیل کیساتھ تمام قسموں کے رسائل و  
 اسرار سے ہر خاص و عام کو انتفاع بخشے والا ہے،  
 اور نیز عالی پیر دستگیر قطب الاقطاب کے رسائل جو کہ  
 نصائح و بیان طریقت میں معرض تحریر میں آپ کے ہیں  
 باوجود اختصار و ایجاز کے طالبان راہ کیلئے کافی  
 دانی ہیں، اور بندہ کو باوجود اپنی عدم استعداد کے  
 اس بارہ میں قلم اٹھانا محض تحصیل حاصل ہے  
 اُن مخلصوں کو اس کتبہ کے ساتھ چونکہ حسن  
 عقیدت تھی، لہذا اپنے اسی سوال پر مٹھر  
 رہے، اور کہتے گئے، کہ ہر ایک شخص کی رخصت  
 کے وقت اپنے بزرگوں سے کچھ نہ کچھ  
 تبرک عنایت ہوا ہی کرتا ہے، ہم لوگ

۱۵

پیشود ما کہ باؤطان خود باز گردیم، ہمیں  
تحریر ترا تبرک خود سازیم، ہر چند از  
باعث عدم فرصت بلیت و لعل می  
پرداختم، لیکن از سوال ایشان چارہ  
نداشتیم، چونکہ از اتفاقات زمانہ وارد  
بلد و بکھنوا گردیدیم، فی الجملہ فرصتے  
دست داد، لہذا باوجود تاہلی خود از  
اجابت مسؤل چارہ ندیدم، و آنچه دریں  
راہ بتوجہ پیران کیا بریں خاکسار و زود  
یافتہ، اظہار اللشکر کہ مامور بہ است  
تحریر نموده میشود، لیکن باید دانست  
کہ آنچه دریں رسالہ تحریر یافتہ، از واردات  
و کثوف خود کہ از فضل الہی و توجہ  
حضرت پیر دستگیر کہ عنقریب نام نامی  
آنحضرت ذکر میاید، این ذرہ بمقدار  
راعنائیت گردیدہ، قلمی میگردد، مگر در  
بعضے جاہا کہ تفصیل و تطویلی کردہ  
ام، از معلومات و سموعات نیز تحریر یافتہ  
است، و از تقلید صرف و در یافت علی  
محض نہ فہمند، و کفی باللہ شہیداً و

جو اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے ہیں  
اس تحریر ہی کو اپنے لئے تبرک سمجھیں گے  
ہر چند میں عدم فرصت کے باعث لیت و لعل کرتا  
مگر ان کے سوال سے کوئی چارہ نہ دیکھتا، پھر  
چونکہ اتفاقات زمانہ سے مکھنوشہر میں بیزا جان ہوا  
تو کیفیت فرصت اس کی، لہذا باوجود اپنی عدم  
لیاقت کے ان کے سوال کا جواب دینے سے کوئی  
چارہ نہ دیکھا، اور اس راہ میں پیران کیا رکی توجہ سے  
اس خاکسار پر جو کچھ وارد ہوا ہے، اظہار اللشکر  
ہو کہ شرمنا امور بہ ہے، کھا جاتا ہے، لیکن ہانا  
پا بیٹے، کہ اس رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہی  
واردات و کثوف ہیں، جو خدا کے فضل سے حضرت  
پیر دستگیر کی توجہ کی طفیل جن کا نام نامی  
عنقریب مذکور ہوگا، اس ذرہ بمقدار کو عنایت  
ہوئے، مگر بعض جگہ جہاں میں نے کچھ تفصیل اور  
طوالت کلام اختیار کی ہے، وہاں اپنے  
معلومات اور سموعات بھی درج کر دیے  
ہیں، انہیں بھی محض تقلید اور صرف علمی دریافت  
ہی خیال نہ کریں، اور اس پر خدا ہی کافی  
گواہ ہے، اور وہی مجھ کو پس ہے، اور وہی

تذکرہ

مذہب

هُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، چونکہ عنایت  
 ازنی شامل حال ابن فقیر گردید، تبایخ  
 ہفتم ماہ محرم الحرام ابتدا سے سنہ  
 یکہتر ازود و صد و بیست و پنج از ہجرت  
 رسالت پناہی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
 وَسَلَّمَ در حضرت دہلی بقدموسوی حضرت  
 قُطْبُ الْأَقْطَابِ نُورُ الشَّيْخِ وَالشَّيْبَانِ  
 مجدد و مآئد ثلاثہ عشر نائب حضرت  
 خیر البشر خلیفہ رضا مروج شریعت مصطفیٰ  
 کہ لقب آنحضرت از حضرت خاتمیت  
 عبد اللہ است، و اسم سامی ایشان از  
 جناب حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ  
 علی است، الْمُشْتَهَرُ فِي الْأَفَاقِ حضرت  
 غلام علی الدہلوی الماحدی أَفَاضَ اللهُ  
 إِفَاضَتَهُ عَلَيَّ مَفَارِقِ الطَّالِبِينَ شرف  
 گردید، نوازش فرمودہ قبولش کردند و  
 بشغل اسم ذات و نفی و اثبات و مراقبہ  
 احدیت و معیت امر فرمودند و توجہات  
 بر لطائف خمسہ عالم امر نمودند، در چند  
 روز لطائف راجذبات الہیہ در رسید  
 و این لطائف را بسیر بطرف اصول خود

بہت اچھا کار ساز ہے، پھر جب عنایت ازنی  
 اس فقیر کے شامل حال ہوئی، تو محرم الحرام کی  
 ساتویں تاریخ سن بارہ سو پچیس ہجری کو دہلی  
 شریف میں حضرت قطب الاقطاب (نور  
 پیرو جوان مجدد وقت نایب پیغمبر خلیفہ خدا  
 مروج شریعت غزالی الشہر فی الافاق کہ لقب  
 مبارک ان کا حضرت خاتمیت سے عبد اللہ  
 ہے، اور حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ سے علی  
 ہے، جناب حضرت غلام علی شاہ دہلوی نقشبندی  
 مجددی اللہ تعالیٰ طالبان راہ حق کے سر پر ان کا  
 سایہ قائم و دائم رکھے) کی قدموسوی کا شرف  
 مجھ کو حاصل ہوا، آپ نے نہایت مہربانی فرما کر  
 اپنے طلق ارادت میں داخل فرمایا، اور اسم  
 ذات (اللہ) اور نفی و اثبات (لَا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ) کے شغل کا اور نیز احدیت و معیت کے  
 مراقبہ کا مجھ کو حکم دیا، اور میرے لطائف پنجگانہ  
 عالم امر پر توجہات فرمائیں، بفضلہ تعالیٰ  
 چند ہی روز میں لطائف کو جذبات الہیہ  
 نے آ پائا، اور ان لطائف کو اپنے اصول  
 کی جانب سیر حاصل ہوئی، جو کہ فوق العرش  
 ہیں، اور لامکانیت کے ساتھ ہی تعلق رکھتے

کہ فوق عرش مجید اند، و بلا مکانیت تعلق دارند، واقع شد، و فنائے جذبہ کہ عبارت از عد میت ست، حاصل گردید، و سیر دائرہ امکان تمام نموده، بائسلاً اصول خود کہ در دائرہ ولایت صغریٰ است عروج فرمودند، و فنا و بقا در انجا نیز حاصل گشت و انوار و اسرار میں ہر دو دائرہ موافق استعدادش فائز گردید فالحمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ اچوں سیر میں دو دائرہ مرقوم گردید، لازم آمد، کہ تہیہ تفصیل در بیان لطائف عشرہ نمودہ شود

ہیں، اور فنائے جذبہ یعنی عد میت بھی حاصل ہوئی، اور دائرہ امکان کی سیر پوری کر کے اپنے ائسلاً اصول کی طرف جو دائرہ صغریٰ میں ہے، عروج فرمایا، اور فنا و بقا بھی اس جگہ حاصل ہوئی اور ان دونوں دائروں کے انوار و اسرار بھی سب حیثیت حاصل ہوئے فالحمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ، چونکہ اس مقام پر ان دو دائروں کی سیر اجمالاً لکھی گئی ہے، لہذا ضروری ہوا، کہ یہاں پر لطائف دو گانہ کے بیان میں کسی قدر تفصیل بھی کی جائے۔

## فصل

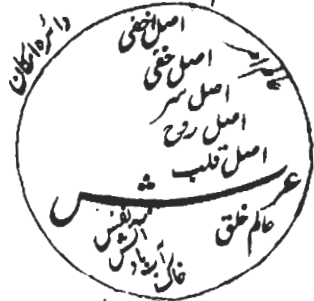
در بیان لطیفوں اور انکی مشغولی کی بیان میر جاننا چاہیے، کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم کے تبیین کے نزدیک ثابت ہوا ہے، کہ انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے، ہر پانچ تو عالم امر سے ہیں، اور پانچ عالم خلق سے، عالم امر کے پانچ یہ ہیں، اطلب

## فصل

در بیان لطائف عشرہ و مشغولی آن پد آنکہ حضرت امام ربانی اعنی مجدد الف ثانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وَتَابِعَانِ ایشاں تحقیق فرمودہ اند، کہ انسان مرکب از دہ لطیفہ است پنج از عالم امر و پنج از عالم خلق آن پنج کہ از عالم امر اند قلب

بلکہ تعبیر از مقامات و درجات قر کے بکشف صحیح و معاینہ صریح دیدہ اند، ہر دائرہ مناسب یافتہ اند، کآن مقامات بے جهت و بیچون ست، و دائرہ ہم بے جهت ست، ۱۲ کہ یعنی دائرہ امکان و دائرہ ولایت صغریٰ ۱۲ المصنوعہ شد تعلق

دروہ و سہر و خفی و اخفی است و لطائف  
عالم خلق لطیفہ نفس و عناصر ارتع است  
و عالم امر آرزو نید کہ بجز دامر کن بظہور  
آمدہ است و عالم خلق آرزو نید کہ تہدیج  
مخلوق گردیدہ ، و دائرہ امکان متضمن  
ایں ہر دو عالم است



نیمہ دائرہ امکان امر عرش تا شری است و  
نیمہ آن بالائے عرش است و عالم امر در نیمہ  
بالاست ، و عالم خلق زیر عرش است چونکہ  
اللہ تعالیٰ بمیکل جسمانی انسانی را آفریدہ  
لطائف عالم امر را بموضع چند از جسم انسان  
تعلقہ و تعلقہ بنسبت قلب راز پرستان  
چپ بفاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو او  
روح راز پرستان راست بفاصلہ دو  
انگشت و سہر برابر پرستان چپ بفاصلہ

روح ، سہر ، خفی ، اخفی اور عالم خلق کے پنج  
یہ ہیں ، نفس اور عناصر ، ارتع ربانی آگ ہوا  
خاک ، عالم امر وہ ہے ، جو نقطہ امر کن سے  
ظاہر ہوا ، اور عالم خلق وہ ہے ، جو بتدریج  
پیدا ہوا ، اور دائرہ امکان دونوں پر مشتمل  
ہے ، اُس کا زیریں نصف حصہ عرش سے  
تحت الشری تک ہے ، اور اُسکا بالائی  
نصف حصہ عرش سے بالا بالا ہے ، عالم امر  
اُس کے بالائی نصف حصہ میں ہے ، اور  
عالم خلق اُس کے نصف حصہ زیریں میں۔  
جب اللہ تعالیٰ نے انسانی جسمانی میکل  
(شکل و صورت) کو پیدا فرمایا ، تو عالم  
امر کے لطائف پنجگانہ کو انسان کے جسم کی  
چند جگہوں کے ساتھ عاشقانہ تعلق بنشا  
چنانچہ قلب کو بائیں پستان سے دو انگلی  
تیچے مائل بہ پہلو ، اور روح کو دائیں پستان  
سے دو انگلی تیچے ، اور سہر کو بائیں پستان  
کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف ، اور  
خفی کو دائیں پستان کے برابر دو انگلی  
سینہ کی طرف ، اور اخفی کو عین وسط سینہ

ظلالی  
عالم امر

۱۰ از آب و آتش و باد و خاک ۱۲ کہ یعنی بایں برج کہ قلب را ۱۲ نحو سلسلہ اللہ تعالیٰ

میں عشقی تعلق عطا فرمایا، اس تعلق نے اس  
عزت تک ترقی کی، کہ ان لطائف نے اپنے  
آپ اور اپنے اصول کو جو کہ انوار ہی انوار  
ہیں، فراموش کر کے اس جسمانی ظلمانی پتیلے  
کے ساتھ موافقت کر لی، اور اپنا پورا تعلق  
اسی تاریک محل میں صرف کر دیا، عارف  
رومی قدس سرہ فرماتے ہیں، **مثنوی**  
پایہ آخر آدم است الخ ترجمہ انسان غیر کامل

بہت ہی ادنیٰ رتبہ میں ہے، اور انسان ہی  
راز دانی اور راز داری کے مقام سے محروم  
ہے، یہ بیچارہ مسکین اگر اس سفر سے (وطن  
اصلی کی طرف) پھر کر نہ آئے، تو اس سے  
بڑھ کر کون محروم ہو سکتا ہے جب حضرت حق  
سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت بے غایت کسی بندہ کے  
شامل حال ہو جاتی ہے، تو اسکو اپنے دوستوں نہیں  
کے کسی ایک دوست کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں، پھر وہ  
بزرگ اسکو اس کے مناسب حال اریاضتوں اور مجاہدوں  
کا حکم فرما کر اس کے باطن کا تزکیہ تصفیہ فرماتے ہیں کہ

دوانگشت بظرفِ بینہ و خفی را برابر  
پستانِ راست بقاصدہ دو انگشت بلطف  
بینہ و خفی را در وسطِ بینہ تعلق بخشید،  
حتیٰ کہ اس لطائف خود را و اصل خود را  
کہ انوار مجرّوہ بودند، فراموش ساختہ یاب  
ہیکر جسمانی ظلمانی در ساختند، و عشق خود  
را بایں ظلمت کردہ در باختند، عارف رومی  
میفرماید، **مثنوی**  
دلخانی گویند

پایہ آخر آدم است و آدمی  
گشت محروم از مقامِ محرمی  
گر نگردد باز مسکین زین سفر  
نیست ازوے یکپس محروم تر  
چوں عنایت بیغایت حضرت حق سبحانہ  
شامل حال بندہ میشود، اور ابجد مست  
دوستے از دوستان خود میرساند، اس  
بزرگ اور ابریاضات و مجاہدات امر  
فرمودہ، تزکیہ و تصفیہ باطنش میفرماید و  
بکثرت اذکار و افکار لطائفش را بسوئے

اس لئے محروم ہی یہ رہ گیا  
ہے پھر اس کے حال پر واہ حسرتا  
اس لئے محروم تر ہے یہ فقیر

لے سب سے آخر رتبہ ہے انسان کا  
گرنہ لوٹے اس سفر سے یہ گدا  
رتبہ انسان ہے سب سے اخیر



أصول خود متوجہ میگردد اند، چونکہ ہمت  
 طلب و ربوبیت قاصر افساد، پیران  
 نقشبندی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَوْلَا طَالِب  
 رابطریق ذکر امر میفرمایند، و بجائے  
 ریاضات و مجاہدات، شایقہ تہنوط در  
 عبادات و اعمال حکم می نمایند، و حد  
 اعتدال را در جمیع اوقات و احوال  
 مرعی میدارند، و توجہات خود را کہ چند  
 اربعین برابر یکے از آن نیتوانند شد، ہر روز  
 بطریق سبق در حق طالب بکارے بر بند

### ہمت

آنکہ بہ تبریزیانست یک نظر شمسین  
 سخترہ کند برودہ و طعنہ زند بر چہلہ  
 و طالبان را با تہا سنت و اجتناب  
 از بدعت امرے فرمایند و مہما امكن  
 عمل بر خست در حق او تجویزی نایست  
 ہست اذ کفرخی را در طریقہ خود خست  
 فرمودہ اند، کہ در حدیث شریف ہفتاد  
 درجہ فضل آن بر ذکر جہر ثابت است، و

اور کثرت اذکار و افکار کے ذریعہ اس کے لطائف  
 کو نکلے (فراموش شدہ) اصول کی جانب متوجہ کر دیتے  
 ہیں، موجودہ زمانہ میں چونکہ طالبوں کی ہمتیں بہت  
 ہی قاصر ہو گئی ہیں، لہذا شایخ نقشبندیہ رحمۃ  
 اللہ علیہم اول اول ہی مرید کو طریق ذکر کا امر  
 فرماتے ہیں، اور بجائے مشکل شکل ریاضتوں  
 اور مجاہدوں کے عبادات اور اعمال میں سادہ روی  
 کا حکم کرتے ہیں، اور اعتدال کا تمام اوقات اور  
 احوال میں خیال رکھتے ہیں، اور اپنی توجہات کو  
 جو کئی چلکیشیاں ان میں سے کسی ایک کے برابر  
 نہیں ہو سکتیں، ہر روزہ سبق کے طور پر مرید کے حق  
 میں استعمال کرتے رہتے ہیں، ہمت آنکہ بہ تبریزیانست  
 الی ترجمہ جس شخص پر کہ شمس الدین تبریزی کی ایک  
 نظریہ می پڑ گئی، وہ تو وہ روزہ گوشہ نشینی اور چلہ  
 کشی پر تمسخر اڑاتا اور طعنہ زنی کرتا ہے، اور  
 شایخ نقشبندیہ اپنے مریدوں کو سنت کی  
 اتباع اور بدعت سے پرہیز کرنے کا امر فرماتے  
 ہیں، اور حتی المقدور انکے حق میں نصحت پر عمل  
 کرنا تجویز نہیں کرتے، اسی واسطے انہوں نے ذکر خفی

سے قول بردہ یعنی خلوت وہ تہا روزہ و قول چلہ یعنی خلوت پہل شہان روزہ ۱۷ ملکہ امر بجز ہمت سے فرماتے ہیں ۱۲  
 کہ نقد لخرج ابو یعلیٰ الموصلی فی مسند عن عائشہ بنہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم  
 لعمریک لئن لم یکن

دربین طریقہ سے اشغال معمول است ،  
**مشغول اول** ذکر است ، اسم ذات  
 باشد ، دیافنی و اثبات اولاً طالب را بذر  
 اسم ذات امر میفرماید ، طریقش آنست کہ  
 طالب را باید ، کہ اول قلب خود را از جمیع  
 حظرات و حدیث النفس نبی کند و اگر شبہ  
 گذشتہ و آئندہ را از قلب خود نفی فرماید  
 و برائے رفع خواطر التجا و تضرع بجناب  
 حضرت حق سبحانہ نماید ، و تصور صورت  
 بزرگے کہ از ولقین ذکر یافتہ ، مقابل  
 دل یا درون دل نگاہ داشتن برائے  
 رفع خواطر اثرے تمام دارد ، و ہمیں  
 تصور صورت شیخ را ذکر رابطہ میگویند  
 بعد از ان مشغول بزرگ شود ، لیکن وقوف  
 قلبی بر ازار عایت فرماید ، کہ ذکر تنہا بے  
 نکاہداشت خواطر و بے وقوف قلبی فایزہ

ہی کو اختیار کر رکھا ہے ، کہ حدیث شریف  
 سے ذکر جہر پر ستر <sup>۱۱</sup> درجہ اس کی فضیلت ثابت  
 ہے ، اور اس طریقہ نقش بند یہ ہیں نیز اشغال  
 معمول بہا ہیں ، پہلا مشغول ذکر ہے ، اسم ذات  
 (اللہ) ہو ، یا نفی اثبات ، اول اول مرید کو اسم  
 ذات کے ذکر کی تلقین فرماتے ہیں ، اس کا طریقہ  
 یہ ہے کہ طالب امرید کو چاہیے ، کہ پہلے اپنے  
 دل کو تمام حظرات اور حدیث نفس زخیانی کلام کاسلہ  
 سے پاک صاف کئے ، اور گذشتہ اور آئندہ کے اثرات کو  
 بھی دل سے نکالڈالے ، اور حظرات و خیالات دور  
 کر نیکی جناب الہی میں خوب تضرع و زاری کئے ، اور انکے  
 دور کر نیکی لئے اس بزرگ کی صورت کا تصور و خیال  
 جس آنے وہ ذکر حاصل کیا ، دل کے مقابل یا انکے  
 اندر محفوظ رکھنا پورا پورا اثر رکھنا ہے ، اور اسی تصور  
 صورت شیخ کو ذکر رابطہ بھی کہتے ہیں ، حظرات و  
 حدیث نفس و کو پاک کر نیکی بعد اربعمہ تن ذکر قلبی

ایبتہ شریفہ ، یفینزل الذکر الخفی الذی لا یسمعه الحفظۃ سبعون ضحفاً - اذا کان یوم القیمۃ جمع اللہ  
 الخلاق لحسابہم و جات الحفظۃ بما حفظوا و کتبوا قال لہم انظروا اہل بقی لہ من  
 شیئ ینقولون ما ترکنا شیئاً ما علمناہ و حفظناہ الا و قد احصیناہ و کتبناہ فیقول اللہ ان  
 لک عندی حسنا لا تقلمہ و انا اجزیک بہ و هو الذکر الخفی - ذکر السیوطی فی البد و السلفۃ  
 فی احوال الاخرۃ ۱۲ مرقاۃ ۱۲ از حواشی حصین خبری مصممہ سلمۃ تعالیٰ -

نمی بخشد، و داخل حدیث النفس است  
 امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ و وقوف عدوی را چند  
 لازم نمی شمردند، و وقوف قلبی را از شرط  
 و واجبات میفرمودند، و وقوف قلبی عباد  
 است، از توجہ طالب بسوئے دل خود  
 و توجہ دل بسوئے ذات الہی کہ مستی اسم  
 مبارک اللہ است، پس باین ذکر و باین  
 نگاہداشتن خواطر و باین وقوف قلبی مشغول  
 باید شد، تا کہ حرکت ذکر از دل بسع خیال  
 برسد، باز از لطیفہ روح همچنین ذکر نماید  
 باز از لطیفہ ستر باز از لطیفہ خفی باز از لطیفہ  
 اخفی باز از لطیفہ نفس کہ محل آن وسط  
 پیشانی است، ذکر نماید، باز از تمام بدن کہ آنرا  
 لطیفہ قالبیہ میخوانند، ایستد ذکر نماید، کہ  
 از ہر گ و پستے و از ہر بن معے آواز  
 ذکر بسع خیال برسد و این ذکر را در طبقہ  
 سلطان الاذکار گویند، باز ذکر لغنی و اثبات  
 طالب را لطیفین میفرمایند، طریقش آنست  
 کہ نفس را زیر ناف جس نمودہ، لفظ لارا

میں مشغول ہو لیکن وقوف قلبی کی رعایت نہایت  
 ضروری امر ہے، کیونکہ ذکر نہایت اس کے بغیر کہہ فائدہ  
 نہیں کرتا، بلکہ ایسا ذکر تو حدیث نفس ہی میں داخل ہے  
 امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ و  
 عدوی کو تو چنداں ضروری نہیں سمجھتے، اور وقوف  
 قلبی کو تو سجدہ شرائط و واجبات کے شمار فرماتے ہیں، اور  
 وقوف قلبی دو چیز کے مجموعہ کا نام ہے، طالب کی توجہ  
 اپنے دل کی طرف اور اس کے دل کی توجہ ذات الہی کی طرف  
 جو اسم مبارک اللہ کا مستی و صدق ہے، پھر اس قلبی  
 ذکر و نگاہداشتن خطرات اور وقوف قلبی کیساتھ اس ملک  
 مشغول رہنا چاہیے، مگر دل کے ذکر کی حرکت خیال کے  
 کانیں چاہیے، پھر اس طرح لطیفہ روح سے ذکر کرے پھر  
 لطیفہ ستر سے، پھر لطیفہ خفی سے پھر لطیفہ اخفی سے پھر  
 لطیفہ نفس سے، جسکا تمام وسط پیشانی ہے، ذکر کرتا  
 ہے، پھر تمام بدن سے جسکو لطیفہ قالبیہ کہتے ہیں  
 ایستد ذکر کرے، کہ ہر گ و پستے اور بال بال سے  
 ذکر کی آواز بسع خیال کو سنائی دینے لگے، اور آخر لارا  
 ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں، حضرات نقشبندیہ  
 اس کے بعد مرید کو لغنی و اثبات کا ذکر کتب میں فرماتے ہیں  
 اسکا طریقہ یہ ہے کہ ذکر اپنا دم ناف کے تلے بند

ایستد

سلطان الاذکار

ازناف برداشتہ تا پیشانی رساند والہ را  
 از انجا بکشف راست آوردہ لکن اللہ را بر  
 قلب ضرب نماید، بطوریکہ گذر آں بر ہمہ  
 لطائف افتد، و اثر ذکر کو ہمہ جو ارجح و  
 اعضا برسد، و ایں ذکر را در ین طریقہ بجز  
 اعضا و جو ارجح میکنند، و اگر جنس نفس  
 چیزے ضرر نماید بے جس ذکر بکند، کہ  
 جنس شرط نیست، و معنی کلمہ را ملحوظ دارند  
 کہ نیست، پنج مقصود من بجز ذات پاک  
 بعد از چند بار ذکر ایں الفاظ در دل بگذارد  
 کہ خداوند مقصود من توئی و رضائے تو  
 محبت و معرفت خود دہد و ایں را بازگشت  
 گویند، لیکن چون حصر نفس نماید، پس باید  
 کہ نفس را بر عدد طاق بگذارد، و ہذا ایں  
 ذکر را و قوف عدوی گویند، کہ سالک  
 واقف عدد میباشد، و قتیکہ نفس را فرو  
 بگذارد، باید کہ لفظ محمد رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ و آلہ وسلم ضم نماید، و باید کہ  
 در ہر حال چہ شستہ و چہ بر خاستہ، و چہ  
 وقت خوردن و آشامیدن ہر وقت و  
 ہر آن مشغول بذکر نگاہداشت خاطر و

کر کے لفظ لا کو ناف سے اٹھا کر پیشانی تک پہنچائے  
 اور لفظ الہ کو وہاں سے دائیں کندھے تک پہنچا کر  
 لفظ لا کو اللہ کی ضرب دل پر اس طرح لگائے، کہ  
 تمام لطائف پر لگے، و افسوس کا اثر تمام جو ارجح و  
 اعضا تک پہنچے، اور یہ ذکر اس طریقہ میں بدن کے  
 اجزا اور اعضا کی حرکت کے بغیر ہی کرتے ہیں، اور اگر  
 دم بند کرنا کچھ نقصان دہ ہے، تو اس کے بغیر ہی ذکر  
 کرے، کیونکہ وہ ذکر کی شرط نہیں ہے، اور ذکر میں کلمہ  
 شریف کے یہ معنی ملحوظ رکھتے ہیں، کہ خدا بی تعالیٰ کی ذات  
 پاک کے سوائے میرا کچھ بھی مقصود نہیں، کئی بار ذکر  
 کرنے کے بعد یہ الفاظ بھی دل کے اندر خیال کرتے  
 رہتے ہیں، کہ ای خدا تو ہی اور تیری ہی رضا میرا  
 مقصود ہے، بلکہ اپنی محبت اور معرفت عطا فرما، اور  
 اپنی اصطلاح میں اس کو بازگشت کہتے ہیں، لیکن یہ  
 بھی معلوم ہے، کہ جس دم کی صورتیں طاق عدد پر اپنا دم  
 چھوڑا کرے، ایسا واسطے اس ذکر کو و قوف عدوی سے  
 تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ سالک ذکر کے عدد و شمارے واقف  
 اور گاہ رہتا ہے، یہ ہی جاننا چاہیے، کہ جب دم چھوڑا  
 تو لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس  
 کے ساتھ تلا یا کرے، اور لازم ہے، کہ ہر حال میں  
 اٹھتے بیٹھتے، کھاتے، پیتے ہر وقت دہر لفظ

بجست خود معرفت تو ایں ہی ہے  
 معرفت  
 معرفت

وقوف قلبی باشد، تاکہ باطن تصفیہ حاصل  
آید، و دل را توجہ و حضورے بظرف  
حق سبحانه پیدا شود، علامت تصفیہ  
اہل کشف را ظاہر شدن انوار است و ہر  
لطیفہ را نور علیحدہ مقرر فرمودہ اند، نور  
قلب زرد و نور روح سرخ و نور سیرفید  
و نور خفی سیاہ و نور اخفی سبز و این انوار  
را اول بیروں باطن خود مشاہدہ میکنند  
و ہمیں را سیر آفاقی میگویند، بعد ازاں  
انوار را درون باطن خود احساس میکنند  
و این را سیر نفسی میفرمایند، از زبان  
مبارک حضرت پیر دستگیر خود شنیدہ ام  
کہ سیر آفاقی تا زیر عرش است، و سیر نفسی  
از عرش بالاست، یعنی وقتیکہ لطائف از  
قالب برآمدہ باصول خود عروج می نمایند  
تا وقتیکہ بعرش برسند سیر آفاقی است و چون  
فوق عرش ایشانرا جذبے و عروج پیدا  
شود، سیر نفسی شروع میشود و شخصیکہ کشف

ذکر و نگہداشت و وقوف قلبی کا شغل رکے، تاکہ  
تصفیہ باطن حاصل ہو، اور حق سبحانہ کی طرف توجہ  
اور حضور پیدا ہو جائے، تصفیہ باطن کی علامت  
اہل کشف کے نزدیک تو لطائف کے انوار کا ظاہر  
ہونا ہے، اور انکا طالب کے مشاہدہ میں آنا ہے،  
اور شمع گرام نے ہر لطیفہ کا نور جدا جدا بیان فرمایا  
اور مقرر کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ قلب کا نور زرد  
اور روح کا نور سرخ اور سیر کا نور سفید اور خفی کا سیاہ،  
اور اخفی کا نور سبز، طالب ان انوار کو پہلے اپنے باہر  
مشاہدہ کرتا ہے، اور اسکو سیر آفاقی کہتے ہیں، اور پھر  
ان انوار کو اپنے باطن میں احساس کرتا ہے، اور اسکو  
سیر نفسی کہتے ہیں، حضرت پیر دستگیر کی زبان مبارک  
سے میں خود سنا ہے، کہ سیر آفاقی عرش کے نیچے  
ہی پہنچے تک ہے اور سیر نفسی عرش سے اوپر ہی  
اور ہے، یعنی لطائف مذکورہ قالب سے نکل کر جہت  
اصول کی جانب عروج کرتے اور توجہ ہوتے ہیں، تو  
انکا عرش تک پہنچنا سیر آفاقی ہے، اور پھر جب  
عرش سے اوپر آئے تو جذبے عروج حاصل ہوتا ہے،

لہ قال اللہ سترہم ما یاتنا فی الافاق و فی انفسہم الہ ۱۲ ملہ و ہر لون کی غیر ازیں الوان بنظر درآید  
براند کہ آمیزش از یکدیگر است، چنانکہ میان ولایت ہر لطیفہ و فنا و آن اندرین رسالہ عنقریب مذکور  
خواہد شد، منتظر بایر بود ۱۲ بصحہ سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

دارو، دیدن انوار و سیر خود را در ریافت مینماید  
 و صاحب کشف عیانی دریں زمانہ بسبب  
 مفقود شدن اہل حلال کم است اکثرے  
 طلب در نوبت صاحب کشف وجدانی  
 میباشد، و این وجدان ہم نخوے از  
 کشف است، و فرقی در میان کشف  
 عیانی و کشف وجدانی آنست، کہ صاحب  
 کشف عیانی عیان نامی میند، کہ از مقامے  
 بقامے سیر مینماید، و صاحب وجدان اگر چه  
 عیان نامی میند، اما بتبدل احوال تغییر وارد  
 را با ذراک خود در ریافت میکند، چنانچہ ہوا  
 بنظر نمی آید، لیکن در ذراک محسوس میشود  
 و اگر کہے با ذراک وجدانی ہم حالات خود  
 را در ریافت کند، بشارت مقامات اورا  
 داون طریقہ را بدنام کردن است <sup>انہم و کسب</sup> شغل  
 و ہم مراقبہ است و مراقبہ عبارت از انتظا  
 فیض است، از سبب و فیاض و لحاظ وارد  
 شدن آن فیض بر مژموہ خود یعنی فیضیکہ از  
 حضرت حق وارد میشود، بر طبقہ از لطائف  
 سالک آن طبقہ را مژموہ فیض میگویند لهذا  
 در ہر مقام مراقبہ از مراقبات معین فرمودہ

تو ہاں سے سیر نفسی شروع ہوجاتا ہے صاحب کشف  
 تو انوار کا مشاہدہ اور اپنی سیر خود آپ ہی دریافت کرنا  
 جاتا ہے، اگر موجودہ زمانہ میں اہل حلال مفقود ہونے کے  
 باعث صاحب کشف عیانی تو بہت ہی کم پائے جاتے  
 ہیں نئی زمانہ اکثر طلب صاحب کشف وجدانی ہی ہوا  
 کرتے ہیں، اور وجدان بھی ایک نوع کا کشف ہے اور ان  
 دونوں یعنی کشف عیانی اور کشف وجدانی میں فرق یہ  
 ہے، کہ صاحب کشف عیانی بیانا و ظاہر دیکھتا جاتا ہے،  
 کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی جانب منتقل کرتا جاتا ہے  
 اور صاحب وجدان گویا ہر انور اپنی سیر و نقل و حرکت کا مشاہدہ  
 نہیں کر سکتا، مگر اپنے حالات ارادات کے تغیر و تبدل کو  
 اپنے ادراک کی ساتھ دریافت کرتا جاتا ہے۔ جیسے ہوا جو  
 بظاہر تو دکھائی نہیں تی، لیکن قوت ادراکیہ تو اسے جوہل  
 لاسہ بڑے زور سے محسوس کرتی ہے، اور جو شخص اپنے  
 حالات ادراک وجدانی کی ساتھ بھی دریافت نہیں کر سکتا  
 اسکو مقامات کی بشارت دینا اور خوشخبری سنانا گویا بطریقہ  
 نظر کو بدنام کرنا اور اسکی نسبت جگمانی پھیلانا ہے،  
 دوسرا شغل مراقبہ ہے، اور مراقبہ مبدی فیاض اللہ  
 تعالیٰ سے فیض کے انتظار کرنے اور اپنے مورد پر  
 اس فیض کے وار ہونے کا خیال رکھنے کو کہتے ہیں، جو فیض  
 کہ حضرت حق سبحانہ کی طرف سے سالک کے لطائف سے

اندر دروازہ امکان مراقبہ احدیت  
 و آن عبارتست از مراقبہ ذاتیکہ جامع<sup>چنانچہ</sup>  
 جمیع صفات کمالست، و منفرہ است  
 از جمیع نقصانات کہ سستی اسم مبارک  
 اللہ است، و لحاظ مینماید کہ فیض ازاں  
 ذات بر لطیف قلب وارد میشود، و این  
 مراقبات را گاہے بے ذکر ہم مے  
 کنند، و ذکر بجز مراقبہ مفید نیست،  
**تشغل سوم ذکر رابطہ است**  
 و آن عبارت از انگاہ داشتن صورت  
 شیخ است، در بزرگ خود یا در و ن ل  
 خود یا صورت خود را صورت شیخ تصور  
 مینماید، و چون رابطہ غالب مے آید در  
 ہر چیزے صورت شیخ بنظر مے در آید  
 این را فنا فی الشیخ میگویند، و این احوال  
 بریں تباہ حال، نیز در ابتدا و در و یافتہ  
 بود، کہ از عرش تشریف حضرت  
 شیخ خود محیط مے یافتم، و جمیع حرکات  
 و سکانات خود را حرکات و سکانات آنحضرت

**مہمبت**

در و دیوار چوں آئینہ شد از کثرت شوق

کسی لطیف پر وارد ہوتا ہی، اُس لطیف کو اسکا مورد فیض کہتے  
 ہیں ایسے شایع کرام نے مراقبات میں ہر ایک نظام کے  
 مناسبت ایک ایک قبہ فرمادیا ہے، چنانچہ دروازہ امکان میں مراقبہ  
 احدیت کا امر کیا ہے اور مراقبہ احدیت اُس ذات کا ہے مراقبہ  
 کا نام ہے جو کہ تمام صفات کمالیہ کی جامع اور ہر ایک صفت  
 نقصان منفرہ و پاک اسم مبارک کا سنی مصداق اور اُس  
 میں اس امر کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ اُس ذات پاک کا فیض لطیف قلب  
 وارد ہوتا ہی، اور میں مراقبات کو کسی بھی تغیر ذکر کے استعمال  
 کرتے ہیں اور خانی ذکر بغیر مراقبہ کے مفید نہیں سمجھتے  
 رابطہ ہے، اور اسکی کئی صورتیں ہیں (۱) اپنے شیخ و پیر کی  
 صورت و شکل کو اپنے ذہن میں نگہ رکھنا (۲) اسکی شکل و صورت  
 کو اپنے دیکے اندر محفوظ رکھنا (۳) اپنی صورت کو شیخ کی صورت  
 خیال کرنا، اور رابطہ جب مرید پر ظہیر کرتا ہے، تو ہر چیز  
 اُس کو اپنے شیخ کی صورت نظر آتی ہے، اور اس حالت  
 کا نام فنا فی الشیخ ہے، معلوم رہے کہ یہ تمام احوال اس  
 خراب حال حضرت مصنف، اپنی شروع شروع شروع میں وارد  
 ہوئے تھے، حتی کہ عرش سے لیکر فرش تک اپنے حضرت  
 شیخ کی صورت کو محیط پاتا، اور اپنے حرکات و سکانات کو اپنے  
 حضرت شیخ کے حرکات و سکانات دیکھتا، ایست ہر در و  
 دیوار چوں الجزیمہ، ہر در و دیوار مارے شوق  
 کے آئینہ سا ہو گئے، اب جو ہر دیکھتا ہوں ناؤ ہر

ہر کجائی نگر م روئے ترا بے بینم  
 باید دانست، کہ طریقہ رابطہ اقرب طرق  
 است، و نشانی طور عجائب و غرائب است  
 حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ اند، کہ ذکر  
 تنہا بے رابطہ و بے فنا فی الشیخ مؤصل  
 نیست، و رابطہ تنہا بر عایت آداب صحبت  
 کافی است،

تو ہی تو ہے، جانتا چاہیے، کہ رابطہ کا راستہ  
 اور تمام راستوں کی نسبت بہت ہی نزدیک  
 راستہ ہے، علاوہ ہر اہل عجائب و غرائب  
 کے ظہور کا منشاء اور ذریعہ ہی ہے، حضرت  
 خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
 فرمایا ہے، کہ خانی ذکر بغیر رابطہ اور بغیر فنا فی الشیخ  
 منزل مقصود تک پہنچا نہیں سکتا، اور خانی رابطہ صحبت کے  
 آداب کی رعایت کیسے قائم کفایت کر سکتا ہے،

## فصل

در بیان سیر سلوک ارباب قلوب  
 کہ در دائرہ ولایت صغریٰ میشود، معمول حضرت  
 پیر دستگیر و خلفائے ایشاں چنان است  
 کہ اول توجہ برائے انقائے ذکر در لطائف  
 طالب میفرمایند، و طریق توجہ کردن این  
 است، کہ قلب خود را مقابل قلب طالب  
 داشته، التجا بجنا ابی نمودہ، استمداد از  
 مشائخ کرام فرمودہ، کہ انوار ذکر کہ در قلب  
 من از جناب سیران کہا رسیدہ است، در  
 در قلب این طالب در آید، و تو نے و ہمیتے  
 بسوئے قلب او فرماید، از عنایت الہی

## فصل

ارباب قلوب کے بر سیر سلوک کے بیان میں  
 جو ولایت صغریٰ کے دائرہ میں واقع ہوتا ہے حضرت  
 پیر دستگیر اور آپ کے خلفاء کا معمول یہ ہے، کہ اولاً  
 طالب کے لطائف میں ذکر ڈالنے کیلئے توجہ فرماتے  
 ہیں، اور توجہ دینے کا ان کے ہاں طریقہ یہ ہے کہ شیخ  
 اپنے قلب کے مرید کے قلب کے مقابل کر کے جناب الہی  
 سے قبول حضرت مشائخ کرام یوں عرض کرے، کہ  
 خداوند اجوانوار ذکر سیران کہا سے مجھ کو حاصل ہوا  
 ہے، اور میرا دل اُسے منور ہو چکا ہے، تو اس طالب  
 کے دل میں اللہ سے، اور اُسے اسکے دل کو منور فرمائے  
 پھر اپنی توجہ و ہمت بڑے زور سے طالب کے قلب



در چند توجہ حرکت ذکر در قلب و پیدا آید  
 و همچنین روح خود را مقابل روح او داشته  
 توجہ کند، کہ نور ذکر کہ در لطیفہ روح من  
 از ارواح پیراں رسید است، در روح  
 طالب القابیکم، و همچنین بر دیگر لطائف  
 او کہ بر وضعی و اخفی و لطیفہ نفس و قالب  
 اوست، متوجہ شدہ اقامی ذکر فرماید چو  
 اجرے ذکر در ہمہ لطائف طالب شدہ ذکر  
 نفی و اثبات اور اقلین فرمودہ، توجہ  
 برائے القانے نسبت جمعیت و حضور  
 فرماید کہ جمعیت عبارت از بخاطرگی یا کم  
 خطرگی قلب است، و حضور عبارت از  
 پیدا شدن توجہ است، در قلب بسوئے  
 حضرت حق سبحانه و چوں جمعیت و حضور  
 در قلب طالب پیدا شد، پس قلب طالب  
 را از بہت خود بسوئے فوق جذب فرماید  
 و اکثرے را دیدہ ام، کہ اول جذب را  
 اذراک مینمایند و وقتیکہ لطیفہ از قالب  
 برآید نسبت حضور را اذراک مینمایند، و  
 وقتیکہ لطیفہ از قالب برآید نسبت حضور  
 را اذراک میکنند، بہیں طریق برائے

طالب القاب  
 چو ذکر

توجہ نسبت حضور

ذکر  
 نام

کیطرف مصروف رکھے، سختی سُبْحَانَهُ سے  
 امید قوی ہے، کہ چند ہی بار کی توجہ سے اُس کے  
 قلب کے اندر ذکر کی حرکت پیدا ہو جائیگی، پھر اس طرح  
 اپنی روح کو اسکی روح کے مقابل دکھ کر توجہ کرے  
 اور خیال میں لاوے، کہ پیراں عظام کے ارواح  
 شریفے سے جو نور ذکر میرے لطیفہ روح میں پہنچا ہے  
 میں اُسکو اس طالب کے روح میں اُٹھا کر تا ہوں، اور اسی  
 طرح اُس کے دوسرے لطائف (بر وضعی و اخفی و لطیفہ  
 نفس و قالب) پر متوجہ ہو کر ذکر اُٹھا کرے، پھر طالب کے  
 تمام لطائف میں ذکر جاری ہونیکے بعد نفی و اثبات کا  
 ذکر اقلین فرما کر جمعیت و حضور کی نسبت اُٹھا کرے، دل  
 کے بخاطرگی یا کم خطرہ ہونیکو جمعیت کہتے ہیں اور حضرت  
 حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف طالب کے دل میں توجہ پیدا  
 ہونیکو حضور کہتے ہیں، اور جب طالب کے قلب میں حضور  
 و جمعیت پیدا ہو جائے، تو شیخ مرید کے قلب کو اپنی بہت  
 اور توجہ سے فوق (اوپر) کی طرف جذب فرمائے  
 (پسینہ بچائے) میں نے (معنی) اکثر اُٹھا کر دیکھا  
 ہے، کہ اول جذب کا اذراک کرتے ہیں، اور جب  
 لطیفہ قالب سے برآمد ہوتا ہے، تب نسبت حضور  
 دریافت کرتے ہیں، شیخ کو لازم ہے، کہ اسی طرح  
 جس مقام کے فیض کے واسطے توجہ کرے پہلے

فیض ہر مقام سے کہ توجہ کند، خود را منبغ  
 برنگ آن مقام ساخته، فیض آن مقام را در  
 باطن طالب انتقال فرماید، و مورد آن فیض  
 را نیز ملحوظ دارد، بدانکہ دل آدمی بسبب  
 کثرت حلائق و عوائق مثل بانگشت سیاه  
 و بے نور شدہ است، و خود را و اصل خود  
 را فراموش ساخته، چون در صحبت مرشد  
 کابن طالب صادق می آید، شیخ اورا توجہ  
 دادہ، طریق ذکر تلقین فرماید، و توجہ خود  
 در حق او بکار می برد، از برکت توجہ نور  
 ذکر در قلب او پیدا می میشود، آن انگشت  
 سیاه روشن شدن میگردد و چون از نور ذکر  
 تمام قلب منور شد، شعلہ از قلب او بلند  
 میشود و این را در طریقہ منظر یہ فقہان  
 سے نامند، و اول بشارتے کہ بطالب  
 عطائے فرما بند، بشارت فقہانست  
 در نبوت قلب کہ از اصل خود مائل و  
 ذاہل شدہ بود، ہا زاصل او بیادش  
 آید، و بطرف فوق متوجہ میشود، و در چند  
 آن شعلہ نور کہ بلند شدن گرفتہ بود، از

اپنے نیس اُس مقام کے فیض کے رنگ سے  
 رنگین کر کے اُس مقام کا فیض طالب کے باطن  
 میں انتقال فرمے، علاوہ ہر اُس فیض کے مورد کو  
 بھی ملحوظ رکھے، ف جاننا چاہیے، کہ انسان کا دل  
 اصل فطرت میں روشن و منور پیدا ہوا ہے، مگر عام طور  
 پر کثرت تعلقات و موانع کے باعث کوئلہ کی مانند  
 سیاہ و بے نور ہو گیا ہے، اسی وجہ سے وہ اپنے  
 آپ اپنی اصل کو فراموش کر بیٹھا ہے، لیکن جب  
 وہ طالب صادق بنکر اور حسن عقیدت و ارادت اپنے  
 ہمراہ لیکر کسی کامل شیخ و مرشد کھیند تمہیں حاضر ہو جائے  
 تو وہ مرشد اسکی طرف متوجہ ہو کر اسکو ذکر کی تلقین اور  
 توجہات اُسکے حق میں صرف رکھتا ہے، تو اُسکی توجہ  
 کی برکت سے ذکر کا نور اُسکے قلب میں پیدا ہوتا ہے  
 اور وہ سیاہ کوئلہ بے رنگ بن جاتا ہے، اور جب ذکر کے  
 نور سے اُسکا تمام دل منور ہوتا ہے، تو اُسکے دل کی ایک  
 نور کا شعلہ اُٹھتا ہے، اُسکو طریقہ منظر یہ میں فتح الباب  
 کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور اول اول جو بشارت  
 کہ طالب کے عطا فرماتے ہیں، وہ یہی فتح الباب بشارت  
 اسوقت قلب کی اپنی فراموش شدہ اصل پھر یاد آتی ہے،  
 اور اپنے فوق کی جانب توجہ ہوتا ہے، اور تصور سے ہی عرصہ

توجہ نور

لہ انگشت ابع و کاف فارسی کسور جب سوختہ کہ سرد شدہ سیاہ گشتہ باشد ۱۲ مصححہ سلمہ تعالیٰ

عزیز اللہ علیہ السلام

قالب سے برآید، وہیں معنی مست، آنکہ  
 میگویند، لطیفہ از قالب برآمد چمنیں آہستہ  
 آہستہ بطرف اصل خود کہ فوق العرش است  
 سیر سفیر ماید، و یمن برکت صحبت شیخ  
 جذبات قویہ لطائف طالب رافر میگیرد  
 و سرعت و بطور سیر آنچه من فہمیدہ ام  
 موقوف بر کثرت و قلت توجہات شیخ  
 ست، اگر کثرت توجہات رقی طالب  
 بکار می برد، سیر طالب سرع میشود، و اگر  
 توجہات شیخ قلیل ست، سیر نیز ہاں قدہ  
 خواہد بود، و استعداد طلب مختلف افتادہ  
 بعضے استعداد خوب دارند، کہ در اندک  
 توجہ مانند ہوائے آتشین بطرف ہالامی  
 پرند، کہ بسرعت سیر اینہا نظر بر کردہ نمیکند  
 و بعضیکہ بطی الاستعداد و ہستند، افتاں و  
 چیزاں بمنزل مقصود میرسند، عرض صحبت  
 شیخ علی الخصوص و تزیین طالبیاں راضر  
 تر افتادہ است، کہ بدون توجہ شیخ پائے  
 سعی دریں راہ ننگ ست، و از ریاضات  
 و مجاہدات خویش کارے نمی کشاید آلا  
 اَنْ يَشَاءَ اللهُ تَعَالَى كَمَا شَهِدْنَا فِي

میں وہ نور کا شعلہ جو قلب سے اُٹھے لگتا تھا، اب  
 قالب کے برآمد ظاہر ہوتا ہے، اور یہی مطلب ہے، اُنکے  
 اس قول کا کہ (لطیفہ قالب سے برآمد ہوا اب تو آہستہ  
 آہستہ اپنے اصل کی طرف فوق العرش ہے، کیونکہ  
 لگتا ہے، اور شیخ کی صحبت کی برکت و یمن سے بڑے  
 قوی توجہات طالب کے لطائف و اہدائے ہونے میں یہی  
 سیر کی تیزی و آہستگی و تیسری فہمیدہ شیخ کی توجہات  
 کی کمی پر مشتمل ہے، اگر شیخ اپنی توجہات طالب کے حق میں  
 کثرت صرف کرے گا، تو طالب کی سیر تیز واقع ہوگی، اور اگر  
 شیخ کی توجہات کی کیساتھ واقع ہوئی، تو طالب کی سیر  
 میں اسی مانند زبرد و توجہ میں ہی طالب کی اپنی استعداد  
 و لیاقت ہی مختلف طور پر واقع ہوئی ہے، انہی کسے توجہ  
 استعداد و لیاقت کے ہیں، جو انہی توجہ میں ہوا آتشین  
 کی مانند اور ہر کو استعداد تیزی کے ساتھ اڑتے جاتے ہیں، انکی  
 سرعت سیر میں ہر ایک شخص کی نظر کام نہیں کر سکتی، اور ان  
 کچھ کم لیاقت ہی ہیں، اگر گرتے پڑتے منزل مقصود تک  
 پہنچ ہی جاتے ہیں، ان فرض طالبیاں حق کی صحبت شیخ علی الخصوص  
 طریقہ نقشبندیہ میں، از حد ضروری ہے، کیونکہ صحبت شیخ  
 کے بغیر انکی تک دو کا پاؤں اللہ سے نہیں سکتا، اور انکی  
 اپنی ریاضتوں اور محنتوں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا،  
 اَلَا مَا شَاءَ اللهُ چنانچہ ہم اس امر کا اپنے شیخ و امام امیر

حُجْبَةٌ شَيْخِنَا وَإِنَّمَا مَنَّا كَلْبِي وَرُوحِي  
 فَكَأَنَّ وَجْهَنَا غَيْرَ مَرْكَبَةٍ وَازْبِرْ كَبْرَ  
 تَوْبَةٍ اسْتِ، اَكْ هِزْبِ وَرِيں طَرِيقِ مَقْدَمِ اُقْتَادِ  
 رَاهِ رَأْسَانِ سَاخْتِهٖ، چھ از رفتن تا برون  
 فَرَقِ ظَاہِرِ اسْتِ، وَخَلَاصَةُ سَلُوكِ كِهٖ عِبَارَتِ  
 از قطع کردن مقامات عشرہ شہولت  
 از توبہ و انابت و زہد و ریاضت و توسع  
 و قناعت و توکل و تسلیم و صبر و رضا و در  
 ضمن آن طی میشود، قربان پیران خود نوم  
 کہ چہ راہ سبط و آسانے بکائے ما پست  
 فظرتاں و کم استعداداں مقرر ساختہ اند،  
 ایں احسان حضرت شاہ نقشبند دست بضعی  
 اللہ تَعَالَى عِنْدَهُ کہ پانزدہ روز سمر بسجده  
 نہادہ و عَاوَلَضْرَعِ در جناب الہی کردہ اند  
 و عرض کردہ اند، کہ الہی مراطریقہ وہ کہ البتہ  
 موصل باشد، اللہ تعالیٰ و عَاوَلِ ایشان  
 متعجب فرمودہ، و ایشا ناز طریقہ عنایت  
 کرد، کہ اقرب طریق است و البتہ موصل  
 است لیکن شیخ کامل و مکمل باید کہ ظاہر ش  
 کمال متابعت حضرت رسالت پناہی  
 صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آراستہ

دل اور میری روح اپنے قربان کی سمیت میں بارنا  
 مشاہدہ اور تجربہ کر کے ہے، توجہ کے برکات میں  
 سے ایک یہ امر بھی ہے، کہ اس طریق میں جذبہ سلوک  
 پر مقدم واقع ہوا ہے، اسی وجہ سے راستہ میں ایک  
 طرح کی سہولت پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ جانے اور بچانی  
 میں تو بہت ہی بڑا فرق ہے، اور نیز سلوک کا خلاصہ یعنی  
 فطری دس مشہور منزلوں (توبہ، انابت، زہد، ریاضت،  
 توسع، قناعت، توکل، تسلیم، صبر، رضا) کا طے  
 کرنا بھی اسی جذبہ کے ضمن میں ہی حاصل ہوجاتا ہے  
 میں اپنے پیروں پر قربان جاؤں، کہ انہوں نے مجھ کو بہت  
 تالائقوں کیواسطے کیا ہی آسان راستہ مقرر کیا ہے،  
 یہ سب حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا احسان  
 ہے، کہ آپ نے پندرہ روز تک سمر بسجود ہو کر جناب  
 الہی میں دعا و گریہ زاری کی، اور عرض کیا، کہ خداوند  
 مجھ کو ایسا طریقہ عطا فرما، جو یقیناً و قطعاً مجھ تک  
 پہنچا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی، اور  
 آپ کو ایسا راستہ عطا فرمایا، جو اور راستوں کی نسبت  
 بہت ہی نزدیک ہے، اور یقیناً اس تک پہنچا تو الہی  
 ہے، لیکن پھر بھی پیر ایسا کامل و مکمل ہونا چاہیے،  
 جس کا ظاہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی کمال متابعت کے ساتھ آراستہ و مرتب

وہائش از ماہوی پیر استہ، و بدوام حضور  
حضرت حق سبحانہ، در ساختہ باشند، و  
الگناہ طریقِ چہیت، باید دانست، کہ  
اکابر نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہما اصل  
کار بر جمعیت و حضور داشتہ، بہر رُطِب و  
پایس دست نہ انداختہ اند، و بصُور و  
اشکالِ غیبی متوجہ نیشوند، و کشف  
و انوار را چنداں اعتبار نہادہ اند و طالب  
را بجمول چہار چیز رغبت میفرمایند جمعیت  
و حضور و جذبات و واردات کشش  
لطائف را کہ بطرف فوق میشود، جذبات  
میگویند، و واردات عبارتست، از  
وارد شدن حاسے از فوق بر قلب کہ  
طاقتِ تحمل آن دانشمندان <sup>مستجاب</sup> مستجابست  
فوق بسبب ہمارکت توجہ آن جہتست  
والا او تعالی را پیروان <sup>دائرہ</sup> دائرہ جہات باید  
جست، و ہمیں واردات را درین طریقہ  
عدم و وجود آن میگویند، اوکل این وارد  
برائک گاہے بلکہ بعد از ماہے ورود

ہو، اور باطن غیر حق سبحانہ سے بے تعلق و پاک  
وصاف اور حضرت حق سبحانہ کے دوام حضور سے  
مشرف، ورنہ پھر اس طریقہ کا کیا گناہ اور کیا تصور  
جاننا چاہیے، کہ شاہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ  
کے نزدیک حضور اور جمعیت ہی اصلی کام ہے، اسی  
واسطے ہر خشک تر پر ماتہ نہیں ڈالتے، اور غیبی صورتوں  
اور شکلوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، اور کشف اور  
انوار کو چنداں معتبر نہیں خیال کرتے، اور طالب  
کو انہی چار چیزوں کی رغبت دیتے ہیں جمعیت  
حضور، جذبات، واردات، اول الذکر دونوں کے  
معنے اوپر بیان ہو چکے ہیں، موخر الذکر دو کے معنے  
یہ ہیں لطائف کی کشش فوق کی جانب کو جذبات کے  
نام سے موسوم کہتے ہیں، اور قلب کسی دشوار ناقابل  
برداشت حالت کے اوپر سے وارو ہونیکا نام واردات  
ہے، فوق راوہر کی جانب کا ذکر صرف اسی بنا پر ہے کہ  
عادۃً فوق ہی کی طرف توجہ کی جاتی ہے ورنہ حق سبحانہ  
تعالیٰ جہات و اطراف سے بالکل پاک مبرا ہے، اسکو  
دائرہ جہات و اطراف سے باہر ڈھونڈنا چاہیے، اور  
انہیں واردات کو اس طریقہ نقشبندیہ میں عدم اور

۱۶

جہات و جذبات

نہ از پیرانین ہائیکہ بجائے مجہول و نثر و بعضی بے نام کردوں و برین جہت سے لاجہت آرائش و زیبائی ۱۲ غیبات  
کہ ہمارت کو شبہوں و تفسیر کردن و تجربہ نمودن و در کاسے ریح نمودن و در مان کردن ۱۱ غیبات خمسہ سلمۃ اللہ تعالیٰ

میکند و رفتہ رفتہ کثرت پیدا میکند، و بعد از ہر ہفتہ و ہر روز بلکہ در روز چند بار تا وقتیکہ تواتر و تواتر <sup>بہرین پے پے</sup> آئیے انجامد و اتصال واردات میشود، آنکہ بزرگان اس طریقہ فرمودہ اند، **بیت**  
 وصل اعدام گرتوانی کرد  
 کار مرداں مردوانی کرد  
 اشارت بانحالت ست، و ہمیں عدم و وجود عدم فنا و بقا ست، در جہت جذبہ لیکن فنا و قلب و قیہ متحقق شود کہ تعلق ظنی و حقی بہا سوائے از ساختہ سینہ رخت بر بندد و خطرہ ماسوائے درون قلب ہرگز نیاید، **بیت**  
 خیال ماسوائے از دل بروں کن  
 گذر از چوں و حُبت بیچکوں کن  
 و فنا، قلب در تجلیات انفعالیہ البیہ میشود یعنی دیدن افعال ماسوائی آثار فعل حضرت حق سبحانہ تعالیٰ، چوں این دید غالب آید صفات و ذات ممکنات را منظر صفات و ذات حضرت حق خواہد دید و توحید وجودی کہ عبارت از دیدن مستی ممکنات

وجود عدم ہی کہا جاتا ہے، اول اول یہ وارد حالت سالک پر کسی کبھی بلکہ ایک ایک مہینہ کے بعد وارد ہو کرتی ہے، اور رفتہ رفتہ کثرت پیدا کرتی جاتی ہے، پھر تو ہفتہ وار روزانہ بلکہ ایک ایک روز کی کسی بارگشا و رو د ہونے لگتا ہے، حتیٰ کہ پے در پے اور ستوا تر تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اور واردات کا تانتا بندہ جاتا ہے وہ جو اس طریقہ کے بزرگوں فرمایا ہے، بہت وصل اعدام گرتوانی کرد و فنا لہ ترجمہ اگر تجھے وصل اعدام ہو سکے تو البتہ مردوں کا کام تو کر سیکگا، ایسا حالت کی طرف اشارہ ہے اور عدم و وجود عدم جہت جذبہ فیما ہی ہے، اور بقا ہی، مگر فنا قلبی تو تب ہی حاصل ہوگی، جبکہ ماسوا کا علمی و حقی تعلق سینہ سالک سے کوچ کر جائے، اور غیر کا خطرہ تک ہی اس کے دل میں گزرے، بہت خیال ماسوا از دل لہ ترجمہ

خیال ماسوا دل سے بروں کر

گذر چوں سے و حُبت بیچکوں کر

اور فنا، قلب تجلیات انفعالیہ البیہ میں حاصل ہوتا ہے یعنی ماسوا کے افعال کو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فعل کل اثر خیال کرنا جہت دید خیال طاقب غلبہ کرتا ہے، انوکھت کے ذات و صفات حضرت حق کے ذات و صفات کا منظر اہلئے نظہور یا سمجھنے لگتا ہے، اور توحید وجودی یعنی ممکنات کی ہستی کو ہستی حق کی موعین سمجھنے

سالک

تاریخ

امواج ہستی اوتلعانی ست، اگر تم خواہد ہو  
سرالبدن ۱۱

### بیت

غیرش غیر در جہاں نگداشت  
لاجرم بین جملہ اشیا شد  
وآرباب توحید وجودی خود را و عالم را  
گم ساختہ در بحر وجود حضرت حق غوطہ خوانند

### بیت

ز ساز مطرب پر سوز این رسید گوش  
کہ چوب و تار و صدائے سخن من بہ مست  
و آیں راقنا فی اللہ لقمۃ اند، و چون لک  
درین بحر زخار غوطہ خورد، غیر از بحر شہود  
بصیرت ش چیزے نیافت و بہر طرف کہ  
مشاہدہ کرد، سوائے دریا و امواج او  
ندید، بلکہ خود را قطرہ این بحر دید، و از  
کمال استغراق امتیاز قطرہ نیز مرتفع

### بیت

جوئے این دریا توئی نیکو بگوئے  
انفکاکے نیست در دریا و جوئے  
حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کہ سند این طاقت  
علیہ اند میفرماید  
البحر بحر علی ما کان فی تقدیر

کا گیت گاتا ہے، بیت غیرتش غیر در جہاں الہ  
ترجمہ اسکی غیرت نے جہاں میں غیر نہیں چھوڑا  
اسی بنا پر وہ ہر ایک چیز کا میں ہوا نہ غیر، اہل توحید  
وجودی نے اپنے آپ کو اور تمام عالم کو گم کر کے  
حضرت حق کو دریا وجود میں غوطہ لگایا، بیت ز  
ساز مطرب پر سوز الہ ترجمہ مطرب کے پر سوز  
ساز سے یہ ندا کان میں پہنچی، کہ چوب اور تار اور  
تقن متن کی آواز سب وہی ہے، اور اس کو فنا،  
فی اللہ کہتے ہیں، اور سالک نے جب اس سمندر  
بے کنار میں غوطہ لگایا، تو اس کی بصیرت نے بجز  
سمندر کے اور کچھ بھی نہ پایا، اور جس طرف کو نظر  
اٹھائی، تو سوائے سمندر اور اس کی موجوں کے اور  
کچھ بھی نظر نہ آیا، بلکہ اپنے تئیں ہی اسی دریا کا  
ایک قطرہ پایا، اور کمال استغراق کے باعث قطرہ  
اور دریا میں ہی امتیاز باقی نہ رہا، بیت جوئے  
ایں دریا الہ ترجمہ اب غور کر کہ تو تو اسی دریا  
کی ایک نہر ہے، دریا اور نہر میں جدا کی کہاں  
ہے، اس طاقت علیہ کی سند حضرت شیخ اکبر قدس  
سرہ فرماتے ہیں، شعر البحر بحر علی ما کان الہ  
ترجمہ سمندر تو اپنی اسی قدیمی حالت پر ہی  
موجود ہے، اور یہ تمام کائنات جو تیرے مشاہد

ترجمہ

ترجمہ

ترجمہ

إِنَّ الْخَوَادِثَ أَمْوَاجَ وَأَنْهَارًا  
فَلَا يَجْزِيَنَّكَ أَشْكَالُ تَشَاكُلِهِمْ  
عَمَّنْ تَشْكَلُ فِيهَا وَهِيَ أَسْتَارُ  
وَبِزْمِيفِرَايِنْدِ قِطْعَةٍ

لَا أَدْرِي فِي الْكُونِ وَلَا لِإِبْلِيسَ  
لَا مَلِكُ سُلَيْمَانَ وَلَا بَلْقِيسَ  
فَأَكْثَلُ عِبَارَةً وَأَنْتَ الْمَعْنَى  
يَا مَنْ هُوَ الْقُلُوبُ بِمَقْنَاطِيسَ  
مَغْرَبِي سِيفِرَايِنْدِ غَزَلِ

زدریا موج گوناگوں برآمد  
زنیچونی برنگ چوں برآمد  
گھے در کسوت بستی فروشد  
گھے بز صورت مجنوں برآمد  
چویار آمد ز خلونخانہ بیروں  
ہمون نقش دروں پیروں برآمد  
ازیں دریا بدیں آسوان ہر دم  
ہزاراں گوہر گمنون برآمد  
بصد و نشان بکام دوستان شد  
بصدافسانہ واقسوں برآمد  
بدیں کسوت کہ می بینش انوں  
یقین مے داں کہ او انوں برآمد

میں ہے) صرف اسی سمندر کی موجیں ہی موجیں  
اور نہریں ہی نہریں تو ہیں، سو یہ سب موجوں  
اور نہروں کی صورتیں اور شکلیں تیرے لئے ان  
کے اصلی تشکل سے مجاب نہ بن جائیں، یہ تو  
صرف پردے ہی پردے ہیں، اور نیزند لفظ  
فرماتے ہیں، قطعہ کا اداہ فی الکون الہ ترجمہ  
سے دونوں کے مقناطیس اس عالم وجودی میں نہ  
آدم ہے نہ ابلیس اور نہ ملک سلیمان ہے اور ملک  
بلقیس یہ تو سب کے سب الفاظ و عبارات میں اور تو ہی  
رنگ معنی ہے، اور مغربی صاحب یوں فرماتا ہے،  
غزل زدریا موج گوناگوں الہ ترجمہ اُس دریائے  
وحدت کثرت کی گوناگوں موجیں برآمد ہوئیں، وہ کجگو  
حقیقی ایچونی سے چونکہ رنگ میں آیا، کبھی ہناباس  
بیلی کا کبھی مجنوں کی صورت بننے آنکلا، خلونخانہ جب  
وہ یار باہر آیا، نو وہی ہو ہواندر ہی کا نقشہ باہر آیا  
اس دریائے ان موجوں کے ہمراہ ہزاروں چھبے جو  
خوبصورت موتی نکل آئے، سو مگر جیلے اور بہانے  
کے، تو پھر کہیں دوستوں کے موافق ہوا عرض  
سو قصوں اور قضیوں کے بددہ نکلا، جس بنا  
میں اُسکو تواب دیکھ رہا ہے، یقین کر کہ وہ  
اُس میں ابھی نکلا ہے، مغربی کے شعر کی مانند

ترجمہ

ترجمہ

۱۱۱



چو شعر مغربی در ہر لباسے  
 بغایت دلبر و موزوں برآمد  
 در چوں فنا میں مرتبہ کمال رسید بود خود  
 اور موجود ساختہ بقائے از نزد خود عطا  
 خواہند فرمود، و خود را در ہمہ و ہمہ را در خود  
 نشانداہ خواہد نمود، و عالم را مرآت جمال  
 خود خواہد دید و از غایت شوق باین اشعار  
 ترم خود خواہد بود **عزل**  
 چون نگرم در آئینہ عکس جمال خویش  
 گردد ہمہ جہاں حقیقت مضمورم  
 خورشید آسمان ظہورم عجب مدار  
 ذرات کائنات اگر گشت منظرم  
 عشقم کہ در دو کون و مکانم پذیریت  
 عشقا مغربم کہ نشانم پذیریت  
 زابرو وغمرہ ہر دو جہاں صید کردہ ام  
 منکر برداں کہ تیر و کمانم پذیریت  
 گویم بہر زباں و بہر گوش بشنوم  
 این طرفہ تر کہ گوش و زبانی پذیریت  
 بر آنکہ تو حید و جودی و ذوق و شوق و وض  
 شدن اسرار مبعث و آہ و نعرہ و بیجودی  
 و استغراق و سماخ و رقص و وجد و توجہ

از

ترجمہ

۶۹

۶۸

ہر لباس میں وہ نہایت ہی دل پسند اور موزوں  
 نکلا، اور فنا فی اللہ جب اس حد کہاں تک پہنچتا  
 تو اسکو وجود مہجوب سے موجود کر کے خاص اپنے پاس  
 سے ایک قسم کی بقا عطا فرماتے ہیں، پھر تو اپنے آپ  
 کو تمام میں اور تمام کو اپنے آپ میں مشاہدہ کرنے  
 لگتا ہے، اور تمام عالم کو اپنے جمال کا آئینہ تصور  
 کرتا ہے، اور ذہن کے فارسی اشعار نہایت شوق  
 سے گلے لگتا ہے، **عزل** چون نگرم الخ ترجمہ  
 جب میں آئینہ میں اپنے جمال کے عکس کا مشاہدہ  
 کرتا ہوں، تو سارا جہاں در حقیقت میرا ہی میرا  
 نقشہ دکھائی دیتا ہے، خورشید آسمان بھی میرا ہی  
 ظہور ہے، اگر تمام کائنات کے ذرات بھی میرا ہی  
 منظر بن چکے ہیں، تو ای بار تو ہرگز بھی کچھ تعجب نہ  
 اور نیز مغربی کا قول ہے، قطعہ عشقم در دو کون و مکانم  
 الخ ترجمہ میرا عشق جو کون و مکان میں ظاہر نہیں، تو  
 چہر خیرانی کیا ہے، میں تو عشقا مغرب ہوں، میرا تو ایک  
 نشان تک ہی موجود نہیں، میں تو ابرو وغمرہ کیساتھ  
 دونوں جہاں شکار کر لے، اسے منکر خیال کر کہ میرا تو  
 تیرا مکان ہی ظاہر نہیں، میں تو ہر زبان بولتا ہوں اور  
 ہر کان سننا ہوں طرفہ یہ کہ تو میری زبان ہی ظاہر ہے  
 اور نہ ہی میرا کان، جانا چاہیے کہ تو حید و جودی و ذوق

ہمہ دیر پریفہ قلب ست، و قلب اول  
 در دائرہ امکان سیر ہوگا، و از احوال  
 آن دائرہ است اجذب و حضور جمعیت  
 و اراوات و کشف کوئی و کشف ارواح  
 و کشف عالم مثال و سیر عالم ملک کہ عبارت  
 از تحت افلاک ست، و ملکوت کہ عبارت  
 از ملائکہ و ارواح و بہشت و آنچه مافوق  
 آسمانہا ست، ہمہ داخل دائرہ امکان  
 ست، بلکہ در نصف سافل آن دائرہ  
 انچنین شعبہ ما بنظر می در آید، و این  
 را سیر آفاقی میگویند، و کمال حضور و  
 جمعیت و جذبات قویہ در دائرہ ثانی  
 کہ عبارت از سیر تجلیات افعالیہ است  
 و سیر ظلال اُسماء و صفات ست، و مستی  
 برائتہ ولایت صفرا ست، حاصل  
 میشود، و از نصف عالی دائرہ امکان  
 کہ فوق عرش ست چہ و انما ید، کہ بسیار  
 از صوفیہ نارسیہ از باعث تنزیہ لامکانیت  
 آن مقام را مرتبہ صفات و ذات فہمیدہ اند  
 یکے میگویند، کہ سیر استوای فوق عرش از

شوق آہ نعرہ، بخودی، استغراق، سماع رقص،  
 وجد تواجد، اور اسرار جمعیت کا ظہور، یہ سب کے سب  
 حالات لطیفہ قلب ہی کی سیر میں سالک ہو رہا ہوا  
 کرتے ہیں اور قلب اول تو دائرہ امکان ہی میں سیر  
 کیا کرتا اور جذب حضور جمعیت و اراوت کشف کوئی کشف  
 ارواح اور کشف عالم مثال اسی دائرہ امکان احوال میں  
 ہیں، اور سیر عالم ملک یعنی ماتحت افلاک کی سیر اور عالم ملکوت  
 یعنی ملائکہ و ارواح و بہشت مافوق افلاک کی سیر ہی اس  
 دائرہ میں ہی داخل ہے۔ بلکہ یہ تمام شعبہ اس  
 دائرہ کے نصف زیریں حصہ میں ہی دکھائی دیتے  
 ہیں، اور اس کو سیر آفاقی کے نام سے موسوم کرتے  
 ہیں، اور کمال حضور و جمعیت اور قوی قوی جنبہ  
 تو دائرہ ثانی یعنی دائرہ ولایت صفرا ہی حاصل  
 ہیں، اور دائرہ ثانی تجلیات افعالیہ اور اسماء و صفات  
 کے ظلال کی سیر کا نام ہے، اور دائرہ امکان کے  
 نصف حصہ عالی کا جو فوق العرش ہے کیا مان ظاہر  
 کرے، اس مقام کی تنزیہ و لامکانیت کے  
 باعث بعض نارسیدہ ناقص صوفیوں نے اس مقام  
 کو ہی ذات و صفات کا مرتبہ خیال کر لیا جتنی کہ  
 بعض نے کہا، کہ استوی علی العرش کا راز اسی مقام

عالم ملک عالم ملکوت

۱۲۵۰

۱۲۵۰ و حجاب تصور کردہ اند ۱۲ المصوح سید اللہ تعالیٰ

اسرارِ خاضعہ است، آپس از جملہ اُغلاطِ  
راز غے و قیام <sup>۱۲</sup> مقام،  
صوفیہ است، و در نصفِ دائرہ فوق  
عرشِ سیرِ انفسی قرار دادہ اند بلکہ کمالِ سیرِ  
انفسی در دائرہ ولایتِ صغریٰ کہ محلِ ظہورِ

دائرہ ولایتِ صغریٰ  
کہ عبارت از  
ظلالِ اسما و صفات است

توحید و اسرارِ معیت است، واضح میشود  
امامِ الطریقہ حضرتِ شاہِ نقشبند فرمودہ اند  
کہ اولیاء اللہ بعد از فنا و بقا چہ می بینند،  
در خود می بینند، و ہر چہ می شناسند، در خود می  
شناسند، و حیرتِ ایشان در نفسِ خود است  
وَقِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تَنْصُرُوْنَ بزرگے  
نفس تا علی است <sup>۱۲</sup>

میگوید بیت

ہمچو نابینا ہر سوئے دست  
باتو در زیرِ گلیم ست ہر چہ ست  
علامتِ رسیدنِ قلب در دائرہ ولایتِ  
صغریٰ آنست کہ توجہ فوقِ مضاعف شدہ

کے دقیقہ اسرار میں سے سے یہ منجملہ اُن کے  
اغلاط سے ہے، شائع نے اس کے نصف  
فوق العرش کو سیرِ انفسی قرار دیا ہے، بلکہ  
سیرِ انفسی تو کامل طور پر ولایتِ صغریٰ کے  
دائرہ میں ہی ظاہر ہوتی ہے، جو توحید و جودِ  
اور اسرارِ معیت کے ظہور کا محل ہے امامِ الطریقہ  
حضرتِ شاہِ نقشبند نے فرمایا ہے، کہ اولیاء اللہ  
فنا و بقا کے بعد جو کچھ بھی دیکھتے ہیں، اپنے  
ہی آپ میں دیکھتے ہیں، اور جو کچھ بھی پہچانتے  
ہیں، اپنے ہی آپ میں پہچانتے ہیں، اور  
انکی حیرت بھی اپنے ہی آپ میں ہے، آیہ  
کرمیہ وَ قِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تَنْصُرُوْنَ اسی کی  
طرف مُشرع ہے، ایک بزرگ فرماتے ہیں،  
بیت: ہمچو نابینا الہ ترجمہ نہ بن اندمانہ لجا  
ہر طرف ہاتھ، ساتھ تیرے جو ہے زیرِ گلیم  
ولایتِ صغریٰ کے دائرہ میں قلب کے  
پہنچنے کی علامت یہ ہے، کہ فوق کی جانب  
کی توجہ تو جاتی رہے، اور بجائے اُس  
کے جہاتِ ستہ کا احاطہ کرے، اور حضرت  
حق سبحانہ کی بنے کیفِ معیت کو سبہ کیف

۱۲ تا بندتِ مرتوں خود را و در نصفِ دائرہ فوق عرشِ سیرِ انفسی قرار دادہ اند ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

احاطہ شش جہت میفرماید و معیت  
 بیچونی حضرت حق سبحانہ با دراک بچوں  
 محیط خود و محیط ہمہ عالم می بند و بعضے  
 را اسرار توحید و جودی دست میدہد و  
 منشأ اسرار توحید و جودی آنست، کہ  
 بسبب کثرت عبادات و مجاہدات و  
 ترک مالوفات و مرغوبات و دوام ذکر  
 و فکر غلبہ عشق و محبت بسوئے محبوب  
 حقیقی پیدا میشود، و دل را جذبے و توجہ  
 بسوئے آنجناب قدس ہویدا میگردد،  
 و این مجاہدات و ترک مالوفات کہ موافق  
 اتمام حبیب خدا صلی اللہ علیہ  
 و آلیہ و سلم واقع میشود، تصفیہ باطن  
 از علایق مابواسے میکند، و آئینہ دل  
 را از زنگ غفلت و ہوازد و وہ میفرماید  
 تا بحدیکہ باطن را مرا بایں عکوس ظلال  
 اسما و صفات واجبی میکنم و چون ساکن  
 بیچارہ و عاشق دل داد کہ نادیدہ محبوب  
 خود تعشقتہم رسانیدہ بود، عکوس و  
 ظلال را عین محبوب تصور کردہ بشرطیات  
 تکلم فرماید و صورت محبوب در آئینہ باطن

ادراک کے ساتھ اپنے آپ کا اور تمام عالم کا محیط  
 تصور کرے، اور بعضوں کو توحید و جودی کے  
 اسرار بھی اسی میں حاصل ہو جاتے ہیں، اور  
 توحید و جودی کے اسرار کا منشأ و سبب غالباً  
 تویہ ہوا کرتا ہے، کہ عبادتوں اور مجاہدوں کی  
 کثرت اور اشیا مالوفہ و مرغوبر کی ترک اور  
 ذکر و فکر پر دوام اور پیشگی کے باعث محبوب  
 حقیقی کے عشق و محبت کا غلبہ اور دل کو اس  
 جناب قدس کی طرف توجہ اور جذبہ پیدا ہو جانا  
 ہے، اور یہ مجاہدے اور اشیا مالوفہ کی  
 ترک جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلیہ و سلم  
 کی اتباع کے موافق واقع ہو، تو مابواسے باطن  
 کو صاف اور آئینہ دل کو غفلت اور ہوسے  
 نفسانی کے زنگ سے پاک کر دیتے ہیں  
 حتیٰ کہ باطن کو اسما و صفات واجبی کے ظلال  
 اور پرتوں کا آئینہ بنا دیتے ہیں، اور حبیب یہ  
 بیچارہ سالک دلدادہ عاشق کہ جس نے  
 بے دیکھے اپنے محبوب سے تعشق پیدا  
 کر لیا تھا، محبوب کے عکوس اور ظلال کو محبوب  
 کا عین خیال کر لیتا ہے، تو سکریہ کلمات برضا  
 شریعت زبان پر لاتا ہے، اور اپنے محبوب کھپوت

خود دیدہ بخود و مد ہوش شدہ خیال  
وصال در سرش سے افتد، حافظ  
شیرازی میفرماید، **بیت**  
عکس سے تو چو در آئینہ جام افتاد  
عارف از پر تو می در طمع خام افتاد  
و چوں از غایت عطش فرق در میان  
خل و اصل نے تو اند کرد، لاجرم نعرہ  
اتحاد و عنایت از نہادش مے بر آید

### بیت

چوں عکس رخ دوست در آئینہ بیان شد  
بر عکس رخ خویش نگارم نگران شد  
و قلبہ میں دید بجائے رسید، کہ نقین و  
تشنخص خود نیز از نظرش مرتفع شد  
ندائے سبحانی و انا الحق از باطنش بلند  
شد، و چوں در حدیث قدسی واردست  
أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِنِي مَوَافِقِ ظَنِّ أَوْ  
من نزد گمان بندم کہ بنی مارد  
با او معاملہ خواہند فرمود، و چوں صاحب  
این حالت از خود با بہتہائے خود فانی  
گشتہ است، از طعن و ملامت دور  
است، و داخل زمرہ اولیاء است و  
از مجذوبان حق است، بدانکہ قبل

اپنے باطن کے آئینہ میں دیکھ کر بخود و مد ہوش  
ہو جاتا ہے، تو اس وقت اس کے باطن میں  
محبوب کے وصال کا پختہ پختہ خیال میٹھ جاتا  
ہے، حافظ شیرازی فرماتے ہیں، بیت عکس  
سے تو چو در آئینہ جام افتاد، عارف از پر تو مے  
در طمع خام افتاد ترجمہ یعنی تیرے چہرے کا عکس جب  
پیلے شراب کے شیشے میں پڑا، تو عارف کا دل شراب  
کے پر تو سے طمع خام میں پڑا، اور حیثیت در پر تو پہا  
کے لئے ظل اور اصل میں فرق نہیں نکلا، تو اب خواہ  
مخواہ اس کے وجود اتحاد و عنایت کا نعرہ بلند ہوتا ہے  
بیت چوں عکس رخ دوست الہ ترجمہ جب دوست  
کے چہرہ کا عکس آئینہ کے اندر نظر ہوا، تو میرا مشوق  
اپنے ہی چہرہ کا عکس دیکھنے لگا، اور یہ دید اس تک  
اُس پر عالمی، کہ اسکا اپنا نقین و تشخص می اُس کی  
نظر سے اٹھ گیا، پھر تو کیا تھا، سبحانی و انا الحق کی ندا  
اُسکے باطن سے بر سے زد کہ ساتھ گونجے گی، اور چونکہ  
حدیث قدسی میں حق تعالیٰ کا بندہ کے ظن و گمان کو فانی  
وارد ہوا ہے، لہذا خدا کی طرف سے اس کے ساتھ اس کے گمان  
ہی معانہ کیا جائیگا، اور نیز چونکہ ایسی حالت والا اپنے  
آپ اور اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں کا فانی ہو چکا ہے  
لہذا وہ طعن و ملامت بالکل دور اور اولیاء اللہ کے

از رسیدن قلب در دائرہ ثانی کہ مقام  
انکشاف توحید است، سخنان توحید  
گفتن و اعتقاد وحدت وجود نمودن  
خلاف شریعت است، نبی بینی، کہ دعوت  
انبیاء و عظام علیہم السلام توحید جودی  
نیست، بلکہ احکام شریعت موقوف  
بر اثبانت است، و کتاب و سنت  
ناطق است، بہ نفی معبودات باطلہ و  
یگانہ داشتن معبود حقیقی بعبادت و عوام  
را تمیز و مراقبہ توحید کردن غیر از خسار  
دنیا و آخرت نے افزاید، مثل شح وقت  
را خدا انصاف دهد، کہ انجمنین اعتقاد طحڑانہ  
بمردان خود تلقین میفرمایند و این چکارگان  
را از صراط مستقیم منحرف میسازند صَلَّوْا  
فَاَصْلُوْا اَصْغَوْا فَاَصْغَوْا بِسْمِ  
بِخردے چند ز خود بے خبر  
عیب پسندند، بر علم ہنر  
بادشوندار، پچراغے رسد  
دودشوندار، بد مانعے رسد  
پایدوانست کہ بعضے سالکان را قبل  
از قطع دائرہ امکان بلکہ قبل از بر آمدن

زمر میں داخل اور اور مجذوبان حق میں شامل ہے  
جاننا چاہیے، کہ دائرہ ثانی میں جو توحید وجودی  
کے انکشاف کا مقام ہے، قلب کے پہنچنے سے  
پہلے پہلے توحید کی باتیں کہنا اور وحدت وجود کا  
اعتقاد کرنا شریعت کے بالکل برخلاف ہے، کیا تو نہیں  
دیکھتا، کہ انبیا و عظام علیہم السلام خلق خدا کو  
توحید جودی کی دعوت ہرگز نہیں دے، بلکہ شریعت کے جملہ  
احکام دونی اور کثرت پر موقوف ہیں، اور کتاب  
سنت بھی معبودات باطلہ کی نفی اور معبود حقیقی کو  
عبادت میں یگانہ سمجھنے کیساتھ ناطق ہے، عوام انسان  
کو توحید جودی کے مراقبہ و تمیز سے سوائے دنیا  
و آخرت کے خسارہ کے اور کچھ بھی حاصل نہیں،  
اللہ تعالیٰ اس وقت کے مشائخ کو انصاف عطا فرمائے، کہ پچر  
مردوں کو ایسا محمدانہ اعتقاد تعلیم فرماتے ہیں، ان  
پچراو نکور راہ راست منحرف کرتے ہیں، پہلے خود بیکے  
پچراورونکو ہکایا، پہلے خود ضائع ہو، پچراورونکو ضائع  
کیا بیت زخردے چند ز خود بے خبر، اہل ترجمہ چند  
جو قوف جنگو اپنے آپکی بھی ہوش نہیں، ہنر کے نیال  
عیب کو پسند کے ٹیٹھے میں کبھی کلچرنگ تک لگی رسائی ہوٹے  
تو ہوا ہو جائیں کبھی کسی دماغ میں چہنچہن تو ہواں بن  
جائیں جھاننا چاہیے کہ بعضے سالکوں پر دائرہ امکان

**Note:-**

**This page is missing**

اس دائرہ است و بر خے بسبب انکشاف عالم ارواح  
 و چونی آن عالم نسبت بہ عالم اجسام و احاطہ آن  
 مر عالم اجسام را آن را قیوم عالم تصور مینمایند  
 و آنرا بخدائی می پرستند درین مقام  
 بعضے اکابر را نیز اثبات ہے واقع شدہ  
 سلطان العارفين قدس تہرہ میفرمایند  
 سنی سال روح را بخدائی پرستیدم و چون  
 عنایت ایزدی شامل حال این بزرگواران  
 بود، ایشانرا از ان مقام ترقی واقع شدہ  
 آنگاہ این اشتباہ را دانستند برآند  
 کہ روح از عالم امکان است، الا آنکہ بلا  
 مکانیت تعلق دارد و رنگ چونی دار و اما  
 نسبت بہ بچوں حقیقی از قسم چونت و  
 از مخلوقات حق است سبحانہ کما ورد  
 فی الحدیث و تحقیق و تفصیل این اشتباہ  
 در مکاتب شریفہ حضرت امام ربانی مجدد  
 الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ با کشف  
 تمام موجودات را تم کوید کہ چند سال بندہ  
 را اینچنین مغالطہ و در پیش آمدہ است قبل  
 از رسیدن در مقام توحید خمان خلاف  
 شرع از زبانش سر میزودہ استغفر اللہ

نہیں پڑنے کہ یہ سیر تو دائرہ امکان میں داخل ہے، اور  
 توحید وجودی کا مقام تو اس دائرہ کے انقطاع کے  
 بعد آتا ہے، اور کچھ لوگ عالم ارواح کو انکشاف و ظہور  
 کے باعث اور عالم اجسام کی نسبت اس کے بچوں و  
 بے کیف ہو گئے سبب اور عالم اجسام پر اس کے احاطہ کرنے کی  
 وجہ سے اس عالم ارواح کو تمام جہان کا قیوم رنگہاں  
 خیال کر لیتے ہیں، اور اسی کو نعوذ باللہ خدا بھلکھو چنے  
 لگتے ہیں اس مقام میں اکابر کو بھی اشتباہ واقع ہوا ہے  
 سلطان العارفين ز شیخ بائیزید بسطامی، قدس فرماتے  
 ہیں، کہ میں تیس سال تک روح کو خدا بھلکھو چنار ہا، اور  
 چونکہ عنایت خداوندی ان بزرگوں کے شامل حال تھی لہذا  
 انکو اس مقام سے جب شکی حاصل ہوئی تو اس اشتباہ کو انہوں  
 نے معلوم کر لیا، واضح رہے، کہ روح در حقیقت عالم امکان  
 ہے مگر لامکانیت سے تعلق ضرور رکھتی ہے، اور ایک عالم کی  
 بچوں بھی اسکو ماسلہ، لیکن بچوں حقیقی کی نسبت  
 چون کی قسم اور خدا تعالیٰ کی مخلوق اور پیدا نش سے ہے  
 جیسا کہ حدیث شریفہ میں وارد ہو ہے، رہی ان اشتباہات  
 کی پوری تحقیق و تفصیل سو وہ حضرت امام ربانی مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاتب شریفہ میں بڑی  
 وضاحت کیساتھ مذکور ہے، ارداسک ملاحظہ کریں (۱) رقم  
 مصنف رسالہ اثبات ہے کہ چند سال تک بندہ کو بھی یہی



رَبِّي وَأَتُوبُ إِلَيْهِ بَرَانَد کہ صوفیہ  
 پلستہ کہ احوال توحید دارند ، و  
 بوحدت وجود قابل اند پنج مراتب  
 وجود را معین کرده اند، و حضرت خمس  
 نیز مینامند، مرتبہ اُولی را وحدت  
 میگویند، و درین مرتبہ تعین اول  
 کہ تعین علمی اجمالی است اثبات مینمایند  
 یعنی اول تعین کہ بر احدیت مجرّدہ  
 متعین شدہ ہیں تعین است، و این مرتبہ  
 را تعین اول و حقیقۃ الحقائق و حقیقت  
 محمدی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
 میفرمایند، و مرتبہ لاہوت نیز میگویند  
 و مرتبہ ثانیہ را لحدیث و تعین ثانی  
 میگویند، و این مرتبہ را مرتبہ تفصیل  
 اسماء و صفات حضرت حق و مرتبہ  
 حقائق جمیع ممکنات میگویند و این  
 مرتبہ را مرتبہ جبروت میگویند و این  
 ہر دو تعین را در مراتب و جوب اثبات  
 میکنند، و مرتبہ ثالثہ را مرتبہ عالم  
 ارواح ملکوت می شمارند، و مرتبہ رابعہ  
 را مرتبہ عالم مثال و مرتبہ خامسہ

وحدت

مغالطہ پیش آیا، اور توحید کے مقام میں پہنچنے  
 سے قبل ہی شریعت کے برخلاف کچھ گلے میری  
 زبان سے سرزد ہوتے رہے، تو بہ استغفار  
 جانا چاہیے، کہ توحید وجودی کے احوال کیساتھ  
 تصف اور وحدت وجود کے قائل صوفیوں نے  
 وجود کے پانچ مرتبہ معین کئے ہیں، انکو حضرت خمس  
 کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں، پہلے مرتبہ کو وحدت  
 کہتے ہیں، اور اسی مرتبہ میں تعین اول جو تعین علمی اجمالی  
 سے ثابت کرتے ہیں یعنی وہ جسک پہلے تعین (تعین و  
 اختصاص اجراء حدیث مجرّدہ کو لاحق ہوا ہے یہی تعین  
 ہے اور اسی مرتبہ کو تعین اول اور حقیقۃ الحقائق اور  
 حقیقت محمدی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور مرتبہ  
 لاہوت بھی کہتے ہیں، اور دوسرے مرتبہ کو واجدیت  
 اور تعین ثانی کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو حضرت حق کے اَکْمَالُ  
 صفات کی تفصیل کا مرتبہ اور تمام ممکنات کے حقائق  
 کا مرتبہ اور مرتبہ جبروت بھی کہا جاتا ہے اور ان ہر دو  
 کو مراتب و جوب میں ثابت کرتے ہیں اور مرتبہ  
 مرتبہ کو عالم ارواح و ملکوت کا مرتبہ شمار کرتے ہیں  
 اور چوتھے مرتبہ کو عالم مثال کا مرتبہ اور  
 پانچویں مرتبہ کو عالم اجسام و ناسوت کا مرتبہ  
 قرار دیا ہے، اور ان تین مورخ الذکر مرتبہ کو

مرتبہ عالم اجسام و ناسوت قرار دادہ اند  
 و غیر مرتبہ سے گانہ را مرتبہ امکانی گفته  
 اند، و احکام کبیر مرتبہ را بر مرتبہ دیگر ثابۃت  
 کردن پیش ایشان زندۃت است  
 پیرہی ۱۲

### ہمیت

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد  
 گر حفظ مراتب نکنی زندیقی  
 یعنی اسم کبیر مرتبہ و احکام او بر مرتبہ دیگر  
 اطلاق نمودن و جاری ساختن کفرست  
 صریح مثلاً در مرتبہ ناسوت کہ نام آخر مرتبہ  
 انسان است، و حکم او عجز و بیچارگی و  
 عابدیت است، و در مرتبہ وحدت کہ نام  
 آں مرتبہ اللہ و حکم او استغنا و بے نیازیا  
 و معبودیت است، این ہر دو اسما و احکام  
 رایکے ساختن نزد صوفیہ محققین کفر محض  
 و ارتداد صرف است بشنوبلشنو کہ چون  
 این مراتب خستہ را بہ تعمق نظر فکر نمودہ  
 میشود، ہمہ داخل دائرہ و ولایت صفری  
 مشہود میگردد، و اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحٰنَهُ  
 زیرا کہ چون لطائف خمسہ را سیر تفصیلی  
 واقع میشود، اول گذر ایشان در دائرہ

کو امکانی مراتب کہا ہے، اور ایک مرتبہ کے  
 احکام دوسرے مرتبہ کے لئے ثابت کرنا  
 اُن کے نزدیک سوائے زندۃت اور بیدینی  
 کے اور کچھ بھی نہیں، ہمیت ہر مرتبہ  
 از وجود حکمے دارد الخ ترجمہ وجود کا ہر مرتبہ  
 جدا جدا حکم رکھتا ہے، اگر تو مراتب کی رعایت  
 ملحوظ رکھے، تو تو بیدین و طمس ہے، یعنی  
 ایک مرتبہ کا اسم دوسرے مرتبہ پر ہونا  
 اور ایک مرتبہ کا حکم دوسرے مرتبہ پر جاری کرنا باطل  
 صریح کفر ہے، مثلاً ناسوت کے مرتبہ کا نام انسان  
 ہے، اور اُس کا حکم عجز و نیاز اور عبادت  
 کرنا ہے، اور وحدت کے مرتبہ کا نام اللہ ہے  
 اور اس کا حکم بے پروائی اور بے نیازی  
 اور معبود ہونا ہے، سو ان دونوں اسموں اور  
 حکموں کو ایک بنا دینا محققین صوفیہ کے نزدیک  
 بلاشبہ کافر اور مرتد ہونا ہے، یہاں سنو سنو کہ  
 ان پانچ مرتبوں کو جب نظر غائر سے دیکھا جائے تو  
 یہ سبکے سبک لایت صفری ہی کے دائرہ میں داخل  
 معلوم ہوتے ہیں، و اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحٰنَهُ  
 وجہ اس کی یہ ہے، کہ سیر تفصیلی کے وقت  
 لطائف خمسہ کا گزر اولاً دائرہ امکان میں ضرور

امکان واقع خواہد شد، و عالم اجسام  
و ارواح و ملکوت و مثال کہ ہمہ داخل  
دائرہ امکان اند، مشہود سالک خواہند  
شد، بعد از قطع این دائرہ چونکہ عرض  
خواہد شد، در دائرہ ولایت صغریٰ قدم  
خواہد نهد، و درین دائرہ سیر ظلّال  
اسما، و صفات واقع میشود و این ظلّال  
در نظر سالک عین اسما و صفات مشہود  
میکرد، و چون بہر نقطہ ازین دائرہ از  
مبداء خود ناشی ست، چونکہ بعد از قطع  
تفصیلے یاں نقطہ اجالی خواہد رسید  
آن نقطہ را حقیقت محمدی و تعین اول  
کہ تعین علی ست، میداند، و فوق آن  
نقطہ ذات بحت و احدیت مجرد خیال  
میکند تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً

## بیت

عقفاً شرکاً کس نشود دام بازین  
کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را  
باید دانست، کہ این دائرہ ظلّال اسما  
و صفات مبداء تعین جمیع ممکنات ست  
سوائے انبیاء و عظام و ملائکہ کرام علیہم السلام

ہوگا، تو عالم اجسام و عالم ارواح و عالم ملکوت  
و عالم مثال جو دائرہ امکان میں داخل ہیں سب  
کے سب سالک کے مشاہدہ میں آئیں گے،  
پھر اس دائرہ کے طے کرنے کے بعد چونکہ لطائف  
کو عروج ہوگا، تو سالک اس عروج کی قوت و ولایت  
صغریٰ میں قدم رکھینگا، اور اس دائرہ میں اسما و  
صفات کے ظلّال کی سیر اس کو حاصل ہوگی، اور  
ظلّال سالک کی نظر میں اسما و صفات کا عین نکالی  
دینگے، اور چونکہ اس دائرہ کا ہر نقطہ اپنے  
مبداء و منشاء سے ناشی و حاصل ہوا ہے لہذا  
بہر تفصیلی قطع کرنے کے بعد اس نقطہ اجالی  
پر جب نظر پڑے گی، تو اس نقطہ کو حقیقت محمدی  
اور تعین اول (جو تعین علی ہے) سمجھینگا، اور  
اس نقطہ کو ذات محض اور احدیت مجردہ  
خیال کرینگا، اللہ تعالیٰ تو اس سے کہیں برتر  
ہے، بہریت عقفاً شرکاً کس الہ ترجمہ  
اٹھائے جاں عقفاً کب کسی کے ہاتھ آتا ہے  
نکاتا ہے یہاں جو جاں خالی ہاتھ جاتا ہے  
جاننا چاہیے، کہ یہ اسما و صفات کے ظلّال کا دائرہ  
سوائے انبیاء و عظام اور ملائکہ کرام علیہم السلام  
کے تمام ممکنات کا مبداء و تعین ہے، اور نیز یہ

السلامہ پر آنکہ ہر فرد سے از افراد  
عالم و از جناب الہی علی التواثر والتوالی  
فیوضات نازہ میرسد، از قسم وجود و  
حیات و نعمتہائے دیگر کہ تعداد آں  
از احاطہ بشری بیرون ست، و آن  
فیوض بتوسط صفات و ظلال آں  
و اوسط اند در میان مخلوقات و ذات  
حق اگر این آسماء و صفات نمی بودند،  
عالم کہ معدوم محض بود، وجود و بقائی  
یافت، زیرا کہ حضرت ذات کہ کمال  
استغنا موصوف ست بعالم مناسبتے  
ندارد ان الله لغنی عن العالمین پس  
ہر شخصے از اشخاص عالم را از ظلے از  
ظلال صفات کہ آن ظلال لاتناہی  
ست، فیوض و کمالات میرسد و آں  
ظل را بمد تعین و حقیقت این شخص  
میگویند، و عین ثابت نیز می نامند آنکہ  
صوفیہ گفته اند، الطریق الی اللہ بعد  
انفاس الخلاق اشارت بہم ظلال  
ست، و چون لطیفہ داخل دائرہ ولایت  
صغری شد در اصل و حقیقت خود فانی

یہ امر صی معلوم رہے، کہ افراد عالم کے ہر ہر فرد کو جناب  
الہی سے پے در پے اور تواتر تو بہ نو فیوضات پہنچتے  
رہتے ہیں، جیسے وجود حیات اور دیگر بہت سی نعمتیں  
جبکی تعداد احاطہ بشری سے خارج ہے، اور یہ کام فیوض  
صفات اور ان کے ظلال کی وساطت سے مخلوقات اللہ  
ذات حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں، اگر یہ آسماء و  
صفات نہ ہوتے، تو یہ عالم جو معدوم محض تھا ہرگز وجود  
و بقا نہ پاتا، اس کی وجہ یہ ہے، کہ حضرت حق سبحانہ کی  
ذات پاک جو کمال استغنا اور سہ پر وائی کے ساتھ  
موصوف ہے، اس کو عالم کے ساتھ فی حد ذاتہا تو کسی  
قسم کی بھی مناسبت نہیں ہے، ان الله لغنی عن  
العالمین بے شک خدا نے تعالیٰ تمام عالموں سے بے نیاز  
ہے، پس اشخاص عالم سے ہر ایک شخص کو صفات کے غیر متناہی  
ظلال میں سے کسی ایک ظل سے فیوض کمالات پہنچتے  
ہیں، اس ظل کو اس شخص کا بمد تعین اس کی حقیقت  
اور اسکامین ثابتہ بھی کہتے ہیں، صوفیہ کرام کا یہ  
قول، ان الله تعالیٰ کی طرف موصں راستے انفاس خلائق  
کے شمار کے برابر ہیں، انہی ظلال کی طرف اشارہ  
ہے، اور لطائف خمسہ میں سے جب کوئی لطیفہ ولایت  
صغری کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے، تو اپنے  
اصل اور اپنی حقیقت میں فانی اور نیست و نابود



اثبات آنرا بغیر از حضرت حق سبحانہ نخواهد  
 کرد، لاجرم توحید وجودی قابل خواهد  
 شد، ولایتیں لطیفہ ولایت حضرت نوح  
 و حضرت ابراہیم علیہما السلام میفرماید  
 پس سالکے کہ انہیں راہ ولایت واصل  
 خواہند، او را ابراہیمی المشرب میگویند  
 اگر سائل سوال کند، کہ تو توحید وجودی  
 را در لطیفہ روح کہ ولایت ابراہیمیست  
 ارقام نمودی یا آنکہ حضرت خلیل علیہ  
 السلام دائرہ نفعی را بہ تمام و کمال طے  
 فرمودہ و بیخ و بنیقہ از دقائق شرک فرو  
 نگذاشته، لا اُحِبُّ الْاَدِلِّیْنَ گویاں ترجمہ  
 حضرت ذات مجرّدہ کہ در الورا دست  
 گشتہ فرمودند اَللّٰی وَجَّهْتَ وَجْهَیْ بِالَّذِیْ  
 فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا  
 اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ جواب آن چندانہ  
 گفتہ میشود، جواب اول آنکہ در لطیفہ روح  
 اگرچہ توحید وجودی منکشف شود، لیکن  
 این توحید بہ مثل توحید است کہ در صیر لطیفہ  
 قلب واضح شدہ بود، کہ آنجا وجود کمالات  
 را از غلبہ محبت وجود حضرت حق سبحانہ

اُسوقت خواہ نماہ توحید وجودی کا قائل و معتقد ہو جائیگا  
 اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت نوح اور حضرت  
 ابراہیم علیہما السلام کی ولایت قرار دیتے  
 ہیں اور جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے واصل  
 مقصود ہوا، او کو ابراہیمی المشرب کہا جاتا ہے، اگر کوئی  
 سائل سوال کرے، اور کہے کہ تو نے تو توحید وجودی  
 کو لطیفہ روح میں جو ولایت ابراہیمی ہے، لکھ دیا ہے  
 حالانکہ حضرت خلیل علیہ السلام نے تو دائرہ نفعی پورا  
 پور طے فرمایا، اور دقائق شرک سے کوئی ایک  
 دقیقہ بھی باقی نہیں چھوڑا، اور لا اُحِبُّ الْاَدِلِّیْنَ  
 میں دوست نہیں رکھتا پھپ جانیوں کو لکھتے تھے  
 حضرت ذات مجرّدہ کی طرف جو پرے سے پرے  
 متوجہ ہو کر فرمایا اَللّٰی وَجَّهْتَ الْاَلْحٰبِیْکِیْنَ  
 متوجہ کیا اپنا چہرہ اسی طرف جس نے آسمان اور  
 زمین سب ایک طرف ہو کر اور میں نہیں شریک کر لیا  
 ہے، اس سوال کا جواب کئی وجہ سے ہو سکتا ہے  
 پہلا جواب یہ ہے کہ لطیفہ روح میں تو توحید  
 وجودی ہی منکشف ہوتی ہے مگر یہ توحید اُس توحید  
 کی مانند نہیں، جو لطیفہ قلب کی میر میں ظاہر ہوتی تھی  
 کیونکہ سالک اُس جگہ پر کمالات کے وجود کو مارے  
 محبت کے حضرت حق سبحانہ کا وجود ہی پانا تھا، اور اُس

یانت و اینجا وجود را کہ خیر محض و با برکت  
 صرف است، غیر از حق سبحانہ را اثبات  
 نمیکند، و ممکنات را عدم محض و ناچیز صرف  
 سے یا بد، عدم را وجود انگاشتن و وجود را  
 بر عدم محمول ساختن از کمال غلبہ سُکرو  
 بے شعوری است **بیست**  
 نہ آں این گردد و نی این شود آں  
 ہمہ اشکال گردد بر تو آساں  
 جواب دوم آنکہ انس از خواص روح  
 است، سالک را درین مقام انس خاص  
 بحق سبحانہ پیدا میگردد، ضرورتہً روزہمہ  
 بر تافتہ، متوجہ محبوب خود کہ حضرت ذات  
 میشود، جواب سوم آنکہ ولایت انبیا کرام  
 علیہم السلام ولایت کبریٰ است، کہ  
 در آنجا قرب اسما و صفات و شیونات حضرت  
 حق است و مورد احوال آن ولایت لطیفہ  
 نفس است و آنچه در آن ولایت منکشف  
 میشود، توحید شہودیت و معارف دیگر  
 نہ توحید وجودی کہ انکشاف آں در قرب  
 ظلال اسما و صفات است، نہ عین آنها و آنچه

جگہ وجود کو جو بالکل خیر اور برکت ہی برکت ہے  
 سوائے حق سبحانہ کے اور کسی دوسرے کیلئے ثابت  
 ہی نہیں کرتا، اور ممکنات کو تو عدم محض اور بالکل ناخیز  
 ہی اعتقاد کرتا ہے، عدم کو جو دنیاں کرنا اور وجود  
 کو عدم پر محمول کرنا سکر کے کمال غلبہ اور بے شعوری  
 سے ناشی ہے، ہر بیت نہ آں این گردد و نی الخ  
 ترجمہ نہ وہ یہ ہونہ یہ وہ ہو، سبھی اشکال ہوں  
 آسان تجھ پہ اسے یا رد و سر اجواب یہ ہے  
 کہ انس و محبت روح کی ایک خاص خاصیت  
 اور لازمی صفت بنا دلیلیہ سالک کو اس مقام میں حضرت  
 حق سبحانہ کیساتھ ایک خاص قسم کا انس پیدا ہو جاتا  
 ہے، پھر تو خواہ خواہ سب سے منہ پھیر کر اپنے محبوب حضرت  
 ذات کی طرف متوجہ ہونا اسکا لازمی فریضہ ہے، تیسرا جواب  
 یہ ہے، کہ انبیا کرام علیہم السلام کی ولایت ولایت  
 کبریٰ ہے، وہاں پر حضرت حق سبحانہ کو کما صفت و  
 شیونات کا قرب سالک کو میسر آتا ہے، اور ان ولایت  
 کے حالات کا محض درود لطیفہ نفس ہے، اور اس  
 ولایت میں توحید شہودی اور دوسرے معارف علوم  
 کا انکشاف ظہور ہوتا ہے، نہ کہ توحید وجودی کا کیونکہ  
 اسکا انکشاف تو اسما و صفات کے ظلال کے قرب میں

پس آن شایاں شان شان نبود بلکہ نقصان داشت الامین نہ نہیں است تھا اور امریکہ بے اختیار بوقوع درایہ زلیزلہ ہوا  
 قصور سزا شد تھے

ولایت لطائف عالم امر انسوب حضرت  
انبیاء علیہم السلام میفرماید معنی  
آنست، کہ قریبیکہ لطائف خمسہ عالم امر را  
حاصل میشود، ظن قریبیست کہ انبیاء را  
در مقام اصل حاصل شدہ است مثلاً  
قریبی کہ در لطیفہ روح حاصل میشود ظن  
قرب ولایت خلیلیست، و قرآن علی بن ابی  
طالب چہارم آنکہ اگرچہ ولایت لطیفہ  
روح ولایت خلیلیست علیہ السلام  
لیکن در مقام نبوت آنحضرت راشانی  
است، کہ بعد از حضرت خاتمیت صلی  
اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء شدہ  
اند، و معارف مقام نبوت بمعارف ولایت  
پیچ مناسبند، نذر دہ<sup>م</sup> بلکہ صاحب مقام نبوت  
را از معارف توحید وجودی ہزاران تنگ  
و عاریست، بر سر اصل سخن ردیم و گوئیم کہ  
فنا و لطیفہ سر در شیونبات ذاتیہ حضرت  
حق میشود، و در نتیجہ تمام سالک ذات خود  
را در حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ مجمل می یابد  
ولایت این لطیفہ ولایت تضرع موسی علیہ السلام  
السلام میگویند، پس سالک کہ از این راہ

ہوا کرتا نہ کہ اسما و صفات کے عین میں، اور لطائف خمسہ  
عالم امر کی ولایت جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی جانب  
نسبت کرتے ہیں، اس سے مراد ہے کہ لطائف خمسہ عالم  
امر کو جو قرب حاصل ہوتا ہے، وہ اس قریب کا ظن ہے  
جو انبیاء کو ام کو مقام اصل میں حاصل ہوا ہے، مثلاً جو  
قرب کہ لطیفہ روح میں حاصل ہوتا ہے، وہ ولایت  
خلیلی کے قریب کا ظن ہے، اور اسی پر دوسرے کو بھی  
قیاس کرے، چوتھا جو ابت ہے، کہ گو لطیفہ مع  
کی ولایت خلیلی ولایت ہے، مگر مقام نبوت میں  
حضرت خلیل علیہ السلام کی ایک شان و بزرگی ہے، کہ  
حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد  
دوسرے انبیاء کی نسبت افضل میں اور مقام نبوت معارف  
و علوم ولایت کے علوم و معارف کیساقہ تو کچھ بھی مناسب  
نہیں رکھتے، بلکہ مقام نبوت کے صاحب کو توحید وجودی کے  
معارف علوم سے ہزارا تنگ عاری ہے، اب ہم اصل  
بات کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ لطیفہ سر کی فنا  
حضرت حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ میں ہوتی ہے  
اور اس مقام میں سالک اپنی ذات کو حق سبحانہ کی  
ذات میں گم ذمیت بناو دیتا ہے اور اس لطیفہ کی  
ولایت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولایت  
کہتے ہیں، پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ



ولایت واصل مقصود شود، اور انیسویں  
المشرب خواہند گفت وقتاً بطیفہ خفی  
در صفات سلیمیہ او تعالیٰ ست در مقام  
سالک تفرید جناب کبریا از جمیع مظاہر  
میرزا پد و ولایت این لطیف را ولایت حضرت  
عیسی علیہ السلام میگویند، پس سارکے  
کہ ازین راہ ولایت واصل میشود، اور  
عیسوی المشرب خواہند گفت، اراقم گوید  
عفی عنہ در ابتدا مناسبت خود ب حضرت عیسی  
عَلَيْهِ السَّلَام در یافت کردہ بسداً  
تعیین خود را اسم المحی معلوم کردہ بودم بعد  
از مدت بسیار بخدمت مبارک حضرت  
پیر دستگیر خود عرض کردم کہ مناسبت  
خود بجناب حضرت عیسی علی نبینا و  
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام در یافت نمودہ  
ام، آنحضرت توجہ فرمایند کہ از ولایت  
عیسوی بولایت محمدی صلی اللہ علیہ  
وَسَلَّمَ فَافْضُ ثَمَّ اَنْحَضْتُ ارشاد  
کردند کہ ما توجہ میکنیم تو نیز متوجہ باش بحال  
از برکت توجہ ایشان امیدوارم کہ ترقی شو  
باشد، وقتاً بطیفہ اخفی در مرتبہ شان الہی

واصل مقصود ہو، اسکو موسوی المشرب کہا جاتا ہے  
اور لطیفہ خفی کی فنا اللہ تعالیٰ کی سلیمیہ صفات میں  
ہوتی ہے، سالک اس مقام میں جناب کبریا خفی  
جنم حلا کو تمام مظاہر سے جدا و ممتاز پاتا ہے اور  
اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
کی ولایت کہتے ہیں، پس جو سالک اس ولایت کے راستہ  
سے مقصود و مراد تک پہنچے، اسکو عیسوی المشرب  
کہیں گے، اراقم الحروف عفی عنہ مصنف رسالہ نزا کہتا  
ہے، کہ شروع شروع میں میں نے اپنی مناسبت حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریافت کر کے اپنا بسداً  
تعیین اسم المحی معلوم کیا تھا، پھر ایک مدت دراز کے  
بعد اپنے حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک  
میں عرض کیا، کہ میں اپنی مناسبت جناب حضرت  
عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
پاتا ہوں، آپ حضور توجہ فرمائیں، کہ عیسوی ولایت  
سے منتقل ہو کر ولایت محمدی صلی اللہ علیہ  
و مسلم کے ساتھ فاضل المرام ہو جاؤں، حضور نے  
ارشاد فرمایا کہ تم توجہ کرینگے تو جی متوجہ رہ اب پیر  
دستگیر کی بابرکت توجہ سے میں امید رکھتا ہوں  
کہ ترقی واقع ہوئی ہوگی، اور لطیفہ اخفی کی فنا  
شان الہی کے اس درجہ و مرتبہ میں ہے، جو ان

۴۱

ست کہ جامع میں ہمہ مراتب ست ہیں  
مقام سالک متعلق باخلاق الہی میثود،  
بداۃ حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ  
عنه تہذیب لطائف جدا جدا میفرموند  
لیکن فرزند گرامی آنحضرت اعمی حضرت  
ایشان محمد مصوم رضی اللہ تعالیٰ عنه  
و خلفائے ایشان زہ کو تاہ ساختہ  
تہذیب لطیفہ قلب فرمودہ بر تہذیب  
لطیفہ نفس می پروازند، کہ در ضمن این  
مرد و لطیفہ لطائف اربعہ را تہذیبی ہم  
میرسد، لیکن جناب مبارک حضرت  
پیر و سنگی قلبی و روحی فدکاً بہمہ لطائف  
توجہ میفرمایند، و بندہ را بر اقبہ امریک  
لطیفہ جدا جدا نیز امر فرمودہ اند، چنانچہ  
مراقبہ قلب را باین طریق فرمودند،  
کہ قلب خود را مقابل قلب مبارک حضرت  
رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم  
داشتہ بنجاب الہی عرض باید کرد، کہ فیض  
تجلی افغانی کہ از قلب مبارک حضرت  
جمیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
بقلب حضرت آدم علیہ السلام

تمام مراتب پرستش اور سب کا جامع ہے، سالک  
اس مقام میں واصل ہو کر اخلاق الہی کے ساتھ  
متعلق ہو جاتا ہے، مخفی نہ رہے، کہ حضرت امام ربانی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ لطائف کی تہذیب جدا جدا  
فرمایا کرتے تھے، مگر آپ کے فرزند گرامی حضرت ایشان  
خواجہ محمد مصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نئے  
خلفائے راستہ کو تاہ کر دیا ہے، شروع ہی سے  
لطیفہ قلب کی تہذیب فرما کر لطیفہ نفس کی تہذیب  
کے درپے ہو جاتے ہیں، کیونکہ ان دونوں کی تہذیب  
کے ضمن میں ہی باقی چار لطیفوں کی تہذیب بھی ہم  
پہنچ جاتی ہے، لیکن جناب مبارک حضرت پیر و سنگی  
میرادل و جان آپز قربان تمام لطائف پر توجہ  
فرماتے ہیں، اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کو  
ہر ایک لطیفہ کے مراقبہ کا جدا جدا ہی حکم فرمایا ہے  
چنانچہ قلب کے مراقبہ کا یہ طریقہ بیان کیا ہے، کہ  
سالک اپنے قلب کو حضرت رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کے قلب مبارک کے اردہ برو، کبوتر  
جناب الہی میں یوں عرض کرے، کہ الہی تجلی افغانی  
کافیض جو حضرت جمیب خدا صلی اللہ علیہ  
وسلمہ کے قلب مبارک سے حضرت آدم  
علیہ السلام کے قلب میں پہنچا ہے، وہ

رسیدہ است، اور قلب من برسد و  
 قلوب مشائخ کرام را کہ تا حضرت  
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 و سائل فیض اند مانند عینکیت ہواشت  
 و ہمچنین طبقہ روح خود را مقابل روح  
 مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم داشتہ۔ بجناب الہی عرض  
 نماید کہ فیض تجلیات صفات ثبوتیہ کہ  
 از روح مبارک جمیب خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم بر روح حضرت نوح  
 و حضرت ابراہیم علیہما السلام رسیدہ  
 است، اور طبقہ روح من فائض شود  
 و ہمچنین لطیفہ ہتر خود را مقابل ہتر مبارک  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داشتہ  
 عرض کند کہ الہی فیض شیونات ذاتیہ  
 حضرت حق کہ از لطیفہ ہتر مبارک  
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 در ہتر حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام رسیدہ است، اور  
 ہتر من برسد، بعد ازاں لطیفہ حقی خود  
 را مقابل لطیفہ حقی حضرت رسالت

بہرے قلب میں پہنچے، اور دعا کے اثنا میں  
 تمام مشائخ کرام کے قلوب کو حضرت پیغمبر خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم تک جو فیض کا  
 واسطہ اور ذریعہ ہیں، عینک کی مانند خیال کرے  
 اور اسی طرح اپنے لطیفہ روح کو آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے روبرو  
 رکھ کر جناب الہی میں یوں عرض کرے، کہ  
 خداوند! اپنے صفات ثبوتیہ کے تجلیات کا  
 فیض جو جمیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی روح مبارک سے حضرت نوح و حضرت  
 ابراہیم علیہما السلام کی روح کو پہنچا  
 ہے، وہ میرے لطیفہ روح میں پہنچے، اور اسی  
 طرح اپنے لطیفہ ہتر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ہتر مبارک کے مقابل تصور کر کے  
 یوں دعا کرے کہ الہی اپنے شیونات ذاتیہ کا  
 فیض جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے لطیفہ ہتر مبارک سے حضرت موسیٰ علیٰ  
 نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہتر  
 میں پہنچا، میرے ہتر میں پہنچے، بعد ازاں اپنے  
 لطیفہ حقی کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے لطیفہ حقی کے روبرو خیال

پہنچا ہے وارو، و عرض کند کہ الہی فیض  
تجلیاتِ صفاتِ سلیمہ کہ از خنی مبارک  
آنحضرت بخفی حضرت عیسیٰ علیہما السلام  
زیادہ است، و لطیفہ خفی من فاض شود  
من بعد لطیفہ اخفی خود را مقابل لطیفہ  
اخفی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
و سلمہ داشته عرض کند کہ الہی فیض  
تجلیاتِ شان جامع خود را کہ در خفی آنحضرت  
صلی اللہ علیہ و سلمہ رسانیدہ در اخفی  
من برساں، بایہ دانست کہ ولایت میں  
لطائف ہمہ در دائرہ ولایت صغریٰ میشود  
بلکہ این لطائف را روح تا بدائرہ اولیٰ  
ولایت کبریٰ میشود، بدانکہ چنانچہ در دائرہ  
امکان مراقبہ احدیت میکنند چنانحال در  
ولایت صغریٰ بمراقبہ معیت کہ مفہوم آیہ  
شریفہ و هو حکمہ ایما کنتہ است مریدانہ  
و تمام شدن سیر دائرہ امکان را اگر کشف  
دارد، خود خواہر دانست، یا شیخ صاحب  
کشف خواہر گفت، و اگر ہر دو کشف

کر کے عرض کیے، کہ الہی اپنے تجلیات صفات  
سلیمہ کا فیض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے خفی مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
خفی میں پہنچا ہے، وہ میرے لطیفہ خفی میں فاض ہو  
پھر اپنے لطیفہ اخفی کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ  
عنیہ و سلمہ کے اخفی شریف کے سامنے رکھ کر  
عرض کیے، کہ الہی اپنی شان جامع کی تجلیات کا فیض  
جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخفی  
شریف میں تو نے پہنچایا ہے، میرے اخفی میں  
پہنچا، جانا چاہیے، کہ ان تمام لطائف کی ولایت  
ولایت صغریٰ کے دائرہ میں حاصل ہوتی ہے بلکہ  
ان لطائف کو ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ تک عرض  
حاصل ہوتا ہے، مخفی نہ رہے، کہ جس طرح دائرہ  
امکان میں مراقبہ احدیت کرتے ہیں، اسی طرح  
ولایت صغریٰ میں مراقبہ معیت جو آیہ شریفہ و هو  
مکملہ ایما کنتہ کا مفہوم ہے کرتے ہیں، اور  
دائرہ امکان کے سیر کی انتہا یوں معلوم ہو سکتی ہے  
کہ سالک اگر صاحب کشف ہے، تو خود آپ ہی اپنے  
کشف کے ذریعہ شناخت کر لیا، یا اسکا شیخ صاحب کشف

نے مانند کلمہ تعالیٰ نہ ہر مہرب و نقصان پاک است نہ زمانی مت نہ مکانی نہ جسم دارد نہ مادہ وغیرہ وغیرہ بیس  
کلمتہ شی و هو السميع البصير ۱۱ کہ نہ منضمں سہ دائرہ و یک قوس است ۱۲ الصلوة سلیمہ اللہ تعالیٰ

نارندہ پس باید کہ جمعیت قلب خود را  
ملاحظہ نمودہ باشد تا کہ خطیرگی یا کم خطرگی  
کہ خطرہ مانع حضور نشود، تا پہ بار گھڑی  
کابل برسد پس مراقبہ معیت شروع باید نمود  
و معیت او تعالی را با خود و ہمہ لطائف و  
عناصر خود بلکہ با ہر ذرہ از ذرات ممکنات  
ملحوظ باید داشت تا معیت یحییٰ او تعالی  
با ذراک پنچوں مدّک شود، و جہات ہستہ را  
احاطہ نماید و توجّہ و حضور کہ پیدا شدہ بود  
رو با ضمّہ مال آرد، آنوقت شروع در ولایت  
کبریٰ کہ ولایت انبیائے کرام است و دائرہ  
اسما و صفات و شبیونات حضرت حق است  
مبشر باید؛

اُس کو متنبہ کر دینگا، اور اگر دونوں کشف سے عاری  
ہیں تو چھ طالب کو چاہیے کہ اپنے قلب کی جمعیت کا  
ملاحظہ کیسے، اگر بے خطرگی یا مستدرکم خطرگی کہ خطرہ  
کامان نہ ہوئے، یعنی کاسل چاہگھڑی تک پہنچے، تو اس  
تقدیر پر مراقبہ معیت شروع کر دیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی  
معیت کو اپنے آپ اپنے تمام لطائف عناصر بلکہ ممکنات  
کے ذرات سے ہرزہ کیساتھ ملحوظ رکھنا چاہئے، تاکہ اللہ تعالیٰ  
کی پنچوں معیت پنچوں ادراک کیساتھ ادراک کیجائے اور  
جملہ جہات ہستہ کا احاطہ کیسے، اور جو توجہ و حضور کہ  
پیدا ہوا تھا، اپنا منہ مستی کی جانب پھیرے، اسوقت  
ولایت کبریٰ کی سیر میں جو انبیاء کرام کی ولایت اور  
حضرت حق <sup>کے</sup> شبیونات، صفات و شبیونات کا دائرہ  
ہے، شروع ہوتے ہیں۔

## فصل

در بیان ولایت کبریٰ

کہ فنا، انا و لطیف نفس است باید است  
کہ چون اسرار توجید وجودی و ہستہ معیت  
بریں ذرہ بیقرار و رور و نمودند چنان  
در یافت شد، کہ از عرش مجید بل فوق

## فصل

ولایت کبریٰ کے بیان میں

جو کہ لطیف نفس و انا کی فنا کا نام ہے، جاننا چاہئے  
توجید وجودی اور معیت حق کے اسرار معیت اس  
ذرہ بیقرار پر وارد کئے گئے، توجید معلوم ہوا، کہ  
عرش مجید بلکہ اُسکے فوق سے بیکر تخت الشریٰ تک

لہ یعنی فوق تخت قدم خلف میں و بسیار کہ قال اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی لہ ما فی السموات و ما فی الارض  
و ما بینہما و ما تحت الثری ۱۲ - نصر علیہ السلام

آن تاشری نورے محیط خود و محیط ہر ذرہ  
 مکانات دیدم و رنگ آن نور سبب بی  
 رنگی بسیا ہی مناسبت داشت و مصداق  
 وَكَانَ اللَّهُ فِي عَمَاءِ بَدْوٍ و واران استغراق  
 حاصل شد، و بعضے از اسرار و علوم این  
 مقام واضح گشت، تا آنکہ بتبلیغ پانزدہم  
 شہر ربیع الاول از ہاں سال کہ بندہ در  
 حضور حاضر شدہ بود، و از وقت ابتدائے  
 توجہ تا این ہنگام عرصہ دو ماہ و پندرہ روز گذشتہ  
 بود، حضرت پیر دستگیر مدظلہ العالی  
 توجہ بر لطیفہ نفس بندہ فرمودند، در ہاں  
 توجہ دیدم کہ آفتاب وارے از مطلع  
 نفس طلوع نمود، و ان نور سیاہ کہ  
 ذات حضرت حق می فہمیدم، از مہر نعت  
 حتی کہ نام و نشاں آن نور نہاند، دیدم کہ  
 وجود مکانات کہ در نور سیاہ معدوم و مضمحل  
 در بانٹ سے شد، باز ظہور نمود، مانند وجود  
 ستارہا و شعشعان انوار آفتاب، لیکن در  
 سیر قلبی تیزی بصیرت بقدر نبود، کہ در وجود

تک ایک نور ہے، جو جگہ اور مکانات کے ہر ذرہ  
 کو احاطہ کئے ہوئے ہے، اور اس کا رنگ اسکی بے  
 رنگی کے سبب سیاہی کے مناسب اور حدیث شریفہ  
 وَكَانَ اللَّهُ فِي عَمَاءِ بَدْوٍ کا مصداق تھا، اور اس میں مجھے  
 استغراق حاصل ہوا، اور اس مقام کے کچھ سترہ  
 و علوم بھی مجھ پر واضح ہوئے، گذشتہ حالات کا  
 میں مورد بتارنا، یہاں تک کہ اسی سال کو ماہ ربیع الاول  
 کی پندرہویں کو پیر دستگیر کے حضور میں حاضر ہوا، اور  
 اور ابتدا توجہ سے اس وقت تک دو ماہ پانچ روز گذر چکے  
 تھے، جس وقت پیر دستگیر مظلوم العالی نے میرے لطیفہ  
 نفس پر توجہ فرمائی، اسی توجہ میں میں دیکھا، کہ آفتاب  
 کی مانند میرے نفس کے مطلع سے ایک نور سے طلوع  
 کیا، اور وہ نور سیاہ جسکو میں حضرت ذات حق  
 سمجھتا تھا، نیست و نابود ہو گیا، حتی کہ اس نور کا کچھ  
 بھی نام و نشاں باقی نہ رہا، میں نے دیکھا، کہ مکانات  
 کا وجود جو سیاہ نور میں معدوم و نابود معلوم ہوتا  
 تھا، اس نے پھر ظہور کیا، جیسے ستاروں کا وجود  
 آفتاب کے انوار و شعاع میں، لیکن سیر قلبی میں  
 بصیرت کی اس قدر تیزی نہ تھی، کہ ممکن اور واجب

ن یعنی وہاں ذرہ بمقدار مصداق میں حدیث بود، و در اس ۱۲ ۱۲ ۱۲

الترمذی ۱۲ ۱۲ ۱۲ یعنی سنہ یک ہزار و دو صد و سبست و پنجم ۱۲۲۵ ۱۲ ۱۲ صحیح مسلمہ، اللہ تعالیٰ

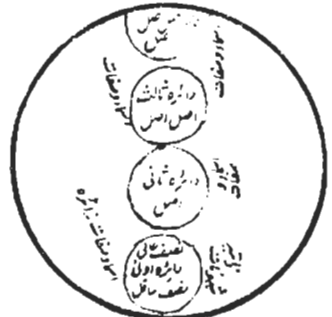
مکن و واجب تیز توان کرد، لہذا قابل اتحاد  
 شدہ بود، چونکہ در سیر ولایت کبری کہ ولایت  
 انبیاست، و مقام صحو و ہوشیاریست  
 حدیث نظر عنایت کردند، دیدیم کہ وجود  
 ممکنات البتہ ثبوتی و استقراری دارد  
 لیکن وجود انبیاء وجود ظلی دریافت شد  
 کہ پرتوے از وجود الہی بر اعدام تافتہ<sup>۱۳</sup>  
 آنرا موجود ساختہ است، و چہنچین صفات  
 ممکنات پرتوے از صفات او سبحانہ  
 مشہود گردید، نہ عین آنها و ہمیں است  
 معنی توحید شہودی کہ در لطیف نفس مشہود  
 می شود، و اینجاست اقربیت او تعالی  
 در باب و فرقی دیگر در میان بیعت و  
 واقربیت، و بشنو کہ غایت بیعت اتحاد  
 است، و کمال اقربیت در اثنیبت لیکن  
 اگر وجود در ممکن نمودار است، استفاد از  
 قدرت حق است سبحانہ کما از خود و اگر  
 صفات ظاہر گشت، ہم از آن جناب است  
 و حقیقت، از عدم است، کہ مشاراً ایسہ  
 اربع اشارت نمیشود، از شد و نشاءت آن  
 و اشارت بر وجود خواہ دریافت، نہ بر عدم

کے وجود میں تیز نہ سکتا، لہذا اس وقت ان  
 دونوں کے اتحاد کا قابل ہو گیا، چونکہ ولایت کبری  
 کی سیر میں جو انبیاء علیہم السلام کی ولایت اور صحو  
 ہوشیاری کا مقام ہے، نظر کی تیزی عنایت کی گئی، تو  
 چہنچین دیکھا، کہ ممکنات کا وجود البتہ ایک نوع کا ثبوت  
 و استقرار رکھتا ہے، لیکن انبیاء کا وجود ظلی وجود  
 معلوم ہوا، جس کو وجود الہی کے پرتوے نے اعدام  
 پر پڑ کر موجود کر دیا، اور اسی طرح ممکنات کے صفات  
 حق سبحانہ و تعالیٰ کے صفات کا پرتوے، نہ ان  
 صفات حق کا عین، اور توحید شہودی کا معنی،  
 جس کا مشاہدہ لطیف نفس میں ہوتا ہے، یہی ہے  
 اور حق تعالیٰ کی اقربیت کے معنی بھی یہاں سے  
 خود کیساتھ سمجھئے، اور دو طرفہ فرق اللہ تعالیٰ کی اقربیت  
 و بیعت میں ہے، یعنی، کہ بیعت کی غایت اتحاد  
 ہے، اور اقربیت کا کمال اثنیبت اور ولایت میں ہے  
 لیکن ممکن میں اگر وجود نمودار ہے، تو حضرت حق سبحانہ  
 سے ہی مستفاد ہے، نہ خود اپنے پاس، اور اگر  
 اثنیبت صفات کا ظہور ہے تو وہ ہی اسی جناب سے اسکی  
 اپنی حقیقت تو عدم ہی عدم ہے جو کسی کی اشارہ کا بھی  
 اشارہ نہیں ہو سکتا، اور انادانت کا اشارہ  
 وجود ہی کی جانب ہوگا، نہ عدم کی، پس اس حقیقت

عقل و کلمہ شہود کا معنی اقربیت و بیعت

توحید شہودی معنی ولایت

پس ازین تحقیق معلوم شد کہ وجود اصل نسبت بوجود ظل نازل نزدیک ترست ، زیرا کہ ظل ہرچہ دارد ، از اصل دارد ، نہ از خود و اگر بوجود خود نگاہ میکنند اپر تو سے از اصل سے یا بد نہ از خود و اگر بصفتا خود نظری اندازد ، ہم نمونہ از صفات اصل می بیند ، لاجرم با قربت اصل قرار خواهد نمود ، چہ قریبکہ ظل را بوجود پیدا گردیدہ است از باعث وجود اصل است ، پس اصل اقرب آمد ، بظل از وجود او اگر چہ بیان اقربیت در تقریر نے گنجد ، و در تخریر راست نے آید ، چہ عقل ناقص در ادراک نزدیکی بر از خود عاجز ترست ، لیکن این معاملہ و را بطور عقل ست ، موقوف بر انکشاف تمام ست ، باید دانست کہ دائرہ ولایت کبری متضمن سہ دائرہ و یک قوس ست



سے معلوم ہوا کہ اصل کا وجود ظل کے وجود کی نسبت ظل کے بہت زیادہ نزدیک ہے ، کیونکہ ظل کے پاس جو کچھ بھی ہے ، وہ اُس نے اپنے اصل سے لیا ہوا ہے ، نہ کہ اپنے پاس سے ، اور اگر وہ اپنے وجود پر نگاہ کرتا ہے تو اُس کو بھی اپنے اصل ہی کا ہر تو پاتا ہے ، اگر وہ اپنے صفات پر نظر ڈالتا ہے ، تو اُنکو بھی اپنے اصل کے صفات ہی کا نمونہ دیکھتا ہے ، لہذا اپنے اصل کی اقربیت کا خواہ مخواہ اقرار کرے گا ، کیونکہ ظل کو جو قرب اپنے ساتھ پیدا ہوا ہے ، وہ اس کے اصل کے وجود ہی کے سبب سے ہے ، پس اصل ظل کے وجود کی نسبت ظل کے زیادہ قریب ہے ، اگر اقربیت کا بیان تقریر میں نہیں آسکتا ، اور تقریر میں بھی ٹھیک قیاس نہیں آسکتا ، کیونکہ عقل ناقص اپنے سے زیادہ نزدیک کے ادماک سے عاجز ہے ، لیکن یہ معاند عقل کے قانون سے دور دور اور کامل انکشاف پر موقوف ہے ، جاننا چاہیے ، کہ ولایت کبری کا دائرہ تین دائروں اور ایک قوس (موقوفہ) متضمن ہے ،



یعنی نیمہ دائرہ در دائرہ اوئی از دوائر  
ثلثہ، ولایت کبری سیر اقربتیت و توحید  
شہودی منکشف میشود و نصف سافل  
ایں دائرہ متضمن اسماء و صفات زائدہ است  
و نصف عالی آن مثل بر شیونات ذاتیہ  
تا ایں دائرہ عروج لطائف خمسہ عالم امر  
میشود، و توجہ فیض ایں دائرہ لطیف نفس  
ست، با شرکت لطائف مذکورہ و در ایں  
دائرہ مراقبہ اقربتیت یعنی مفہوم آیت شریفہ  
لَعْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ جَبَلِ الوَرْدِ  
جبال می کنند، چون از دائرہ اقربتیت عروج  
واقع خواهد شد، سیر در دائرہ اصل خواهد  
افتاد، و از دائرہ اصل بدائر اصل اصل  
ترقی خواهد نمود، و از اصل اصل باصل  
ثالث کہ عبارت از قوس ست سیر خواهد  
کرد، و در ایں دو نیمہ دائرہ کمال استہلاک  
و اضحلال حاصل میشود، و چون حضرت  
پیر دستگیر در ایں دوائر بر این بندہ توجہ  
فرمودند دیدیم کہ میزاب نور بر رنگ انیس  
دوائر بر لطیف نفس من بشدت تمام نچینند

ولایت کبری کے ان تین دائروں میں سے پہلے  
دائرے میں اقربتیت اور توحید شہودی کی سیر منکشف  
ہوتی ہے، اور اس دائرے کا نصف تمنائی اسما اور  
اور صفات زائدہ کا متضمن ہے، اور اس کا نصف  
فوقانی حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ پر مشتمل ہے،  
عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج اسی دائرے  
تک ہوتا ہے، اور اس دائرے کا سورہ فیض بطیفہ  
نفس بشرکت لطائف مذکورہ ہے، اور اس دائرہ  
میں مراقبہ اقربتیت کا (یعنی آیت شریفہ و لَعْنُ اقْرَبُ  
الیہ من جبل الورد کا مفہوم) تصور کرتے  
ہیں، سالک دائرہ اقربتیت (یعنی پہلے دائرہ) سے  
جب عروج کرے گا، تو پھر اسکی سیر دائرہ اصل میں واقع  
ہوگی، اور دائرہ اصل سے دائرہ اصل الاصل  
کی طرف ترقی کرے گا، اور اصل الاصل سے تیسرے  
اصل یعنی قوس کی طرف سیر کرے گا، اور پہلے دائرہ  
کے نصف تمنائی و نصف فوقانی میں کمال استہلاک  
و نیستی پیدا ہوتی ہے، اور حضرت پیر دستگیر نے  
ان سگانہ دوائر میں اپنے اس غلام پر جب توجہ  
فرمائی، تو دیکھا، کہ ان دوائر سے پرنگ نور کا  
ایک میزاب (چنانچہ امیرے لطیفہ نفس پر پوری لطائف

کہ وجود ہستی مرآتیں نمک کہ در آب نشد  
 تمام گداخت، حتی کہ نام و نشان از وجود  
 من باقی نماند، و زوال عین و اثر میسر  
 شد، و اطلاق لفظ آنابر خود منغذرد استم  
 و موردے برائے آنا نیافتم، حتی کہ در  
 دریائے علمیت فرو رقم، کہ ناپید اکنار  
 بود، بہ یقین معلوم گردید، کہ حقیقت فنا  
 دریں ولایت میسر میشود، و آنچه در ولایت  
 سابق بود، صورت فنا بود، و دریں دو  
 نیم دائرہ مراقبہ محبت یعنی مفہوم آیر کبر  
 یجبہم و یجبونہ، میبکنند، و دریں دائرہ  
 مورد فیض لطیفہ نفس است، کہ عبارت  
 از آناستے سالک است، ابدانہ مراقبہ این  
 دوائر بایں طریق میبکنند، کہ خود را بجایال  
 داخل آن دائرہ گردانند، لحاظ میفرمایند، کہ  
 فیض محبت از دائرہ اصل انما وصفات  
 بر لطیفہ آنکے من وارد میشود، و چہنیں  
 از دائرہ اصل، اصل فیض محبت بر آنکے  
 من ورود میبکنند، و چہنیں باز قوس کہ  
 اصل ثالث است، فیض محبت برین لطیفہ  
 می آید، و دریں دوائر تبدیل لسانی بلحاظ

سے گریا گیا، جسکے باعث میرا وجود و تیری ہستی نمک  
 و رب کی مانند بالکل گل گئی، حتی کہ میرے وجود کا  
 نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا، اور عین و اثر کے  
 زوال کا مقام میسر ہوا، اور لفظ انا کا اطلاق اپنے پر  
 میں بہت ہی دشوار جانا، کیونکہ آنا کے ورود کا عمل  
 ہی نہ پایا، حتی کہ علمیت کے ناپید اکنار دریا میں  
 ڈوب گیا، اسوقت یہ یقین معلوم ہوا، کہ فنا کی حقیقت  
 تو اسی ولایت میں حاصل ہوتی ہے، اسے پہلے پہلے  
 جو کچھ بھی تھا، وہ تو فنا کی صورت ہی صورت  
 تھی، اور پہلے دائرہ کے نصف تھانی، اور نصف فوقانی  
 میں مراقبہ محبت یعنی آیر شریفہ یجبہم و یجبونہ کا  
 مفہوم کرتے ہیں، اور ان دوائر میں مورد فیض  
 ہے، یعنی سالک انا یعنی نہ ہے، کہ ان دوائر میں اقبہ  
 اس طریق سے کرتے ہیں، کہ اپنے آپ کو اپنے نیماں سے  
 دائرہ کے اندر داخل کر کے، یہ لحاظ و نصیحت کرتے ہیں، کہ  
 دائرہ اصل انما وصفات محبت کا فیض میرے لطیفہ انا پر  
 وارد ہو رہے، اور اس طرح دائرہ اصل الاصل سے  
 محبت کا فیض میرے انا پر ورود کر رہے، اور  
 ہی تیسرے اصل یعنی قوس ہی محبت کا فیض میرے لطیفہ  
 کو پہنچ رہے، اور ان دوائر میں کلمہ توحید کا  
 زبانی ذکر بھی بلحاظ معنی فائدہ بخشنا ہے،

شاید  
 حقیقت

دائرہ  
 اصل

معنی نیز مفید می افتد، راقم گوید، عفی عنہ  
 کہ بندہ را بتوجہ پیر دستگیر جعلتانی اللہ فذاه  
 کشف این دوا اثر نیز شدہ است، آنچه ما  
 بہ الامتیاز این دوا اثر دریافتہ ام، اقلت  
 و کثرت انوار بضعف و قوت در عرض طول  
 و بزرگی نسبت فوق ست و کما تحت خود  
 و نیز درویشانی را کہ توجہ دریں دوا اثر کردہ  
 ام، اکثر یہ اکتشف این دوا اثر حاصل شدہ  
 است و علامت قطع شدن ہر دائرہ و  
 تمام شدن او آنست کہ دائرہ مثل قرص  
 آفتاب بر سبک مکشوفہ مشود، ہر قدر  
 از دائرہ کہ قطع میشود، ہاں قدر از دائرہ  
 نورانی بکمال شعشعاں ہوید ایسگر و دو آن  
 قدر از دائرہ کہ قطع شدہ است، مانند  
 آفتاب کہ در وقت کسوف بے نور مینماید  
 معلوم میشود، و علامت تمام شدن دائرہ  
 ولایت بُہری آنست کہ معالکہ فیض باطن  
 کہ بر ماغ تعلق داشت بینتہ متعلق میشود  
 ایوقت تشریح صدر حاصل میگردد و دو شعرت  
 سینہ آفند میشود، کہ از بیان خارج ست  
 اگرچہ در سیر قلبی وسعت قلب آن مقدار

..... راقم الحروف عفی عنہ مصنف  
 رسالہ ہذا کہتابہ، کہ پیر دستگیر میں اُنکے قربان  
 کی توجہ سے یہ تینوں دائرے بھی مجھ پر مکشوف ہوئے  
 اور ان دوا اثر ملتہ کی ایک دوسرے سے امتیاز و جدائی  
 میرے علم میں عرض و طول کے اندر ضعف و قوت  
 میں انوار کی کمی و زیادتی پر مبنی ہے، و نیز ماتحت  
 کی بہ نسبت نسبت فوق کے پیرنگ ہونے پر  
 اور اپنے مذکورہ مکشوفہ دوا اثر سہ گانہ میں جن  
 درویشوں کو میں نے توجہ دی، ان میں سے  
 اکثروں پر یہ دوا اثر مکشف ہوئے، اور ہر  
 دائرہ کے قطع و تمام ہونگی علامت یہ ہے، کہ دائرہ  
 آفتاب کے قرص کی مانند سبک پر ظاہر ہوئے، اور دائرہ  
 کا جقدر حصہ قطع ہو جائے، اتنا ہی حصہ کمال نوریت  
 کیساتھ ظاہر ہو، اور جس قدر دائرہ کا حصہ بے  
 قطع باقی رہ جائے، وہ بے نور معلوم ہو، جیسا کہ  
 آفتاب کسوف کی وقت بے نور دکھائی دیتا ہے، اور  
 ولایت کبریٰ کے کامل دائرہ کے طے ہونگی علامت  
 ہے، کہ فیض باطن کا معاملہ جو دماغ سے تعلق رکھتا ہے  
 سینہ کے متعلق ہو جائے، اسوقت تشریح صدر بھی  
 حاصل ہو جاتی ہے، اور سینہ کی وسعت فریخی تو اسقدر  
 حاصل ہو جاتی ہے، جو بیان سے باہر ہے، گو تیر قلبی

شده بود کہ آسمانہائے متعدد درون قلب خود دیده بودم ، و در قلب خود قلوب بسیار مشاہدہ نموده بودم ، لیکن این فریقت فقط در قلب بود ، و وسعت صدر کہ در ولایت کبری حاصل میشود ، شامل تمام سینہ عموماً و در محل لطیفہ اخفی خصوصاً مے شود ، و علامت شرح صدر بطریق وجدان آنست ، کہ چون و چرا از احکام قضا نفع میشود ، و در نیتقام نفس مطمئنہ میگردد ، و بر مقام رضا ارتقا مے فرماید و در جمیع احوال راضی بقضایماند ، اگر بعد قطع شدن این دو امر مراقبہ اسم لظاہر نماید ، و مورد فیض این مراقبہ لطیفہ نفس و لطائف خمسہ عالم امر خیال نماید ، قوتتے و عرضے در نسبت باطن پیدامی شود چنانچہ حضرت پیر دستگیر بندہ خود را این مراقبہ تلقین فرموده بودند ، و فوائد آنرا در یافتہ ام ، و یاران را این مراقبہ تلقین نموده ام بآید دانست ، کہ پنچان کہ ظلال انسا و صفات مبادی تعینات خالق اندر سوا انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم السلام

میں قلب کی دست آمد ہر گئی تھی ، کہ کئی آسمان میں اپنے قلب کے اندر مشاہدہ مے تھے ، اور کئی ایک قلب اپنے قلب میں دیکھے تھے ، لیکن وسعت فقط قلبی تک محدود تھی ، پور وسعت صدر جو ولایت کبری میں حاصل ہوتی ہے ، وہ تمام سینہ عموماً اور محل لطیفہ اخفی میں خصوصاً ہوتی ہے ، اور شرح صدر کی علامت بطریق وجدان یہ ہے ، کہ شرح صدر میں قضا و قدر کے احکام مے چوں و چرا تمام تقرضات رفع ہو جاتے ہیں ، اور نفس بھی مطمئنہ ہو جاتا ہے ، و عریض کر کے مقام رضا میں پہنچ جاتا ہے ، اور تمام احوال میں راضی بقضا رہتا ہے ، اگر سالک اس دور کے مے ہو نیکنے بعد اسم الظاہر کا مراقبہ کرے اور اس مراقبہ میں مورد فیض لطیفہ نفس اور لطائف خمسہ عالم امر کو تصور کرے ، تو نسبت باطن میں بڑی قوتتے اور وسعت پیدا ہو جائے ، چنانچہ حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو بھی اس مراقبہ کی تلقین فرمائی تھی ، اور اسکے فوائد و نتائج بھی جگہ جگہ حاصل ہو گئے تھے ، اور اپنے یاروں کو بھی سینے یہ مراقبہ تعلیم کر دیا تھا ، جانتا چاہیے ، کہ جیسے آسمان و صفات کے ظلال تمام مخلوق کے باستثنائے انبیاء کرام ، ملائکہ عظام علیہم السلام مبادی تعینات ہیں ،

وہی ہیں مرتبہ راسخی بولایت صفری سائنہ  
اند، بہرہیں مرتبہ اسما و صفات و شہوات  
را کہ مبادی تعینات انبیا و کرام اند، مسخی  
بولایت کبریٰ میفرماید و سبب مبادی تعینات  
ملا نکہ عظام کہ مسخی بولایت علیاست منور  
در پیش است،

## فصل

در بیان ولایت علیا و سیر عناصر ثلثہ  
سوائے عنصر خاک و فنا و بقا و آہنا چوں  
در وائر ولایت کبریٰ حضرت پیر دستگیر  
بریں کمترین غلام خود تو جہات فرمودند  
و احوال و کیفیات ہر دائرہ بریں بندہ  
فالقش شد، تا آنکہ توجہ براسے شرح  
صد فرمودند: دیدم کہ علامہ مانعی متعلق بصید  
بصید رش، و وسعت سینہ را دریا قلم از  
پانزدہم جمادی الثانی از سال ۱۳۲۵  
توجہ بر عناصر غلام خود فرمودند و دیدم  
کہ عناصر ثلثہ را جذبات الہیہ در رسید  
و سز و بے واقع شد، و احوال لطیفہ  
و کیفیات پرنگ بر عناصر وارد شدند

اور اس مرتبہ کی سیر ولایت صفری کے نام سے  
موسوم کی گئی ہے، ایسے اسما و صفات و شہوات جو  
انبیاء و کرام کے مبادی تعینات ہیں انہی سیر کو  
ولایت کبریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے،  
اور ملا نکہ عظام کے مبادی تعینات جنکو ولایت  
علیا کہا جاتا ہے، ابھی تک ان کی سیر و پیش ہے

## فصل

اس فصل میں تین امر کا بیان ہے

(۱) ولایت علیا، (۲) عناصر ثلثہ آب و آتش کی سیر  
(۳) انہی تین کی فنا و بقا، حضرت پیر دستگیر  
نے جب ولایت کبریٰ کے دور میں اپنے کعبتہ  
غلام پر توجہات فرمائیں، اور ہر دائرہ کے احوال و  
کیفیات اس غلام پر وارد ہوئے، حتیٰ کہ شرح  
کیواسطے ہی توجہ فرمائی، تو میں نے دیکھا، کہ دماغی معاملہ  
نے سینہ کیساتھ تعلق کھڑا، اور سینہ کی وسعت بھی  
بہکلو معلوم ہوئی، پھر سن ۱۳۲۵ ہجری کے ماہ  
جمادی الثانی کی چند ہویں تاریخ کو اپنے غلام  
کے عناصر پر توجہ فرمائی، میں نے دیکھا، کہ سیر  
عناصر ثلثہ پر الہی جذبات وارد ہوئے، اور  
عروج میں واقع ہوا، اور پاکیزہ حالات اور

وایں عناصر ثلاثہ راقنائے درذاتیکہ مستحی  
 الباطن ست، میسر شد، واصلماں و  
 استہلاک این عناصر در اں مرتبہ مقدسہ  
 حاصل گردید، وبقای باں مرتبہ متعالیہ  
 میسر شد، و مناسبے ہلاکہ کرام بہر سید  
 زیارت این بزرگواراں نیز میسر شد، و  
 خود داخل در مقام ایشان یاقوت بدلائم  
 سیر در ولایت صغری و ولایت کبری سیر  
 اسم الظاہر بود، و سیریکہ در ولایت  
 علیا حاصل میشود، سیر در اسم الباطن  
 ست و فرقی در میان اسم الظاہر و اسم  
 الباطن آنست، کہ در سیر اسم الظاہر تجلیات  
 صفاتی وارد میشود، بیما حفظ ذات و در  
 سیر اسم الباطن اگرچہ تجلیات اسما و صفات  
 ست، لیکن اجہات ذات ہم مشہود میگردد  
 تعالت و تقدست و صورت ثنائی این  
 دائرہ از عنایت حضرت پر دستگیر بر این  
 فقیر منکشف گشت، و دیدم کہ دائرہ ولایت

چیز نگ کیفیات نے عناصر پر صدور فرمایا، اور ان  
 عناصر ثلاثہ کو اسم الباطن کی مستحی و مصداق ذات  
 میں فنا میسر ہوئی، اور اُس مرتبہ مقدسہ میں ان  
 عناصر کو مستحی و استہلاک بھی حاصل ہوا، اور  
 اس مرتبہ متعالیہ کے ساتھ بقا بھی حاصل ہوئی  
 اور ملائکہ کرام کے ساتھ بھی مناسبت پیدا ہوئی  
 اور ان بزرگوں کی زیارت بھی نصیب ہوئی  
 اور اپنے آپ کو میں نے اس مقام کے اندر  
 داخل پایا، اب معلوم رہے، کہ ولایت صغریٰ اور  
 ولایت کبریٰ کی سیر اسم الظاہر کی سیر متحی، اور ولایت  
 علیا میں جو سیر حاصل ہوتی ہے، وہ اسم الباطن  
 کی سیر ہے، اور اسم الظاہر و اسم الباطن کے درمیان  
 یہ فرق ہے، کہ اسم الظاہر کی سیر میں ذات کا لحاظ کر ڈی  
 کے فقیر نے بعض صفاتی تجلیات وارد ہوتی ہیں، اور  
 اسم الباطن کی سیر میں گو اسما و صفات کی بھی تجلیات  
 میسر آتی ہیں، مگر کبھی کبھی ذات تعالت و تقدست  
 بھی مشاہدہ ہی آتی جاتی ہے، اور حضرت پر دستگیر  
 کی مہربانی سے اس دائرہ کی صورت ثنائی جلی س  
 فقیر پر منکشف ہوئی، میں نے دیکھا، کہ ولایت  
 علیا کا دائرہ ظاہر ہوا، مگر آفتاب کے شعاعی  
 خطوط کی مانند حضرت حق کے اسما و صفات



علیاً ظاہر شد، لیکن  
 مانند خطوط شعاعی  
 آفتاب اسما و صفات

بائیں

تاریخ

اس دائرہ کو احاطہ کئے ہوئے تھے، لیکن دائرہ  
 کبھی کبھی بغیر ان خطوط کے بھی مشہود ہوتا ہے، مگر  
 کمال بزرگی میں ظاہر ہوتا ہے، اور پھر وہ خطوط  
 شعاعی روپوش ہو جاتے ہیں، تختی نہ ہے، کہ ولایت  
 علیا مغز کی مانند ہے، اور ولایت کبریٰ چھلکے کی  
 مانند بلکہ ہر دائرہ تختانی بھی دائرہ فوقانی کی نسبت  
 یہی مناسبت رکھتا ہے، مگر کمالات نبوت میں  
 ولایت کی نسبت اس قسم کی مناسبت ہی نہیں ہو  
 سکتی، اور اس دائرہ میں اسم الباطن کی سنی و  
 مصداق ذات کا مرقبہ کرتے ہیں، اور فیض کا سوز  
 اس ولایت میں عناصر تلمتہ آب تشر بادہیں، اور کلمہ  
 توحید کا زبان سے ذکر کرنا اور نقلی نماز طول قیام و  
 قرأت کے ساتھ ادا کرنا اس مقام میں ترقی بخشے  
 والا ہے، اور اس مقام میں رخصت شرمی کا اختیار  
 کرنا بھی مستحسن نہیں خیال کیا گیا، بلکہ عزیمت پر عمل  
 کرنا اس مقام میں ترقی بخشا ہے، اس میں راز یہ ہے  
 کہ رخصت پر عمل کرنا آدمی کو بشریت کی طرف کھینچ لیتا  
 ہے، اور عزیمت پر عمل کرنا ملکیت کے ساتھ مناسبت  
 پیدا کرتا ہے، پس جب قدر ملکیت کیساتھ زیادہ مناسبت  
 حاصل ہوگی، اسی قدر اس ولایت میں ترقی جلد تر  
 میسر آئیگی، اور اس ولایت کے حاصل شدہ اثر

حضرت حق این دائرہ را احاطہ نمودہ لیکن  
 ایجاباً بیخطوط ہم آں دائرہ مشہود میشود  
 اما در کمال بزرگی ظاہر میگردد، باز آں  
 خطوط شعاعی روپوش میشوند، بدانکہ ولایت  
 علیا مانند مغز است، و ولایت کبریٰ چوں  
 پوست بلکہ ہر دائرہ تختانی نسبت بلکہ  
 فوقانی بہیں مناسبت دارد، مگر در کمالات  
 نبوت کہ نسبت بولایت این مناسبت  
 ہم متصور نیست، و دریں دائرہ مرقبہ  
 ذاتی کہ مستی الباطن است، میناہند و  
 مورد فیض در نبولایت عناصر تلمتہ اند،  
 سوائے عنصر خاک و تہلیل سانی و  
 صلوة تطوع باطول قنوت ترقی بخش  
 این مقام است، و دریں مقام ارتکاب  
 رخصت شرمی ہم خوب نیست، بلکہ عمل  
 بعزیمت و درین مقام ترقی می بخشد، شرم  
 آنست، کہ عمل بر رخصت آدمی را بطرف  
 بشریت میکشد، و عمل بعزیمت مناسبت  
 ملکیت پیدا میکند، پس ہر قدر کہ مناسبت  
 ملکیت زیادہ حاصل شود، ترقی دریں  
 ولایت زودتر میسر آید و اتمتر میگردد

ولایت حاصل می شود، مانند توحید و جودی  
و شہودی نیست، کہ چیز سے بہ بیان در آید  
بلکہ اسرار میں ولایت لائق تر باستبار  
اند، و پہنچ وجہ قابل اظہار نمیشوند خوش

گفت، بیت

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز  
ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست  
و اگر فی المشئ چیزے گفتہ شود، عباتے  
از کجا پیدا آید، کہ این اسرار را بیان نماید  
در یافت این اسرار بدو توجہ شرح  
کہ دریں ولایت تحقق پیدا نمودہ و باین  
اسرار فالض گردیدہ است، بحال ست  
اینقدر و اینہما کہ، کہ در نیوقت باطن سالک  
مظہر مستی الباطن میشود، فَمَنْ مَن فَمَنْ  
در نیولایت و صنعت در تمام بن پیدا میشود و  
احوال لطیفہ بر تمام قالب می آید، چون  
حضرت پیر دستگیر بر غلام خود توجہ تائیں  
مقام فرمودند، بندہ را ضرورتے پیش آمد  
کہ قصدر فتن رام پور کردم، و از جناب ک

توحید و جودی اور توحید شہودی کی مانند نہیں ہیں کہ  
بیان میں آسکیں، بلکہ اس ولایت اسرار تو پوشیدہ رکھنے  
کے ہی زیادہ لائق ہیں، اور کی طرح بھی اظہار کے قابل  
نہیں، کسی کیا اچھا کہا ہے، بیت مصلحت نیست  
ترجمہ راز کا پردہ سے باہر آنا مصلحت کے خلاف  
درنہ رندوں کی مجلس میں تو ہر قسم کی چیز موجود ہے۔

اور بالفرض کسی راز کے اظہار کا قصد ہی کیا جائے  
تو ایسی عبارت کہاں سے آئے، جو ان اسرار کو بیان  
کر سکے، ان اسرار کا علم ایسے ہی شیخ کی توجہ سے حاصل  
ہو سکتا ہے، جس نے اس ولایت میں کمال تصاف پیدا  
کیا ہو، اور ان اسرار کے فیض سے فیضیاب ہو چکا ہو  
ورنہ ان اسرار کی دریافت تو بالکل محال ہے، میں صرف  
انقدر ظاہر کر دیتا ہوں، کہ اس وقت سالک باطن اسم  
الباطن کے مسمی و مصداق کا منظر بین جاتا ہے، نہ کہ  
و اسے سمجھ گئے، اور اس ولایت کی وقت سالک کے تمام  
بدن میں مسرت و فرح پیدا ہو جاتی ہے، اور لطیف  
لطیفہ احوال سائے جسم پر وارد ہوتے ہیں، جب حضرت  
پیر دستگیر نے سہ خدام پداس مقام تک توجہ فرمائی  
تو مجھ کو ایک ایسی ضرورت پیش آئی، جس کی وجہ سے

۱۰ یعنی آن اسرار بایز شاہہ نیست کہ چیز سے اند آہادریان آید، وہ بیان ستر ۲۲ کہ یعنی صاحب مال

شہ ۱۲، کہ بلکہ ایست معروف در ملک متوسط ہندوستان ریاست اسلامی ۱۲



۱۰۱

۱۰۲

حضرت ایشاں استدعای رخصت نمودند  
 بندہ را در مجمع اصحاب خود خلعت خلافت  
 مرحمت فرمودند، ولبوس خاص کہ کلاه  
 وقمیس وعصا وسجاده است، عطا کردند  
 و بدست خویش کلاه مبارک بر سر بندہ  
 نہادند، وقمیس در بر پوشا بندند، و اس  
 الفاظ بر زبان شریف در آوردند، کہ چنانکہ  
 حضرت مرزا صاحب تبارہرا بخلافت خویش  
 ممتاز فرمودند، ما پچمان ترا اجازت طرفیقہ  
 عطا کردیم، بازار شاد کردند، کہ ترا نسبت  
 خاندان قادری وحشتی توجہ بیفرمائیم، و بندہ  
 را برابر زانوے مبارک خویش بنشانیدند  
 و عالمین ربانی و عارفین سبحانی ائمتہ  
 مولانا خالد رومی و حضرت مولوی بشارت  
 اللہ بھڑا لہجی را کہ از قزوہ اصحاب از خلص  
 اجباب حضرت ایشاں اند قریب میندہ  
 بنشانیدند، اول فاتحہ حضرت غوث الثقلین  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ، توجہ در  
 نسبت قادری کردند، و مراقبہ دیدیم،  
 کہ جناب مبارک حضرت غوث الثقلین

میں نے راپور جائیکا تصاکیا، اور حضرت سید دستگیر  
 یکنی رت مبارک میں رخصت کی درخواست کی تو  
 حضرت نے اپنے یاروں کے مجمع میں خلافت کی خلعت  
 عطا فرمائی، اور اپنا لبوس خاص یعنی کلاه وقمیس  
 وعصا وسجاده مرحمت فرمایا، اور خاص اپنے ہاتھ  
 کیساتھ کلاه مبارک میرے سر پر رکھا، اور قمیس  
 پہنائی، اور یہ الفاظ اپنی زبان مبارک پر مذکور  
 فرمائے (جیسے حضرت مرزا صاحب قبلہ نے بھلو پانی  
 خلافت کیساتھ ممتاز فرمایا، ویسے ہی ہم نے بھی  
 تجھ کو طرفیقہ کی اجازت عطا کی، اس کے بعد ارشاد کیا، کہ  
 خاندان قادری اور حشتی میں بھی ہم تجھ کو توجہ دیتے  
 ہیں، یہ فرما کر بندہ کو اپنے زانو مبارک کے برابر  
 بٹھالیا، اور ہر دو عالم ربانی و عارف سبحانی کو  
 خالد رومی اور حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب  
 بھڑا لہجی کو بھی جو جناب سید دستگیر کے برگزیدہ اور  
 خلص اجباب میں سے ہیں، بندہ کے قریب ہی  
 بٹھالیا، بعد ازاں اپنے پہلے بیرو چ پاک حضرت  
 غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ پڑھ کر  
 نسبت قادری میں توجہ دی نتیجہ یہ ہوا، کہ مراقبہ  
 میں کیا دیکھتا ہوں، کہ جناب مبارک حضرت

۱۰۱ شرح عبدالقادر جیلانی معروف بہ سیرت ۱۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف ارزانی فرمود  
 و بطور سے برگردن غلام خود شمشستہ اند  
 کہ ہر دو پائے مبارک آں حضرت برابر  
 سینہ من ہستند، و آں حضرت تلج مکتل  
 بر سر و لباس فاخرہ در بردارند، و انوار  
 مبارک آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 مرا حاطہ فرمودند، و در رنگ نسبت آں  
 حضرت رنگین گردیدم، ہرچ بعد حضرت  
 پیر دستگیر دست مبارک بر زانوے  
 بندہ زدہ فرمودند، ترا در نسبت چشتیہ  
 توجہ میکنم، آگاہ باش، و فاتحہ باروچ  
 مبارک حضرت چشتیہ خواندہ متوجہ  
 شدند، دیدم کہ حضرت خواجہ خواجگان یعنی  
 حضرت خواجہ معین الدین و حضرت خواجہ  
 قطب الدین حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر  
 و حضرت سلطان المشائخ نظام الدین  
 اویا، و حضرت مخدوم علاؤ الدین علی  
 مبارقدس اللہ تعالیٰ ارواحہم تشریف  
 آوردند، و نور نسبت ہر یکے ازہیں اکابر  
 جدا جدا معاینہ کردم، و آثار نسبتہائے ایں

خوش اطفالین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما  
 ہوئے، اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کی گردن پر  
 اس وضع سے بیٹھے ہوئے ہیں، کہ آپ کے دونوں پاؤں  
 مبارک میرے سینہ کے برابر ہیں، اور اپنے اپنے سر پر  
 ایک جڑ اور خوشاں تاج رکھا ہوا ہے، اور بدن میں  
 لباس پہنا ہوا ہے، اور حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
 انوار مبارک مجھ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور میں  
 آنحضرت کی نسبت کے رنگ میں رنگین ہو گیا ہوں  
 بعد ازاں حضرت پیر دستگیر نے میرے زانو پر ہاتھ  
 مار کر فرمایا، کہ اے اب میں تجھ کو نسبت چشتیہ میں توجہ  
 دیتا ہوں، خبردار ہوجا، اور بار و زواج مبارک حضرت  
 چشتیہ فاتحہ پڑھ کر توجہ فرمائی شروع کی، دیکھتا کیا  
 ہوں، کہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ  
 معین الدین و حضرت خواجہ قطب الدین و حضرت  
 خواجہ فرید الدین گنج شکر و حضرت سلطان المشائخ  
 نظام الدین اویا و حضرت مخدوم علاؤ الدین علی صا  
 قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم تشریف لائے ہیں  
 اور ان اکابر میں سے ہر ایک کی نسبت کا نور  
 میں نے جدا جدا معاینہ کیا، اور نیز ان اکابر کی  
 نسبت کے آثار اپنے اندر پائے، میں نے

اکا بر در خود یافتیم، دیدم، کہ حضرت نظام الدین  
بکمالِ محبوبیتتے کہ دارند، ظہور فرمودند، و  
در پاسے مبارک آنحضرت رنگت در یافتے  
شد، چون ایں معاملہ گذشت، حضرت  
ہر دستگیر فرمودند، کہ نسبت ایں کا بر  
جدا جدا دریافتی، بندہ عرض کرد، کہ بے  
از تصدق آنحضرت اگر ارشاد شود جدا  
جدا عرض نکلیم، فرمودند، خاموشی، و  
ایں اصرار از مرزماں پوش، و اجازت  
نامہ بدست خط خاص مزین بہ ہر خود  
فرمودہ بہ بندہ عنایت کردند، و ایں  
اجازت نامہ ایں سمت، کہ بطریق اختصاً

ثبت نموده میشود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد و صلوة فقیر عبد اللہ معروف غلام علی  
عفی عنہ گزارش مینماید، کہ فضائل کمالات  
مرتب صاحبزادہ والا سب حضرت حافظ  
محمد ابو سعید را سَعَدَ اللهُ فِي الدَّارِیْنِ  
اشتیاق کسب نسبت باطنی آبا و اجداد  
خود رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ پیدا شد، و جمیع  
بہ فقیر آوردند، بر رعایت حقوق بزرگان

دیکھا، کہ حضرت نظام الدین نے اپنی کمالِ محبوبیت  
کیساتھ ظہور فرمایا، اور آپکے پاؤں مبارک میں  
ہندی کا اثر معلوم ہوا، جب یہ تمام معاملہ گزر چکا  
تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا، کہ کیا تو نے ایں کا بر  
کی نسبت جدا جدا دریافت کر لی ہے، بندہ نے  
عرض کیا، کہ جی ہاں حضور کے تصدق سے دریافت  
کر چکا ہوں، اگر ارشاد ہو، تو جدا جدا عرض کروں  
اپس فرمایا، کہ خاموش رہ، اور یہ اسرار لوگوں سے  
پوشیدہ رکھ، اور اپنا خاص دستخطی اجازت نامہ  
اپنی خاص ہر سے مزین فرما کر بندہ کو عنایت فرمایا  
اور وہ اجازت نامہ یہ ہے، جو بطریق اختصار  
اس جگہ نقل کیا جاتا ہے!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و صلوة کے بعد فقیر عبد اللہ معروف بہ غلام علی عفی  
عندہ گزارش کرتا ہے، کہ صاحبزادہ عالی نسب صاحب  
فضائل کمالات حافظ محمد ابو سعید کو اللہ اسکو دارین  
میں سعادت مند کرے، اپنے آبا و اجداد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ  
کی باطنی نسبت کے حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا  
ہوا، بناؤ علیہ انہوں نے اس فقیر کی طرف جمیع  
فرمایا، فقیر نے باوجود اپنی تائید کیا تھی کہ اُنکے بزرگوں

ایشان با ایں ہمہ عدم بیاقت خود از اجابت  
 مسؤل چارہ تدبیر، و توجہات بر لطائف  
 ایشان کردہ شد، بعنایت الہی بواسطہ پیرا  
 کبار رحمۃ اللہ علیہم در چندے لطف  
 ایشان را جذبات الہیہ در رسید، زیرا کہ  
 معمول مست، کہ توجہات بر لطائف خمسہ  
 معاً یککلم، و توجہ و حضور با کیفیات و بعضے  
 علوم و اسرار ایشان را دست داد، و آن توجہ  
 استہلاک کے یافت، و رنگے از فنا در باطن  
 ایشان طاری شد، و ظہور پر توی از توحید  
 حالی افعال عباد را از نظر ایشان مستور  
 گردانید، و منسوب بحضرت حق سبحانہ  
 یافتند، پس توجہ بر لطیفہ نفس ایشان  
 کردہ شد، بہ غرور و نزول آں در انجا  
 استہلاک آں حالات گشتند، و امتساب  
 صفات خود بحضرت حق سبحانہ یافتند، و آنا  
 رانکستگی رسید، کہ اطلاق انا بر خود متعذر  
 دانستند، و نورے از وحدت شہود بر  
 باطن ایشان تافت، ممکنات را <sup>بچشم</sup> آفرمایے  
 وجود و تابع وجود حضرت حق سبحانہ  
 شناختند، بعد از آن توجہ و القاب انوار

کے حقوق کی رعایت کے باعث اُنکے سوال کی  
 اجابت سے کسی طرح چارہ نہ دیکھا، اور اُنکے لطف  
 پر توجہات کی گئیں، خدا تعالیٰ کی مہربانی سے بظہل  
 پیراں کبار رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصہ  
 میں اُنکے لطائف کو جذبات الہیہ نے آیا یا کیونکہ  
 میرا معمول یہ ہے، کہ لطائف خمسہ پر یکبارگی اپنی  
 توجہات عمل میں لانا ہوں، و نیز اُنکو توجہ و حضور  
 و کیفیات و بعضے علوم و اسرار حاصل ہوئے، اور  
 اُس توجہ کی وجہ سے ایک نوع کا استہلاک انہیں  
 پیدا ہوا، اور فنا کا رنگ اُنکے باطن میں ظاہر ہوا  
 اور توجہ حالی کے پر توجہ کے حضور نے بندوں کے  
 افعال کو اُنکی نظر سے پوشیدہ کر دیا، اور انہوں  
 نے ان افعال کو حضرت حق سبحانہ کی طرف منسوب  
 پایا، پھر اُنکے لطیفہ نفس پر اُس کے عروج و نزول  
 کیساتھ توجہ ڈالی گئی، تو وہ اُس مقام میں اُن حالات  
 کے اندر استہلاک ہوئے، اور اپنے صفات کو حضرت  
 حق سبحانہ کی طرف منسوب پایا، اور اُنکے انا کو متعذر  
 ننگستگی حاصل ہوئی، کہ اپنے اوپر لفظ انا کا اطلاق  
 دشوار جانا اور اُنکے باطن پر وحدت شہود کا نور  
 چمکا، اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے  
 وجود و توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا، بلند

نسبت بر عناصر ایشان کرده میشود و چلبے  
 و توحیحی عناصر را نیز دریا فتنہ است فالحمید  
 لله على ذلك و آنچه در اینجا نوشته ام بظہار  
 و اقرار ایشان مسطور شد، و ایں ہمہ حالات  
 و واردات ایشان را من ہم دریا فتنہ ام  
 و اصحاب من ہم شہادت انہمہ عنایات  
 الہی سبحانہ در بارہ ایشان و ادنا فالحمید  
 لله على ذلك و از کرم کریم کار ساز سبحانہ  
 بواسطہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم  
 امید دارم کہ بشرط التزام صحبت ترقیاً  
 کثیرہ فرمایند، و ما ذالک علی اللہ یحیی  
 پس در نصورت ایشانرا اجازت تلقین  
 طریقہ نقشبندیہ احمدیہ دادہ شد، کہ تعلیم  
 اذکار و مراقبات و ابقا سکینہ در قلوب  
 سالکان نمایند، بعنایت الہی سبحانہ و فاعلم  
 با روح طیبہ مشائخ قادریہ و چشتیہ رحمۃ  
 اللہ علیہم بہت حصول توسل ایشان  
 باں کبرائی عظام و فاضلہ فیوض آل کابر  
 در باطن ایشان نیز خواہد شد تا دریں  
 دو طریقہ علیتہ ہر کہ از ایشان توسل خواہد  
 بہت از و گیرند، و شجرہ ایں حضرت با و  
 ایضاً

ان کے عناصر پر توجہ و نیز نسبت کے انوار کا اقا  
 کیا جا رہا ہے، اور انہوں نے عناصر کے جذب توجہ  
 کو بھی معلوم کر لیا ہے، فالحمید لله على ذلك اور  
 اس جگہ میں جو کچھ بھی لکھا ہے، انکے اظہار و اقرار سے  
 لکھا ہے، اور انکے ان تمام حالات و واردات کو کیا  
 نے خود بھی معلوم کر لیا ہے، اور میرے یاروں نے بھی  
 انکے بارہ میں خدا نے حق سبحانہ کے ان تمام عنایات  
 کی شہادت دی ہے، فالحمید لله على ذلك اور  
 کریم کار ساز سبحانہ کے کرم سے بظیفیل مشائخ کرام  
 رحمۃ اللہ علیہم میں امید دار ہوں، کہ بشرط التزام  
 صحبت انکو بہت کچھ ترقیات حاصل ہونگی، اللہ تعالیٰ  
 پر تو یہ اہم رہے ہرگز کسی طرح بھی دشوار نہیں، لہذا انکو  
 طریقہ نقشبندیہ محمدیہ کے تعلیم کی اجازت دیدی گئی  
 کہ خدا نے پاک کی عنایت و بہر بانی سے اذکار و مراقبات  
 کی تعلیم دیا کریں، اور طالبوں کو دونیں سکینت و الیمان  
 بھی ابقا دیا کریں، اور فاعلم بہت ایصال ثواب با روح  
 طیبہ مشائخ قادریہ چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بھی پڑھی  
 گئی، تاکہ انکو ان کبرائے عظام کی ساتھ توسل حاصل ہو  
 اور نیز ان کے باطن میں ان اکابر کے فیوض برکات  
 حاصل ہوں، اور ان دو طریقہ علیتہ میں کوئی ان سے  
 توسل چاہے، یہ اس سے بیعت لین اور ان حضرات کا

عنایت فرمائیں، و تلقین و تربیت بطریقہ  
نقشبندیہ احمدیہ فرمائیں، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ  
لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا امِينًا نَمَّ كَلَامُهُ الشَّرِيْفُ  
و بعد از تمامی سلوک عبارت دیگر دریں  
اجازت نامہ افزودند انشاء اللہ تعالیٰ  
در جائے ازیں رسالہ اجازت نامہ زائچہ است  
تبرک ایسا خواہم کرد،

شجرہ اسکو عنایت فرمائیں، اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ  
کی تلقین اور اس کے موافق اس کی تربیت فرمائیں  
اسے خدا تو انکو متقین و پرہیزگاروں کا امام و پیشوا بنا  
امین یہاں تک، علمے پیر دستگیر کا کلام تمام ہو  
اور میرا سلوک تمام ہونیکے بعد اس اجازت نامہ  
میں حضرت پیر دستگیر نے اور عبارت زیادہ فرمائی،  
انشاء اللہ تعالیٰ اسی رسالہ میں کسی اور جگہ اجازت نامہ تبرک  
کے طور پر درج کر دوں گا،

## فصل

## فصل

در بیان کمالات ثلثہ اعنی کمالات  
نبوت و کمالات رسالت و کمالات اول العزم  
بچل بعد از چند ماہ از رام پور مراجعت  
منوود بہ قدسوسی حضرت پیر دستگیر شرف  
گردیدم، حضرت ایشان از ماہ ذیقعداز  
سال مسطور بر عنصر خاک غلام خود توجہ  
فرمودند، و فیضہ از کمالات نبوت کہ

کمالات ثلثہ یعنی کمالات نبوت و کمالات  
رسالت و کمالات اول العزم کے بیان میں اچند  
ماہ کے بعد رام پور سے جب میں نے واپس کر  
حضرت پیر دستگیر کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا  
تو حضرت پیر دستگیر نے اسی سال کے ذیقعد  
میں اپنے غلام کے عنصر خاک پر توجہ فرمائی، اور  
کمالات نبوت کا فیض (یعنی تجلی ذاتی دائمی)  
میرے اس لطیفہ پر وارد فرمایا، اس مقام  
کے علوم و معارف میں یہ ہی ہیں، کہ تمام علوم  
و معارف مفقود ہو جائیں، اور باطن کے تمام  
حالات ہی بے شناخت ہو جائیں، اور اس مقام

عبارت از تجلی  
ذاتی دائمی  
سنت بریں  
لطیفہ ورود فرمود  
داثرہ  
کمالات  
نبوت

معارفِ ایں مقام فقدانِ ہمہ معارفِ ست، و نکارت ہمہ حالاتِ باطنِ برنگی و کیفیتِ نقدِ وقتِ میشود، و در ایامِ باطنِ وقتِ نہا پیدا میشود، و استدلانیِ برہی میگردد، و معارفِ ایں مقامِ شریعتِ انبیاءِ ست، و درینجا وسعتِ باطنِ آنقدر میشود، کہ وسعتِ جمیعِ ولایاتِ چہ ولایتِ صغریٰ و چہ ولایتِ کبریٰ و چہ ولایتِ علیا و درجہٴ پیدےٴ ایں نسبتِ لاشیٰ محض و ضیقِ صرفِ ست، و در ولایاتِ البتہٴ مناسبےٴ با یکدیگر یافتہٴ میشود، اگرچہٴ مناسبتِ صورت و حقیقتِ باشد، اما در نجاتِ اں نسبتِ ہم منفقودست، و با وجودِ فقدانِ نکارتِ حالاتِ باطنِ و یأس و دیدِ تصوّر کہ خود را از کافر فرنگ بدتر میداند حقیقتِ وصلِ غریبانیِ اینجا حاصلِ ست، و پیشِ ازیں ہر وصلے کہ بود، داخلِ دائرہٴ وہم و خیال بود، ہر اے بودہٴ آب نما کہ نشنہٴ وصلِ آب را در اینجا بفر از حسرتِ ندامتِ چیزے برست نبود، بندہٴ را و قینکہ از

یں سیرنگی اویسے کیفی حاصلِ الوقتِ ہو جاتی ہے اور ایامِ ایات اور عقائد میں بھی ہر طرح کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، اور استدلالی علم برہی ہو جاتا ہے، اور اس مقام کے معارف انبیاءِ کرام کی شریعتیں ہیں اس مقام میں باطن کی وسعت اور فراخی اس قدر بڑھ جاتی ہے، کہ تمام ولایت (عام اس کے کہ ولایتِ صغریٰ ہو یا ولایتِ کبریٰ یا ولایتِ علیا) کی وسعت و فراخی اس نسبت کے پہلو میں محض ناچیز اور تنگی ہی تنگی ہے، اور کچھ بھی نہیں، ان ولایات کے آپس میں تو البتہٴ ایک قسم کی مناسبت پائی جاتی ہے، گو صورت اور حقیقت کی ہی مناسبت ہو، لیکن الجگہ وہ نسبت بھی منفقود ہے، اور باوجود منفقود ہونے تمام معارف کے اور بے شناخت ہو جانے تمام حالاتِ باطن کے اور پیدا ہو جانے یا سنا آمدی کے اور معلوم کر لینے اپنے تصور کے اس حد تک کہ کافر فرنگ سے بھی اپنے آپ کو بدتر جانے لگے حقیقتاً وصلِ غریبانی رے مجاہدیں ملاپ اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے، اور اس پہلے پہلے جو جو وصل بھی تھے، وہ تو صرف وہم و خیال ہی کے دائرہ میں داخل تھے، اور ایک نوع کا سراب تھا، آب نما و نا

توجہات حضرت پیر دستگیر ابن مقام  
مکشوف گردید، معاملہ میسر آمد، کہ شیبہ  
برویت بود، اگرچہ رویت نبود، کہ موعود  
بآخرتست، و بر اں ایماں داریم، لیکن  
معاملہ کہ اینجا میسر میشود، نسبت بشاہد  
ولایت کالزویہ ست و چنانچہ رویت  
آخرت مخصوص بعالم خلق ست چہناں  
معاملہ اینجا نیز نصیب عالم خلق ست،  
لطائف عالم امر اینجا لاشی محض میگردد  
و چہنیں لطیفہ نفس و عناصر ثلثہ در اینجا  
ناچیز میشوند، ایں معاملہ مخصوص بعنصر  
خاک ست، اگر عناصر دیگر ازیں دولت  
نصیب ست، بتبعیت ایں عنصر لطیف  
ست، احکام شرائع و اجبار غیبی وجود  
حق و صفات او سبحانہ، و چہنیں معاملہ  
قبر و حشر وافیہا و بہشت و دوزخ و غیر  
ہما کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم  
از اں خبر داده است، دریں مقام برہی  
وعین یقین میگردد، مثلاً اگر کے گوید  
کہ حضرت حق موجود ست، پیچ ریچھے  
دراں نے یا شد و محتاج پیچ دیلے نیگردد

پرتوپانی کے پلے کے ہاتھ میں سوائے حسرت اور زلت  
کے اور کچھ بھی حاصل نہ تھا، حضرت پیر دستگیر کی توجہات  
سے جب اس غلام پر یہ مقام مکشوف ہوا تو رویت  
کے مشابہ معاملہ میسر آیا، اگرچہ وہ رویت تھی، کیونکہ ہا  
کے وعدہ کا محل وقوع تو آخرت ہے، ہم اسپر ایماں رکھتے  
ہیں، لیکن جو معاملہ یہاں پر حاصل ہوتا ہے، ولایت کے  
مشاہدات کی نسبت وہ بھی رویت ہی کی مانند ہے  
اور جیسے آخرت کی رویت عالم خلق ہی کے ساتھ  
مخصوص دیکھے ہی، اہلکام معاملہ بھی عالم خلق ہی کے  
حصہ میں، عالم امر کے لطائف تو اگلے حصہ و شی مجتہد  
میں اعلیٰ بذاتقیاس لطیفہ نفس اور عناصر ثلثہ ہی اس مقام پر توجہ  
ہو جاتے ہیں، یہ معاملہ تو عنصر خاک کیساتھ مخصوص اگر  
دوسرے عناصر کو اس نسبت کچھ حصہ ملتا بھی ہے تو صرف  
اسی عنصر لطیف کے طفیل بتبعیت ہی سے ملتا ہے نسبت  
کے تمام احکام اور غیب کی تمام خبریں یعنی حق تعالیٰ کا  
وجود اور اں سبحانہ کے صفات اور اسطرح قبر کا معاملہ  
اور حشر وافیہا و بہشت و دوزخ وغیرہ وغیرہ جس  
جس امر کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی  
ہے، اس تمام میں سب کے سب ہی اور عین یقین ہو  
جاتے ہیں، مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ موجود  
تو ایں کوئی شک و شبہ نہیں پایا جاتا، اور نہ اسپر کسی



مثلاً چیزے مری ڈاگر کے گوید، کہ زیر موجود  
ست اور موجودیت زید محتاج بنظر و فکر مشبو  
و وجود حضرت حق سبحانہ مانند آئینہ میشود  
و وجود اشیا مثل صور مریہ در آئینہ کہ وجود  
ایں صور در وہم و خیال ست و وجود آئینہ  
فی الواقع لیکن در آئینہ صوری اول صورت  
محموس میشود، بعد از اں آئینہ، و در اینجا  
بخلاف آنت کہ در اول نظر وجود آئینہ  
مرئی میشود، و وجود اشیا بعد از وقت  
نظر، لهذا وجود حضرت حق سبحانہ بدیہی میشود  
و وجود ممکنات نظری معالہ عجب تر بشنو  
کہ با وجود علو و بساطت و بی زگیہائے ایں  
مقام و قتیکہ انکشاف تام در اینجا حاصل  
میگردد، معلوم میشود کہ مقابل نظر این مقام  
بود، حیرت افزا بد کہ با وجود محاذی بودن  
ایں مقام و اقربیت آن دریں مدت چرا  
در نظر نمی آمد، و چرا دیدمانی کشاویم و در  
پس کو چہائے لطائف عالم امر مقصود را  
می جستیم، طرفہ ترا کہ برای حصول ایں  
مقام اذکارے کہ در صوفیہ معمول ست  
پسح سو مند نیست، اما تلاوت قرآن مجید

فانوار

الذوق

دیں کی حاجت پڑتی ہے، ایسے مشاہدے کی چیز  
میں دین کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اگر کوئی شخص  
زیر کے موجود ہونے کی خبر ہے، تو سماع دین کا محتاج  
ہوتا ہے، وجود حق میں نہیں ہوتا، اور اس مقام میں  
حضرت حق سبحانہ کا وجود آئینہ کی مانند ہوجاتا ہے  
اور اشیا کا وجود ان صورتوں کی مانند جو آئینہ میں نظر  
آتی ہیں ہوجاتا ہے، کیونکہ ان صورتوں کا وجود وہم  
و خیال ہی میں ہے اور آئینہ کا وجود واقع اور نفس الامر  
میں، لیکن ظاہری آئینہ میں پہلے صورت محسوس ہوتی  
ہے، پھر بعد ایں آئینہ، اور اس مقام میں اس کے برخلاف  
اول اول آئینہ کا وجود دیکھنے میں آتا ہے پھر کہیں بنظر  
غور کر کے بعد اشیا کا وجود دکھائی دیتا ہے، لهذا  
حضرت حق سبحانہ کا وجود بدیہی ہوجاتا ہے اور ممکنات  
کا وجود نظری، اس سے زیادہ تعجب ناک معاملہ منو، کہ اس  
مقام کی بلندی اور بساطت اور سیرگی کے باوجود  
جب اس مقام کا پورا پورا انکشاف حاصل ہوتا ہے،  
تو معلوم ہوتا ہے، کہ یہ مقام تو بالکل نظر کے روبرو  
ہی تھا، اس وقت حیرانی بڑھ جاتی ہے، کہ باوجود  
محاذی و قربیت ہونے اس مقام کے اتنی مدت تک کھنڈ  
نہیں نظر آتا تھا، اور سمٹنے کیوں نہیں آتیں کھنڈ  
تصو کو لطائف عالم امر کے کو چونہیں کیوں تاثر

بائتیل وادائے صلوة یا آدابِ آں و  
 اذکارے کہ از حدیث شریف ثابت است  
 درین مقام ترقی می بخشند، از شغل علم حدیث  
 و اتباع سنن حبیب خدا صلی اللہ علیہ  
 و سلمہ قوتے و تنویرے دریں مقام  
 بہم میرسد و حقیقت ہائے قاب و سین  
 اذ اذنی دریں دائرہ منکشف میشود اگرچہ  
 در ہر مقام سابق تو ہم این معرفت ناشی  
 شدہ بود، لیکن آنجا معاملہ باطلال یا صفا  
 بود و اینجا با حضرت ذاتست تعالی و تقدّر  
 تفصیل این معاملہ آنچه بفہم قاصر این فہم  
 آمدہ است نوشتہ میشود، بگوش ہوش  
 استماع فرمایند، چون سالک راقنا و بقا  
 بصفت واجبی کما ینبغی میسر شد و صفات  
 را با حضرت ذات فرہے ست، کہ اطلاق  
 لفظ لا ہو ولا عیبرہ در آنجا کردہ اند، و  
 سالک را از جہت فناے کہ در مرتبہ  
 صفات حاصل گشتہ، ازین قریب نصیب  
 یافتہ بقرب قاب قوسین قائل خواہد  
 شد، و چون در مرتبہ حضرت ذات فانی

کستے رہے، طرف تریہ کہ اس مقام کے حصول کی واسطے  
 صوفیہ میں جو اذکار معمول میں، کچھ بھی مفید نہیں ہاں البتہ  
 قرآن مجید کی بائتیل تلاوت سے با آداب کی ادائیگی اور جو  
 اذکار حدیث شریف ثابت میں، یہ سب اس مقام میں ترقی بخش  
 ثبات ہوتے ہیں، علم حدیث کے شغل اور حبیب صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی سنن کی اتباع سے اس مقام میں ایک  
 طرح کی قوت اور نوریت پیدا ہوتی ہے، اور قاب  
 قوسین اذ اذنی کے لازمی حقیقت اس دائرہ میں منکشف  
 ہوتی ہے اگرچہ ہر سابق مقام میں اس معرفت کا تو ہم  
 تو ضرور پیدا ہوا تھا، مگر وہاں پر معاملہ صرف طلال یا  
 صفات ہی کے ساتھ تھا، اور یہاں پر تو خود حضرت ذات  
 تعالی و تقدس کے ساتھ ہے، اس معاملہ کی تفصیل ان جہت  
 اس فہم قاصر کے فہم میں ہی ہے، کبھی جانی ہے، ہوش  
 کان سے نہیں، سالک کو صفات واجبی میں جب کما  
 ینبغی فنا و بقا حاصل ہوگی، اور صفات کو تو حضرت ذات  
 کیساتھ قرب لایین ولا غیر حاصل ہے، اور سالک  
 نے اس فنا فی الصفات کی وجہ سے اس قریب کا حصہ  
 لے لیا ہے، تو سالک اب خواہ مخواہ قریب قوسین  
 کا قائل ہوگا، اور جب سالک مرتبہ حضرت  
 ذات میں فانی ہوگا، اور اس مرتبہ میں بقا بھی

۱۲ یعنی صفات حق تعالیٰ میں داخل ہونے سے، اور نہ غیر اس، غیر اینجا یعنی بمان گفتمہ اند فہم ۱۲ لیسو سلا اللہ تعالیٰ ۱۲

خواہد شد، و در اں مرتبہ بقا خواہد یافت  
 لاجرم بقرب اَدَدَلیٰ تکلم خواہد نمود، و  
 حقیقت این مُعاملہ موقوف بر کشف است  
 از تقریر و تخریر راست نمی آید، و اگر گویم  
 خداوند کہ کسی چہ فہم نماید، و بہتر دَلیٰ  
 فَنَدَلیٰ کہ دریں مقام مکشوف میشود ازل  
 ہم نازک ترست، لہذا ایمان قلم از  
 میدان بیان آں بر تافتہ، کہ فہم عوام  
 بلکہ فہم خواص ہم از اں قاصرست، پاید  
 دانست کہ در تجلی ذاتی دائمی سہ مرتبہ  
 اثبات کردہ اند، مرتبہ اولیٰ را کمالات  
 نبوت قرار دادہ اند، چنانچہ بیان آں  
 کردہ شد، و درینجاہ اقبہ دانستہ کہ منشأ  
 کمالات نبوتست میفرمایند، و مرتبہ ثانیہ  
 را کمالات رسالت قرار دادہ اند، و درینجاہ اقبہ  
 دانستہ کہ منشأ کمالات رسالت است.

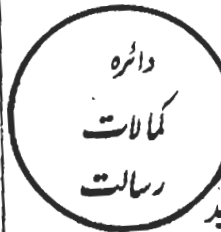
میفرمایند و

و فیض ان مقام

بر ہیئت صحنی

سالک سے آید

و ہیئت وحدانی عبارت از مجموع عالم



حاصل کسے گا، تو اب لا محالہ قرب او ادنیٰ کے  
 حصول کا مدعی ہوگا، اب رہی اس معاملہ کی پوری  
 پوری حقیقت سوائے اس کا انکشاف کشف ہی  
 سے ممکن ہے، تقریر و تخریر میں تو ہرگز آہی نہیں کہتا  
 اگر کچھ کہا ہی جائے، تو خدا جانے کوئی کیا سمجھے،  
 لہذا اتنے ہی پر کفایت کی جاتی ہے، باقی رہا سہ  
 دلیٰ فندلیٰ جو اس مقام میں مکشوف ہوتا ہے  
 وہ تو اس مقام رقاب تو سین او ادنیٰ سے ہی  
 زیادہ نازک ہے، لہذا اُسکے بیان کے میدان سے  
 عنان ظم پھیری جاتی ہے، کیونکہ عوام کا فہم بلکہ خوا  
 کا ہی اس سے قاصر ہے، اچانا چاہیے، کہ شائع  
 کرام نے تجلی ذاتی دائمی میں ترتیب تین مرتبہ ثابت کئے ہیں  
 پہلے مرتبہ کمالات نبوت کا قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اس امر کا بیان  
 مذکور ہوا، اور اس مرتبہ میں ذات منشأ کمالات نبوت کا مرتبہ  
 کرتے ہیں، دوسرے مرتبہ کمالات رسالت کا اور اس مرتبہ میں ذات  
 منشأ کمالات رسالت کا مرتبہ فرماتے ہیں، اور اس  
 مقام کا فیض سالک کی مجموعی ہیئت وحدانی  
 پر وارد ہوتا ہے، اور ہیئت وحدانی سے  
 عالم امر و عالم خلق کا مجموع من حیث ہو  
 مراد ہے، جو ہر ایک کے تصفیہ و تزکیہ کے  
 بعد ان دونوں کی ایک دوسری مجموعی ہیئت

امر و عالم خلق ست، کہ بعد تصفیۃ تزکیہ ہر کلمہ  
 را سبتے دیگر پیدا شدہ است مثلاً چنانچہ محض  
 خواہد کہ مجموعے از ادویہ چند مختلف التاثر  
 درست سازد، اول ہر یک از ادویہ جدا  
 جدا کوفتہ و بجنتہ می نهد، من بعد ہر ادویہ را  
 در قوام قند یا عسل جمع می سازد و ادویہ مذکورہ  
 سبتے دیگر و خواص دیگر پیدا کردہ مجموعہ نام می یابد  
 پنجمین لطائف عشرہ سالک یک ہیئت دیگر پیدا کردہ  
 در نیمقام و مقامات فوقانی عروجات کثیرہ  
 میضربانند، و در ماہ ذی الحجہ از عام مذکور  
 حضرت پیر دستگیر بر ہیئت و حدائی این  
 غلام خود توجہ کردند، و پنجمین و ہر مقام  
 فوقانی الی آخر المقامات المجد دیہ یک  
 یک ماہ توجہ فرمودند، و فیضہ از کمالات  
 رسالت و درود فرمودہ و در نیمقام کثرت  
 انوار خود از مقام سابق و وسعتہا ویسے  
 رنگہا و درود فرمودند، نسبت این مقام  
 بمقام سابق و پنجمین نسبت ہر مقام  
 فوقانی با مقام تحتانی چون نسبت مغز  
 با پوست ست، بعد ازین در مرتبہ ثالثہ  
 کہ عبارت از کمالات اوالعزم ست توجہ

پیدا ہو گئی ہے، جیسے مثلاً کوئی شخص چاہے کہ  
 مختلف التاثر چند دواؤں سے ایک معجون  
 مرکب تیار کرے، تو پہلے ان میں سے ہر ایک  
 دوا کو ٹچھا کر رکھ لینا ہے، بعد ازاں تمام  
 کو قند یا شہد کے قوام میں ملا کر حل کر دیتا ہے،  
 اب تمام مذکورہ ادویہ ایک دوسری ہیئت  
 اور دوسرے خواص پیدا کر کے ایک خاص  
 معجون کے نام سے موسوم ہوتی ہیں، ایسے ہی  
 سالک کے لطائف عشرہ ایک دوسری صورت  
 و شکل پیدا کر کے اس مقام اور مقامات فوقانی  
 میں کثرت کیساتھ عروج حاصل کرتے ہیں، اودسی  
 سال کے ماہ ذی الحجہ میں حضرت پیر دستگیر نے اپنے  
 اس ظلم کی ہیئت و حدائی پر توجہ فرمائی، اور اس طرح  
 ہر مقام فوقانی میں یکے بعد دیگرے مقامات مجدیہ  
 آخر تک یک ایک توجہ دیتے ہے۔ اور کمالات رسالت  
 سے فیض وارد ہوتا رہا، اور اس مقام میں نسبت مقام سابق  
 اپنے انوار کثرت کیساتھ اور وسعت و میرنگی بھی کثیر  
 وارد فرمائی، اس مقام کی نسبت سابق مقام سے  
 اور ایسے ہی ہر مقام فوقانی کی نسبت تمام تحتانی کے  
 ساتھ ایسی ہے جیسے مغز کی نسبت پوست اور حنک  
 کیساتھ بعد ازاں تیسرے مرتبہ یعنی کمالات اوالعزم

سابقہ

سابقہ

دائرہ  
کلمات  
الوالعزم

فرمودند، و فیض  
ای مقام در کمال علو  
و کثرت انوار نبوت

و صدائی وارد شد، در اینجا مراقبہ ذاتی کہ تشاؤ  
کلمات الوالعزم ست ینمایند، دریں مقام  
کشف اسرار و مقطعات قرآنی و تشابہات  
فراقانی منکشف میشود، و بعضی اکابر را  
محرّم اسرارے کہ در میان محبت و محبوب  
گذشتہ است می سازند، و بواسطہ اتباع  
جمیب خدا صلی اللہ علیہ و سلم از  
الوش خاص آنجناب علیہ و علی الہ  
الصلوٰۃ و السلاّم نصیبہ عطا میفرمایند  
و نتیجہ درین مقام حضرت پیر دستگیر این غلام  
خود را توجہ مخصوصہ خود سرفراز ساختند  
دران آیام این بدنام را اسرار یک حرفے  
ازان حروف کہ غالباً آں حرف ص ست  
یا حرف دیگر، در وقت تحریر در یاد بندہ  
نماندہ مکشوف شدہ بود، بیان آن اسرار  
در خور جو صلہ بشر ممکن نیست اگر گوید منظم  
را تاب نماند و مستمع از ہوش رود، و اگر

حضرت پیر دستگیر نے توجہ فرمائی، اور اس مقام کا  
فیض اپنی کمال بلندی اور کثرت کے ساتھ  
برسنت و عدائی پر وارد ہوا، اس جگہ ذات منشا  
کلمات الوالعزم کا مراقبہ کرتے ہیں، اور اس مقام  
میں مقطعات و تشابہات قرآنی کے اسرار کھلنے  
پس، اور بعض بزرگوں کو تو ان اسرار کا محرم راز  
بنایا جاتا ہے، جو محبت محبوب کے درمیان ہو گزردے میں  
اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی اتباع  
کے باعث آنجناب علیہ و علی الہ الصلوٰۃ  
و السلاّم کے خاص پس خوردہ میں سے حصہ عطا  
فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں، کہ جب حضرت پیر دستگیر  
نے اپنے اس غلام کو اس مقام میں اپنی مخصوص توجہ کے  
ساتھ سرفراز فرمایا، انہی دنوں میں اس بدنام رخصت  
پران حروف میں سے ایک حرف کے اسرار مکشوف  
ہوئے، غالباً وہ حرف م ہے، یا کوئی اور تحریر کے  
وقت مجھے یاد نہیں رہا، ان اسرار کے بیان کی  
گنجائش بشر کے حوصلہ میں نہیں ہے، اگر بیان میں  
آویں بھی، تو منظم ہے تاب اور سماع یہ ہوش  
ہو جائے، اور بزرگ تقدیر تسلیم اگر کچھ بیان کرنا بھی  
چاہے، تو ان اسرار کے بیان کے لئے وہ عبارت

درین مقام

کشف

بر تقدیر تسلیم چیزے خواہد کہ بیان نماید،  
 عمارتے از برائے بیان آں اسرار از کجا  
 پیدا آید کہ تقدیر کند و اگر این اسرار ممکن  
 الاظهاری بودند، البتہ امام الطریقہ حضرت  
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیزے  
 از آں اسرار ارشاد میفرمودند، ایں کینہ  
 درویشیاں بلکہ عاریشیاں را چہ  
 میسر شد کہ نام این چیز با کبیر و، لیکن برائے  
 اظہار شکر جناب الہی جلّ شانہ و احسان  
 حضرت پیر دستگیر مدظلہ العالی انجمن  
 گفتگو در تحریر آردہ پایہ دانست کہ از  
 وقتیکہ معاملہ باطن بہ بیہیت و حدانی سے  
 افتد، ترقی باطن محض بہ فضل مینود کہ  
 پیچ عمل را دخل نمی ماند، اگر چہ در جمیع مقامات  
 بے فضل الہی جلسانہ از پیچ عمل ترقی  
 ممکن نیست، لیکن اعمال مانند اسباب  
 هستند۔ اما درین مقامات ایں اسباب  
 را ہم دخل نیست اگر چہ دراز الہ کہ در آستانہ  
 بشری ذکر اثر تمام دارد، لیکن برائے  
 ترقی باطن نتیجہ نمی بخشند، مثلاً ہر گاہ مشغول

کہاں سے آئے جو ان کو بیان کرے، اور اگر یہ  
 اسرار ممکن الاظهار ہوتے، تو ایتہ امام طریقہ  
 حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان  
 اسرار میں سے ضرور کچھ نہ کچھ ارشاد فرماتے۔ یہ  
 کینہ درویش بلکہ درویشوں کی تنگ و عار کو کیا  
 حق حاصل ہے، کہ ان چیزوں کا نام نہت کے لیکن  
 جناب الہی جل شانہ کے شکر اور حضرت پیر دستگیر  
 مدظلہ العالی کے احسان کے اظہار کیواسطے  
 ایسی گفتگو تحریر میں آئی، جاننا چاہیے، کہ جن وقت  
 سے باطن کا معاملہ بیہیت و حدانی کے ساتھ پڑتا  
 ہے، تبھی سے باطن کی ترقی فقط بفضل (فضل  
 خداوندی) ہی سے وقوع میں آتی ہے، کسی عمل  
 کا بھی اس میں دخل نہیں رہتا، اگر چہ تمام مقامات  
 میں فضل خداوندی کے بغیر کسی عمل سے بھی ترقی  
 ممکن نہیں، مگر اعمال اسباب کا مانند ضروری ہیں، و  
 لیکن ان مقامات میں تو اسباب بھی کوئی دخل نہیں  
 دیکھو ذکر کو، اگر چہ کدورات بشری کے زائل کرنے  
 میں پورا پورا اثر ہے، لیکن باطن کی ترقی میں  
 نتیجہ بخش واقع نہیں ہوتا، مثلاً سالک جب نے کر  
 اسم ذات یا نفعی و اثبات یا تبیل سانی کے

لہ یعنی بر تقدیر تسلیم نام تکم و جوش مستح ۱۲ لہ یعنی از غار کلمات رسالت ۱۲ المعصوم اللہ تعالیٰ

بذکر اسم ذات یا نفی و اثبات یا تہلیل  
 لسانی میشود، می بیند، کہ دریں مقامات  
 آن ذکر نمی رسد، و در راه بینماند، مگر وقتیکہ  
 لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 و سلمہ با تہلیل ضم کردہ میشود، و درود  
 با او ضم کردہ میخواند، البتہ قوتی در مقامات  
 فوقانی دست میدہد، بلکہ وسعت لفظ  
 مبارک محمد رسول اللہ از تہلیل زیادہ  
 مفہوم می شود، و بواسطہ قرآن مجید ترقیاتی  
 این مقامات حاصل میشود، و بہ مرتبہ  
 کہ میرسد، بواسطہ کلام مجیدی رسد، باید  
 دانست کہ از کمالات الواعزم بدو طرف  
 سلوک کردہ میشود، و دریں امر اختیار  
 مرشدت بہر طرف کہ خواہد، طالب را  
 تسلیک فرماید، یک راہ بطرف حقائق  
 الہیہ میرود، و آن عبارت از حقیقت کعبہ  
 و قرآن و صلوة است، و راہ دیگر بسوی  
 حقائق انبیاء است علیہم السلام و آن  
 عبارت از حقیقت ابراہیمی و موسوی و  
 محمدی و احمدی است علیہم السلام  
 آنچه بندہ را حضرت پیر دستگیر توجہ فرمود

ساتھ مشغول ہوتا ہے، تو دیکھتا ہے، کہ ان  
 مقامات میں وہ ذکر نہیں پہنچتا، اور راہ ہی میں  
 رہ جاتا ہے، مگر جب لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ و سلمہ تہلیل کے ساتھ ملاوے، اور  
 درود ہی اُس کے ساتھ ملا کر پڑھے، تو البتہ  
 مقامات فوقانی میں ایک نوع کی قوت پیدا ہو  
 جاتی ہے، بلکہ لفظ مبارک محمد رسول اللہ  
 کی وسعت تہلیل کی نسبت زیادہ معلوم ہوتی  
 ہے، اور قرآن مجید کے سبب سے ان مقامات  
 ترقیاتی واقع ہوتی ہیں، اور سالک جس مرتبہ  
 میں پہنچتا ہے، قرآن مجید ہی کے ذریعہ سے  
 پہنچتا ہے، جانا چاہیے، کہ کمالات الواعزم  
 سے دو طرف راستہ جاتا ہے، اس میں مرشد  
 کو اختیار ہے، کہ طالب کو جس طرف چاہے  
 اُسی طرف لیجائے ایک راستہ تو حقائق الہیہ  
 کی طرف جانا ہے، یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت  
 قرآن و حقیقت صلوة کی طرف اور دوسرا راستہ  
 حقائق انبیاء علیہم السلام کی طرف اور  
 حقائق انبیاء سے مراد حقیقت ابراہیمی و حقیقت  
 موسوی و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی علیہم السلام  
 ہے، حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو پہلے حقائق

انبیہ کی طرف توجہ فرمائی، لہذا حقائق الہیہ کو حقائق انبیاء پر ہی مقدم کیا، اور انہی کے میان میں مشغول ہونا ہوں

## فصل

حقائق الہیہ یعنی حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن اور حقیقت صلوة کے بیان میں، اتفاقاً محرم الحرام سن ۱۲۶۶ھ بارہ سو چھپیس ہجری کے آخر میں جب کہ راقم الحروف (مُصنّف) کو حضرت پیر دستگیر نے کمالات انور عزم تک توجہ فرمائی، تو رم پور کا میں قصد کیا، اور اسی سال کے ماہ جمادی الثانی میں پھر حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ماہِ رجب کے شروع میں حقیقت کعبہ میں توجہ فرمائی اس جگہ حضرت حق سبحانہ کی عظمت و کبریائی مشہور ہوئی، اور میرے باطن پر ایک عظیم الشان ہمت طاری ہوئی، اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ کرتے ہیں، جو تمام ممکنات کی سجود سے، اور اس کے بعد چند ہی روز میں اس مرتبہ مقدمہ میں فنا و بقا حاصل ہوئی، میں نے اپنے آپ کو

اولاً بطرف حقائق الہیہ فرمودند، لہذا حقائق الہیہ را بر حقائق انبیاء مقدم ساختم و بذکر آن می پردازم،

## فصل

در بیان حقائق الہیہ کہ عبارت از حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوة است، از اتفاقات زمانہ در آخر محرم الحرام ۱۲۶۶ھ وقتیکہ راقم را با کمال اولی العزم توجہ شدہ بود، عزیمت رام پور اختیار کردم، و در ماہ جمادی الثانی از سال ۱۲۶۶ھ مسطورہ باز حاضر حضور پر نور گردیدم از ابتدائے ماہ رجب توجہ در حقیقت

کعبہ فرمودند در بیجا  
عظمت و کبریائی  
حضرت حق سبحانہ

مشہود شد، و بیجے بر باطن من مستوی گردید، در بیجا مراقبہ ذاتیکہ سجود ممکنات ست میفرمایند، و بعد از چند روز فنا و

لے میگویند، کہ کمالات در رنگ دریافت، و حقائق اُمواج آن دریا ۱۲ لکھو ملہ اللہ تعالیٰ،

لے یعنی یک ہزار و دو صد و سٹشش ۱۲ لکھو ملہ اللہ تعالیٰ ۱۲



تقاباں مرتبہ مقدسہ حاصل شد، خود را  
 متصف یابیں شان یا فتم، و توجہ مکانات  
 بجانب خویش دانستم، اگرچہ در مرتبہ کمالات  
 بزرگ کفایت و وسعت <sup>الاعزاز</sup> بود و دریں  
 مقامات استغفار نیست، لیکن علو و وسعت  
 نسبت باطن میش از پیش است، و در  
 حقائق انبیاء با این ہمہ علو و وسعت از  
 حقائق الہیہ ہم بزرگی کمتر است، امرش  
 آنچه بخاطر فاتر بنده میرسد، آنست کہ چونکہ  
 سالک رافنا و بقا بمرتبہ ذات بحت مبسر  
 شد، و متعلق باخلاق آن مرتبہ مقدسہ گردید  
 لاجرم در مدد کہ نیز قوتت ہم میرسد، کہ با آن  
 ادراک نسبتہاے فوقانی میکند، ازین  
 باعث بزرگی آن مقامات دریافت نمیکند

### مصرع

کہ رستم را کشد ہم رخش رستم  
 چہ نسبت کمالات با نسبتہائے فوقانی از  
 یک جنس معلوم میشود، اگرچہ مناسبت  
 در صورت باشد، و در نسبت کمالات

اس شان سے موصوف پایا، اور تمام کمالات کی  
 توجہ اپنی طرف دیکھی، اگرچہ کمالات کے مرتبہ  
 میں بہت سی بزرگیاں حاصل تھیں، اور ان مقامات  
 میں اس قدر نہیں ہیں، لیکن نسبت باطن کی بلندیا  
 و وسعت زیادہ سے زیادہ ہے، اور حقائق انبیاء  
 میں باوجود اس تمام بلندی و وسعت کے حقائق  
 الہیہ سے بزرگی بھی بہت کم ہے، اس کارا زیند  
 کے ناقص نیماں میں جو کچھ آتا ہے، وہ یہ ہے، کہ  
 سالک کو اس مقام پر فنا و بقا بمرتبہ ذات بحت میں  
 حاصل ہوتی ہے، اور سالک اس مرتبہ مقدسہ کے اخلاق  
 کیساتھ متعلق (موصوف) ابھی ہو جاتا ہے، تو بالضرور  
 سالک کی مدد کہ (ذہن) میں ایک نوع کی ایسی قوت  
 تو پیدا ہو جاتی ہے، کہ جس کے باعث فوقانی نسبتوں  
 کا ادراک تو کرتی ہے، مگر اس کی وجہ سے ان  
 فوقانی مقامات کی بزرگی کو دریافت نہیں کر سکتا  
 مصرع کہ رستم را کشد ہم رخش رستم را، ترجمہ رستم سلوان  
 کو رستم ہی کا گھوڑا اٹھا سکتا ہے، فوقانی نسبتوں کے ادراک  
 کی وجہ یہ ہے، کہ کمالات کی نسبت اور فوقانی نسبتیں ایک  
 ہی جنس کی معلوم ہوتی ہیں، اگرچہ یہ جنسیت و مناسبت

یعنی حقائق الہیہ شدہ مذکورہ ۱۲ سے بافتح رنگ سپید و سرخ در ہم آمیختہ، اوچوں اسپ رستم میں قسم رنگ داشت  
 ازین جهت اسپ رستم را رخش گفتند، و مجازاً ہر اسپ را رخش گویند، غیثات المعجم سلسلہ تعلقہ ۱۲

بیرنگی ازاں محترم بود، کہ سالک را از پیش یعنی  
 در ولایت فنا و بقا، بمرتبہ صفات و شیوہ  
 حاصل شدہ بود، ہما نقدر قوتے در بدر کہ  
 او حاصل بود، لہذا ادراک مرتبہ حضرت  
 ذات خلیفہ و شوار بود، چہ کمالات ولایت  
 از مرتبہ دیگر حاصل بود، و کمالات مرتبہ  
 نبوت از باب دیگرست، کہ با ہم بیچ مناسبت  
 ندارد کہ چہ مناسبت صوری باشد، و آنچه  
 بعضے اکابر مرتبہ ولایت را ظل مرتبہ نبوت  
 فرمودہ اند، نیز فقیر این سخن ثابت شدہ  
 و آنچه من دریافتہ ام، در بیچ امرین  
 اینہا نسبتی نی یابم، و مرتبہ کمالات را با  
 حقائق نسبتی ثابتست، بلکہ محققان  
 فرمودہ اند، کہ حقائق نسبت بہ کمالات مانند  
 امواج اند، معنی این سخن آن باشد، کہ  
 چونکہ در کمالات ظہور تجلیات ذاتی دائمی  
 است، لاجرم ہر نسبتی کہ فوقانی است،  
 خارج از مرتبہ ذات نمی توان شد، پس  
 اطلاق لفظ امواج راست آمد، و آنچه

صورت ہی صورت میں کیوں نہ ہو، بلکہ کمالات کی  
 نسبت میں اسی وجہ سے بی رنگی حاصل تھی، کہ سالک  
 اسے قبل (یعنی مرتبہ ولایات میں) فنا و بقا صرف صفات  
 و شیوہات کے مرتبہ ہی میں حاصل ہوئی تھی، اور  
 مدد کہ میں قوت ہی اسی قدر پہنچا ہوئی تھی، لہذا حضرت  
 ذات کے مرتبہ کا ادراک اس پر بہت ہی دشوار تھا  
 اس لئے کہ ولایت کے کمالات اور مرتبہ سے حاصل ہونے  
 والے اور مرتبہ نبوت کے کمالات اور قسم سے یہ دونوں  
 آپس میں کوئی بھی مناسبت نہیں رکھتے، اگرچہ صوری ہی  
 مناسبت کیوں نہ ہو، اور بعض اکابر کا یہ قول کہ مرتبہ  
 ولایت مرتبہ نبوت کا ظل ہے، فقیر مصنف سالک ہذا کے  
 نزدیک یہ ثبوت کو نہیں پہنچا، اور جو کہہ رہے ہیں دریافت کیا  
 وہ یہ ہے، کہ اندرون میں ہم کوئی نسبت ہی متحقق نہیں  
 اس البتہ مرتبہ کمالات و حقائق الہیہ ثلثہ کے مابین ایک  
 نوع کی نسبت ثابت ہے، بلکہ بعض محققین فن سے تو یہ بھی  
 ہے، کہ حقائق الہیہ کمالات کی بہ نسبت ایسی ہیں جیسے  
 کی موجیں، اس کلام کا معنی یہ ہے، کہ چونکہ کمالات میں ذاتی  
 دائمی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے، تو لامحالہ ہر فوقانی نسبت  
 مرتبہ ذات کسی طرح باہر نہیں ہو سکتی، اسی وجہ سے لفظ

یعنی فیما بین کمالات ولایت و کمالات نبوت نسبت ظلیت و اصلیت فہمدہ انزاد فقیر الح ۱۲ گے یعنی محققان  
 آن نسبت اجمالیہ را بمرتبہ تفصیل آوردہ فرمودہ اند، کہ حقائق الح ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ -

و در ادراک این ناقص العقل آمدہ است و نسبت تھانی چیز ناظہور میکند کہ در نسبت کمالات آن ظہور نسبت مثلاً در حقیقت کعبہ معظمہ ظہور عظمت و کبریائی و سجودیت آن ممکنات را بہ نحو ظہور میسر باید کہ عقل و در ادراک آن ننگ و عاجزی ماند و میباید کہ حصول این مرتبہ متعالیہ بدوں توجہ مرشد در ان مقامات متعذر است **اَلَا اِنَّ يَسْکَا وَاَللّٰهُ تَعَالٰی وِجْہِ حَضْرَتِ پیر و ستگیر در حقیقت قرآن مجید توجہ فرمودند در معاملہ معاینہ نمودم کہ در وقت** **آن سراسر اوقات**

دائرہ  
حقیقت  
قرآن

عظمت و کبریائی جائے یافتم و در عالم شمال چنان دیدم کہ گویا بر بام خانہ کعبہ برآمدہ ام، آنجا زینہ نہادہ اند کہ از آن زینہ عروج فرمودہ، داخل حقیقت قرآنی شدم و آن عبارت از مبدأ و مسنت بیچونی حضرت ذات ست، و وسعت حضرت ذات ازیں مقام شروع میشود، و آنحوالے ظاہر میگردد

انوان کا اطلاق بیانیہ بالکل صحیح ہے، اور اس بار میں جو کچھ مجھہ ناقص العقل کے فہم و ادراک میں آیا ہے وہ ہے کہ تھانی کی نسبت میں وہ اشیاء ظاہر ہوتی ہیں کمالات کی نسبت میں ظاہر نہیں، مثلاً کعبہ معظمہ کی حقیقت میں عظمت و کبریائی اور تمام ممکنات کی سجودیت اس طرز پر ظہور کرتی ہے کہ اس کے ادراک میں عقل ہی عاجز اور ننگ بجاتی ہے، اور میں معلوم کرتا ہوں کہ اس کی مرتبہ کا حصول مرشد کی ان مقامات میں توجہ کر نیکے بغیر نہایت ہی دشوار ہے، **اَلَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اور حضرت پیر و ستگیر نے قرآن مجید کی حقیقت میں توجہ فرمائی تو میں نے مراقبہ میں معاینہ کیا کہ عظمت و کبریائی کے سراسر اوقات (شاید) ہزاروں کے اندر میں نے جگہائی اور میں نے عالم مثال میں ایسا دیکھا کہ گویا میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا ہوں اور وہاں پر ایک زینہ رکھا ہے میں اس زینے سے حقیقت قرآنی میں داخل ہوا اور حقیقت قرآنی سے مراد حضرت ذات کی بیچونی و بے کیفی کی وسعت و فراخی کا ابتدائی مرحلہ ہے اور حضرت ذات کی وسعت اسی مقام سے شروع ہوتی ہے یعنی وہ حالات و کیفیات ظاہر ہوتے ہیں جو وسعت کے شبیہ میں اور نہ فقط وسعت**

لہ یعنی آن ست کہ در نسبت تھانی الخ ۱۲ المصوٰط سطر ۱۲۷

کہ شنبیہ بوسعت است، وَاَلَا اِطْلَاق لَفْظ  
 وسعت در آنجا از تنگی میدان عبارت است  
 و ستر گفتن غنچہ دہن محبوب حقیقی این جا  
 در یافت میگردد، فَاَفْصَحَ وَكَانَ لَكُنْ مِّنْ  
 الْفَاصِرِينَ بواطن کلام اللہ درین مقام  
 میگردد، ہر حرفے رازہ حرف قرآنی  
 در یائے یا فتم ہے پایاں کہ موصل کعبہ  
 مقصود است گزرتہ عجب تر بشنو کہ باین  
 ہمہ قصص مختلفہ و اوامر و نواہی متبائنہ  
 در وقت قرأت چیز ناظہور میکند و اسرار  
 بیجان می آید، و قدرت و اوتعالیٰ و حکمت  
 بالغہ حق سبحانہ ظاہر میگردد کہ برائے  
 تعلیم و تفہیم ہمہ عوام قصص و حکایات  
 انبیاء علیہم السلام مذکور فرمودہ است  
 و برائے ہدایت نبی آدم احکام شریعت  
 ارشاد کردہ و در بطون این حروف چہ  
 کیفیات و چہ معاملات است <sup>بشکل</sup> حیرت بر  
 حیرت سے افزاید و در ہر حرفے بشکلتے  
 خاص ظہور میفرماید و بہای جان بازاں  
 را در صیدی آرد، خوش گفت

بیت

کا اطلاق اس جگہ عبارت و الفاظ کے میدان کی تنگی  
 کی وجہ سے ہے، اور محبوب حقیقی کے غنچہ دہن کا کھلنا  
 اسی مقام میں معلوم ہوتا ہے خوب سمجھ لو اور کسی قسم  
 کی کوتاہی نہ کرو، اور کلام اللہ کے بطون و مخفی  
 راز، اسی مقام میں ظاہر ہوتے ہیں، میں نے  
 قرآن کریم کا ایک ایک حرف در بائے ہے  
 کنار پایا، جو کعبہ مقصود تک موصل پہنچا نیوالا ہے  
 ایک اور عجیب تر نکتہ سنو، کہ باوجود ان تمام مختلف  
 قصص و حکایات کے اور متبائن اوامر و نواہی کے  
 قرأت کی وقت اقسام اقسام کے اشیا، اور انوں  
 انوار کے استرا رکھتے ہیں، اور خدا تبارک و تعالیٰ کی قدرت  
 کاملہ اور اس کے اسرار بالغہ معرض ظہور میں آتے  
 ہیں دیکھو تمام علوم کی تعلیم و تفہیم کی خاطر تو قصص  
 و حکایات انبیاء علیہم السلام کے ذکر فرمائے گئے ہیں  
 اور نبی آدم کے ارشاد و ہدایت کی واسطے احکام شریعت  
 ارشاد کئے گئے، اور قرآن کریم کے حرفوں کے باطن میں  
 کیا کیا کیفیات اور کیسے کیسے معانی موجود ہیں، کہ حیرت  
 پر حیرت برتی ہے، ہر ہر حرف میں ایک خاص شان  
 کے ساتھ ظہور فرماتا ہے اور جاننازوں کے دل  
 کا شکار کرتا ہے، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے  
 بیت نہ حسنت غائتہ الہ ترجمہ

نہ خشن غایتے دارونہ سعدی راسخن پایاں  
 بپیر تشنہ مستحق و دریا پچناں باقی  
 در وقت قرآن مجید سان قاری حکم  
 شجرہ موسوی پیدا میکند و براے قرأت  
 قرآن تمام قالب زبان میگردد، و علو  
 نسبت اینجا بشاہ ایست کہ نسبت  
 کمالات با این ہمہ علو و وسعت بلکہ حقیقت  
 کعبہ معظمہ با این عظمت و کبریائی در تحت  
 مشہود میگردد و دریں جا مراقبہ مبداء و  
 بیچوں حضرت ذات میفرمایند، و مورد  
 فیض این مقامات ہیبت و وحدانی سالک  
 است، بعد ازین حضرت پیر دستگیر در  
 دائرہ حقیقت صلوٰۃ توجہ فرمودند،  
 دریں دائرہ  
 کمال وسعت  
 بیچوں حضرت ذات  
 مشہود گردیدہ از وسعت و علو این مقام  
 چه و انکاید، کہ حقیقت قرآن مجید یک جزو  
 اوست، و جزو دیگر حقیقت کعبہ است  
 از کیفیات و واردات این مقام چه  
 گوید، و اگر گوید کیست، کہ فہم نماید خوش

نہ اس کے من کی کوئی غایت ہے، نہ سعدی کے سخن کی  
 نہایت، استسقا والا تو پیاسے کا پیاسا ہی سر چلے  
 اور دریا ویسے کا میجی رہے، اقران مجید کی قرأت  
 قاری کی زبان شجرہ موسوی کا علم پیدا کرتی ہے، اور  
 قرآن مجید کی قرأت کی وقت سارا قالب (بدن) زبان  
 ہی زبان ہو جاتا ہے، اور نسبت کی بلندی اس گتواس  
 درجہ کی ہے، کہ کمالات کی نسبت با وجود اس بی تمام  
 علو و وسعت کے بلکہ حقیقت کعبہ معظمہ با وجود اس  
 عظمت و کبریائی کے حقیقت قرآن کے تحت میں مشہود  
 ہوتی ہے، اور اس مقام میں بیچوں حضرت ذات کی  
 وسعت کے مبداء کا مراقبہ کرتے ہیں، اور ان مقامات  
 کے فیض کا محل درود سالک کی ہیبت و وحدانی ہی  
 زمان بعد حضرت پیر دستگیر نے دائرہ حقیقت صلوٰۃ  
 میں توجہ فرمائی، اس دائرہ میں بیچوں حضرت ذات  
 کی کمال وسعت مشاہدہ میں آئی، اس مقام کی وسعت  
 اور بلندی کا کیا حال بیان کرے، مگر اسقدر توجہ ضرور  
 جان لو، کہ حقیقت قرآن مجید اس کا ایک جزو ہے  
 اور دوسرا جزو حقیقت کعبہ ہے، اس مقام کے  
 واردات و کیفیات کی کیا وصف بیان کرے  
 بالضرر اگر کچھ بیان کرے ہی تو کون سمجھے  
 کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے اہمیت بطرز دان

قرأت قرآن

ایجاد

نسبت حقیقت

انسان

بیگزرد

این مقام

گفت

بیت

بطریقہ دامن ناز او چہ ز خاک باری ماری  
 نہ ز دامن خرد بہ پندری کہ ز گرد و سمر مر و زرد  
 در نیجا مرا فتنہ کہاں وسعت بیچوں حضرت  
 ذات بیضر با بندہ آساکے کہ ازین حقیقت  
 مقدسہ حظے یافتہ دار ادائی وقت صلوة  
 گو یا ازین نشاہ می بر آید و دشاہ آخروے  
 می در آید و شبیبہ رویت اخروی حاصل  
 می نماید، در وقت تخریبہ دست از ہر  
 دو جہاں شستہ و ہر دو جہاں را پس  
 پشت انداختہ اللہ اکبر گویاں در  
 حضور حضرت سلطان ذیشان جلشاند  
 حاضر میشود، و پیش بیبت و عظمت و  
 کبریائی آنحضرت جل جلالہ خورا  
 تبدیل و لاشی محض دانستہ قربان محبوب  
 حقیقی میگردد اندر دور وقت قرأت بوجود  
 محبوب کہ لائق آن مرتبہ است موجود گردیدہ  
 تیکلم با حضرت حق سبحانہ و مخاطب  
 از آنجناب مقدس میشود، زبان او گویا

اولی ترجمہ اس کے دامن ناز کے سجاوت کہ  
 ہماری خاکساری و نیاز مندی کی رسائی کہاں، اسنے  
 اپنی آنکھ کی پلکت تھی بندی پر نہیں مھسلی، کہ اس کے  
 سرسکے گرداگرد ہماری دعا ہی کی رسائی ہو جائے،  
 اس مقام میں حضرت ذات بیچوں کی کہاں وسعت کا  
 مراقبہ کرتے ہیں جس سالک نے اس مقدس حقیقت سے  
 کچھ بھی حظ حاصل کیا ہے، وہ گویا اداسے نماز کی وقت  
 عالم دینا سے نکل کر عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے  
 اور رویت اخروی کے مشابہ حالت حاصل کر لیتا  
 ہے، تخریبہ تخریبہ کی وقت دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھا  
 اور دونوں جہاں پس پشت ڈاکر اللہ اکبر کا نعرہ  
 لگاتا ہوا حضرت سلطان ذی شان جل شانہ کے  
 دربار میں حاضر ہوتا ہے، اور بارگاہ جل جلالہ کی  
 عظمت و کبریائی کی ہیبت کے آگے اپنے آپ  
 کو ذلیل و ناچیز خیال کر کے محبوب حقیقی پر  
 قربان ہوئے جاتا ہے، اور قرأت کی وقت  
 محبوب و مورد سے جو اس مرتبہ کے لائق ہے  
 موجود ہو کر حضرت حق سبحانہ کی سائندہ تکلم اور اس  
 جناب سے مخاطب ہوتا ہے، اس کی زبان گویا ہوتی

سے طراز کسے نقش و نگار ہر چیز نقش و حکم جامہ و شے سجاوت، نیات سے تفصیل ما قبل است  
 ایں پنج کہ در وقت تخریبہ ۱۲ - نصوحہ سلیقہ تفسیر

۱۰۰

۱۰۱

شجرہ موسوی میگردد، **لَمَّا مَرَّانْفَالِي حَيْفَةَ**  
**النَّعْرَانِ** وقتیکہ بروغ میرود، وغایت  
 خشوع می نماید، ہمزہ بر قرب ممتاز میشود  
 و در وقت قرأت تسبیح کیفیت دیگر شرف  
 میگردد و لاجرم بر این نعمت تحمید گویاں  
 قوم می نماید، و باز در حضور حضرت حق  
 راست می ایستد، و سر در ادائے قومہ  
 آنچہ در فہم قاصر بندہ می درآید، آنست  
 کہ چونکہ قصد ادائے سجود دارد، پس از  
 قیام بسجود رقتن موجب فریاد تزلزل انکسار  
 ست از انکہ از رکوع بسجود در رود و قریبیکہ  
 در عین ادائے سجود حاصل میشود چہ  
 بیان نمودہ شود، کہ عقل در ادراک آن  
 عاجز و قاصرست، مفہوم میگردد کہ خلاصہ  
 ہمہ نماز سجودست، **السَّاجِدُ يُسْجِدُ عَلٰی**  
**قَدْحِي** اللہ حدیث شریف است و آیت  
 کریمہ **وَالسَّجْدِ وَالْقُرْبِ** ایلمے باین قریب  
 مبصر باید، خوش گفت **ہست**  
 ہم در قدش بروں ہر بار چہ خوش باشد  
 راز دل خود گفتن با یا ر چہ خوش باشد

شجرہ بن جاتی ہے، چنانچہ امی امی حقیقت قرآن  
 میں اس کا ذکر ہوا، جب رکوع کرتا ہے، اور وقت  
 درجہ کا خشوع ہی، تو بالضرور زیادہ قرب کے ساتھ  
 ممتاز ہوتا ہے، اور تسبیح کرنیے وقت ایک اور  
 خاص کیفیت سے مشرف ہو جاتا ہے، پھر اب تو  
 خواہ مخواہ حمد و ثنا کرتا ہوا قوم کرتا ہے، اور دوبارہ  
 حضرت حق کے حضور میں برابر سیدھا کھڑا ہو جاتا  
 ہے، اور قومہ کرنے میں میرے فہم ناقص میں یہ یاد  
 ہے، کہ چونکہ اب ادائے سجود کا ارادہ کرتا ہے، تو  
 قیام سے سجود کی طرف جانے میں رکوع سے سجود کی  
 جانب، جانیکی نسبت تزلزل اور انکسار زیادہ ہونے لگتا ہے  
 سجود کی وقت ایک خاص جو قرب حاصل ہوتا ہے، اسکا کیا  
 بیان کیا جائے، اسکے ادراک میں تو عقل بھی عاجز و ذلیل  
 ہے، معلوم ہوتا ہے، کہ ساری نماز کا خلاصہ سجود ہی  
 سجود ہے، حدیث شریف میں ہے، کہ سجود کرنا جو الا تو  
 اللہ تعالیٰ کے دو قدم پیر سجود کرتا ہے اور یہ کریمہ  
**وَالسَّجْدِ وَالْقُرْبِ** اور سجود کرنا اور نزدیک ہوا ہی  
 قرب کی طرف اشارہ کرتی ہے، کسی نے کیا ہی اچھا کہا  
**ہست** مرد قدش بروں، لہ ترجمہ ارباب اس کے  
 تدریس پر رکھنا یا ہی، اچھ معلوم ہوتا ہے، یا رے اپنے

لہ چنانچہ در بیان حقیقت قرآن مجید عنقریب گذشتہ - مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

وچوں درین توہم آں شدہ بود، کہ  
 عنقا بدم افتاد، باز بکیر گویاں در جلسہ ہر  
 نشست یعنی اللہ اکبر من ان عبدک  
 حق عبادتہم و اقرب الیہ حق شہید  
 و در جلسہ سوال مغفرت میکن۔ از جریمہ  
 این توہم کہ ناشی شدہ بود، باز بجهت طلب  
 مزید قرب بجدہ میروو، و باز در تشہیر  
 شمسہ شکر و تجیات بجناب باری برحسان  
 این قرب بجائے آرد، و کلمہ شہادتین از  
 جہت آنست کہ دولت این قرب بروں  
 تصدیق و اقرار توجید و رسالت بحالست  
 باز در دینخواہان، از جہت آنکہ این نعمت  
 بہ طفیل و تبعیت آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 و سلم حاصل گشتہ و اختیار صلوة  
 ابراہیمی برائے آنست کہ درین ادائے  
 نماز خلوتی و محبوب حقیقی دست دادہ بودو  
 ندیسی خاص و مصاحبیت باانتصاص کہ  
 عبارت از منصب خلعت است، نصیب

دل کا سید کھونایا ہی خوش آتا ہے، اور چونکہ قرب  
 بچود سے خیال ہوا تھا، کہ عنقا (مطلب حقیقی) ام  
 برآ پھنسا ہذا اللہ اکبر کہتا ہوا جلسہ میں سجد کیا یعنی  
 اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے، کہ میں اسکی کما حقہ  
 عبادت کر سکوں، اور کما یعنی اُس کا قرب حاصل  
 کروں، اور اسی سابق جرم کی جلسہ میں معافی مانگتا  
 ہے کہ اللھم اغفر لی و ارحمینی الہ پھر آواز دہ  
 قرب طلب کر نیکی واسطے دوبارہ سجد کرتا ہے  
 ازاں بعد شہدہ میں میبکد اُس نعمت قرب کے احسان  
 و انعام پر بار تعالیٰ کی جناب میں شکر و تجیات بجا  
 لاتا ہے، اور کلمہ شہادت کی یہ وجہ ہے کہ یہ سارا  
 قرب وغیرہ کا معاملہ توجید و رسالت کی تصدیق و اقرار  
 کے بغیر نامکن ہے، پھر درو شریف اس واسطے  
 پڑھتا ہے، کہ یہ تمام نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 جنکی طفیل حاصل ہوئی ہیں، اور ابراہیمی درو شریف اس  
 وجہ اختیار کیا گیا ہے، کہ اسلئے نماز کی بقوت محبوب حقیقی  
 کیساتھ خلوت میں سر آتی ہے، اور خاص نشینی اور  
 بخصوصیت مصاحبیت (منصب خلعت) تو صرف حضرت

کہ یعنی مطلوب حقیقی را بقوم و بحر او خود رسیدم ۱۲ یعنی معنی این کبیر جنس خیال کند و فهمد کہ اللہ تعالیٰ بزرگتر است ازینکہ  
 پرستم اور انرا دار پرستیدن و نزدیک شوم باو چنانکہ شاید و باید در رنگ آنکہ گفتند اند ما عبدک ناک حق عبادتک  
 و ما عرقتک حق معرقتک کہ معنی این کہ من حق را بقوم ۱۲ - المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ -



حضرت خلیل سنتہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام  
 الصلوٰۃ والسلام گویا کہ از برکت این  
 دروہاں نذیبی راطلب سے کند فافضہ  
 باید دانست، وقتیکہ در اداسے نمازین  
 و آداب آں کمایبغی بجا آورده میشود  
 مثلاً از آداب نماز سنت، کہ در وقت قیام  
 جائے سجود نظر در دو در رکوع بر  
 قدرین و در سجود بر پرہ بینی و در قعود بر  
 ہر دو زانو پھینس ہمہ آداب رعایت  
 کند، البتہ حقیقت صلوٰۃ جلوہ مینماید  
 و آنکہ برائے حضور و جمعیت در قیام  
 چشم بند کردہ متوجہ میشوند، ازیں چیز نا  
 حضور لطائف البتہ پیدای شود، لیکن  
 برائے ظہور نسبت نئے فونانی حاجت  
 بند کردن چشم نیست، بلکہ اینجا ہر حضوریکہ  
 راست، قالب راست و حضور ناقاب  
 در رعایت آدابیکہ موافق سنت خواہد  
 افتاد، البتہ خواہد شد، و بند کردن چشم در  
 قیام نماز بدعت است، اگرچہ برائے حضور  
 جائز داشتہ اند، پھینس در سماعت قرآن  
 مجید اگر از شخصے خوش خوانے شنودہ

خلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام  
 لاجزہ ہے، گویا درود شریف کی برکت کے  
 باعث ہی نذیبی و منشیٰ کو طلب کرتا ہے، خوب سمجھو  
 جانا چاہیے کہ جب اٹلے نماز میں اس کے سنن آداب  
 کماحقہ بجالائے جائیں، تو البتہ اس وقت نماز کی  
 حقیقت اپنا جلوہ دکھاتی ہے، مثال کے طور پر جان  
 لو، کہ نماز کے آداب میں ایک ہی ہے، کہ نمازی قیام  
 کی وقت اپنی نظر سجدہ گاہ کی طرف رکھے، اور رکوع میں  
 پیر اور سجود میں ناک کے زبر پر اور قعود میں دونوں  
 پر، اس کی اور ایسے ہی تمام آداب کی بھی رعایت کرے  
 اور بعض لوگ جو حضور و جمعیت کے خیال سے قیام  
 میں آنکھ بند کر کے متوجہ ہوتے ہیں، ان چیزوں سے  
 لطائف کا حضور، البتہ پیدا ہوتا ہے، مگر فونانی نسبتوں  
 کے حضور کی واسطے آنکھ بند کرنا بھی ضرورت نہیں، بلکہ  
 اس جگہ تو ہر قسم کا حضور ناقاب ہی کے واسطے  
 ہے، اور قالب کا حضور ان ہی کی آداب کی رعایت  
 سے ہوگا، بدعت کے موافق ہوں، اور نماز میں  
 آنکھ بند کرنا تو بدعت ہے، اگرچہ حضور کے خیال  
 سے جائز رکھا گیا ہے، ایسے ہی قرآن مجید کی  
 سماعت میں بھی اگر کسی خوش الحان سے سنا جائے  
 تو دلالت کی نسبت ظہور کرتی ہے، اور اگر صحیح

بند کردن چشم در نماز بدعت است

میشود نسبت ولایات ظہور میکند، و اگر  
از شخص درست خوانے شود، میشود،  
نسبت حقائق فوقانی ظہور خواهد کرد، چہ  
باوازی خوش قلب را مناسبے کلی ست  
لاجرم ظہور خواهد نمود، و چون بصحت الفاظ  
و اعلیٰ حروف از مخرج و ترتیب قرأة  
بخواند، اگر چہ خوش آوازی نباشد، ناگزیر  
آن حقائق جلوہ خواهند فرمود، بعد از آن  
حضرت پیر دستگیر در تمہ مقارنہ معبودیت

صرفہ توجہ فرمودند  
ایں جا قدم رنجائش  
نماند، و سیر قدمی تمام  
شد، کہ آں در مقامات عابدیت بود، لیکن  
بنسایت الہی نظر را موقوف نساقتند، و  
سیر نظری میشود،

دائرہ

معبودیت

صرفہ

پڑھنے و اے سے سنا جانے، تو فوقانی حقائق  
کی نسبت ظہور کرے گی، کیونکہ خوش آوازی کے  
ساتھ دل کو پوری پوری مناسبت ہے، لہذا  
وہ مناسبت ظاہر ہوگی، اور جب الفاظ کی  
صحت اور مخارج سے حروف کی ادائیگی اور  
قرأت کی ترتیب کے ساتھ پڑھا جائے، گو خوش  
آوازی نہ ہو، تو خواہ مخواہ حقائق فوقانی جلوہ گر  
ہوگی، ازاں بعد حضرت پیر دستگیر نے مقدس  
مرتبہ معبودیت صرف میں توجہ فرمائی، اس مقام  
میں قدم کی رنجائش بالکل نہیں ہے، اور قدمی سیر تمام ہو چکی  
کیونکہ وہ عابدیت ہی کے مقام تک تھی، لیکن خدا کی  
عنایت و مہربانی سے نظر کو موقوف نہیں کیا گیا، اور  
سیر نظری ہوتی رہتی ہے، مصرعہ بلا بوسے الم ترجمہ  
اگر یہ بھی نہ ہوتا، پھر تو بڑی بیماری آفت تھی، پھر حیب  
حضرت پیر دستگیر کو اپنے غلام کو اس عالی مقام میں  
توجہ فرمائی، تو معاملہ میں کیا دیکھتا ہوں، کہ میں ایک  
مقام میں ہوں، اُس سے اوپر کی جانب ایک  
بہت بڑا بلند پیرنگ مقام ظاہر ہوا، میں نے  
ہر چند اُس مقام میں پہنچنا چاہا، مگر نہ ہو سکا  
اُس وقت معلوم ہوا، کہ یہ معبودیت صرفہ کا  
مقام ہے، قدم کی وہاں رنجائش نہیں ہے، مگر

اس مقام معبودیت صرفہ است کہ قدم  
را آنجا گنجائش نیست، مگر نظر تاہر کجا کہ  
نمائشا کند، خوش گفت **بیت**  
اور گنجائش <sup>بیت</sup>  
نمائشا کنان کو تہ دست  
تو درخت بلند بالائی

و ترجمہ معنی کلمہ طیبہ لا معبود الا اللہ اینجا  
جلوہ گر گر دید ناظر شد کہ فی الحقیقت  
استحقاق عبادت بہر نوعی کہ باشد، بغیر از  
حضرت احدیت مجرودہ کسی ندارد، اگرچہ  
انہما وصفات باشند، چہ جائے آنکہ  
ممکنات بیانت این امر داشتہ باشند  
کَانَ مَنْ كَانَ حَقِيقَتِ شَرِكْتِ دَرْسِ جَا  
نہی ماند، و از رخ و بن کنندہ تیر و دہر آنکہ  
بیسر حقائق انبیاء تا اینجا بود، الحال بیان  
حقائق انبیاء علیہم السلام نمودہ میشود  
بگوش ہوش استماع فرمایند،

تطر جہاں تک پہنچے، اُس کو تو گنجائش ہے،  
کسی نے کیا ہی اچھا کیا ہے **بیت** ماتاشا  
کنان الخ ترجمہ تو تو بلند فاست درخت ہے  
ہم تو صرف نظر باز دست نارس میں، اور کلمہ  
طیبہ لا معبود الا اللہ کا راز اس مقام پر جلوہ گر  
ہوا، صاف طور پر ظاہر ہو گیا، کہ در حقیقت ہر  
نوع کی عبادت کا استحقاق بجز حضرت  
احدیت مجرودہ کے اور کسی کو بھی حاصل نہیں  
اگرچہ اسما، وصفات ہی کیوں نہ ہوں ممکنات  
پجارتے سارے کے سارے جو بھی ہوں  
ان کی حقیقت ہی کیا ہے، کہ اس امر کی بیانت  
رکھیں، شرک اس جگہ میں ہرگز نہیں رہتا،  
بلکہ تیغ دین سے اکھڑ جاتا ہے، مٹتی نہ رہے  
کہ حقائق انبیاء کی سیر میں تک قی، اب انبیاء  
علیہم السلام کی حقائق کا بیان ہوتا ہے  
گوش ہوش سے سنو۔

## فصل

حقائق انبیاء علیہم السلام یعنی حقیقت ابراہیمی  
و حقیقت موسوی، حقیقت محمدی اور حقیقت  
احمدی کے یا نہیں جاننا چاہیے، اونیسے حقائق

## فصل

در بیان حقائق انبیاء کہ عبارت از  
حقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی و  
حقیقت محمدی و حقیقت احمدی است علی

خَاتَمِهِمْ أَوْلَىٰ وَعَلَىٰ أَجْمَعِهِمْ تَأْيِيدَ الصَّلَاةِ  
 وَالسَّلَامُ بآيِدِ اِنْسَانِيَّةٍ كَمَا جَاءَتْكَ وَرَحْمَاتُ  
 الْهَيْبَةِ تَرْتَقِي مَوْقُوفٌ بِرَفْعِ الْمَقَامِ  
 وَرَحْمَاتُ اَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تَرْتَقِي مَوْقُوفٌ  
 بِرَحْمَتِ سِتِّ بِحُجُورِ حَضْرَتِ پِيرِ دَسْتِگِرِ  
 غلام خود را در حقیقت ابراہیمی توجہ فرمود  
 مرقمہ ذاتیکہ نشا حقیقت ابراہیمی ست  
 ارشاد کروند از عنایت حضرت ایشان  
 در ہاں توجہ کیفیت آن مقام فائز گردید  
 در چندے انوار و اسرار آن مقام عالی کہ  
 عبارت از قلت حضرت حق ست سبحانہ

و رود فرمود، و دریں  
 مقام اُنے خاص  
 و خلوتے با اختصاص

دائرہ  
 قلت اعنی  
 حقیقت  
 ابراہیمی

بجسرت ذات ہویدار شد، و ہمیں معاملہ  
 از آنحضرت جَلَّتْ وَعَظَمَتْ بآیِس  
 کس مفہوم گردید، و کیفیتے کہ دریں مقام  
 عالی حاصل شدہ است در مقامات عالیہ  
 دیگر بآیِس خصوصیت و کیفیت ظہور نہ  
 فرمودہ، اگرچہ از قسم فضل جزئی باشد،

الہیبہ میں ترقی محض تفضل پر موقوف ہے ایسے  
 ہی حقائق انبیاء علیہم السلام میں ترقی تحت  
 پر موقوف ہے، جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے  
 اس غلام کو حقیقت ابراہیمی میں توجہ فرمائی تو  
 ذات نشا حقیقت ابراہیمی کا مرقمہ ارشاد  
 فرمایا حضور کی مہربانی سے اسی ایک توجہ  
 میں اُس مقام کی کیفیت چھپرہ وارد ہوئی، اور  
 تھوڑے ہی عرصہ میں اُس عالی مقام یعنی قلت  
 حضرت حق سبحانہ کے انوار و اسرار فائز  
 ہوئے، اس مقام میں حضرت ذات کے  
 ساتھ ایک خاص اُنس اور باخصوصیت خلوت  
 بھی پیدا ہوئی، اور حضرت ذات جَلَّتْ  
 وَعَظَمَتْ کی جانب سے بھی اس عاجز کے  
 ساتھ یہی معاملہ مفہوم ہوا، اور جو کیفیت  
 اس عالی مقام میں حاصل ہوئی ہے، اور دوسرے  
 عالی مقامات میں اس خصوصیت و کیفیت کے  
 ساتھ ظاہر نہیں ہوئی، پس اس عالی مقام کو  
 دوسرے عالی مقامات پر ایک نوع کی  
 فضیلت ثابت ہے، گو یہ فضیلت جزئی  
 فضیلت ہی کا قسم ہے، اس مقام کی خصوصیت

چہ دریں مقام محبوبیت صفاتی جلوہ گر  
 میشود، و در حقیقت محمدی و احمدی محبوبیت  
 ذاتی معنی این عبارت آنست کہ چنانکہ  
 ذات متعالیہ خود را دوست میدارد،  
 همچنین صفات خود را نیز دوست میدارد  
 قسم اول حقیقت محمدی و احمدی است  
 و قسم ثانی علت نام یافته حقیقت البرہمی  
 شد، محبوبیت صفاتی مثل محبوبیت خدا  
 و خال و قد و عارض است و ازین جهت  
 این قدر برتری در مقام نیست بخلاف  
 محبوبیت ذاتی کما سیاتی انشاء اللہ تعالی  
 و درین مقام حضرت پیر دستگیر را بشانے  
 خاص در یافتیم، و بہ یقین دانستیم کہ صاحب  
 منصب این مقام عالی بستند و این معنی  
 را در حضور پر نور عرض کردہ بودم فرمودند  
 کہ من ہم خصوصیت خود بحضرت خلیل علی  
 نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام در یافتہ ام  
 لیکن منوجہ غیر از جمیب خدا علی اللہ علیہ  
 و سلمہ بطرف دیگر نے شوم، و اللہ دَرُ مَا  
 مَا أَحْسَنَ صَدْرًا و در این مقام سالک  
 را نحوے انس بحضرت ذات پیدا میشود

اس لئے ہے کہ اس مقام میں صفاتی محبوبیت  
 جلوہ گر ہوتی ہے، اور حقیقت محمدی و احمدی  
 میں ذاتی، اس عبارت کا معنی یہ ہے کہ اللہ  
 تعالیٰ کی صفاتی ذات جیسے اپنے آپ کو دوست  
 رکھتی ہے، ویسے ہی اپنے صفات کو بھی دوست  
 رکھتی ہے، پہلی قسم کو حقیقت محمدی و احمدی کہا  
 جاتا ہے، اور دوسری قسم علت کے نام سے سوم  
 ہو کر حقیقت البرہمی کہلاتی ہے، محبوبیت صفاتی  
 جیسے خود خال، قد و عارض کی محبوبیت اور اسی قسم  
 سے اس مقام میں کامل بی رنگی نہیں، بہر خلاف ذاتی  
 محبوبیت کے جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر  
 آئے گا، حضرت پیر دستگیر کو جن اس مقام رحلت  
 ابرہیمی میں ایک خاص شان کے ساتھ موصوفات پا  
 اور یقیناً جان لیا، کہ آپ اس عالی مقام کے منصبدار  
 ہیں اور یہ مضمون حضور پر نور بکجودت عالی میں بیٹھے  
 عرض کیا، بہر فرمایا، کہ میں ہی حضرت خلیل علی  
 نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہی ایک  
 خصوصیت پاتا ہوں، لیکن حضرت حمید علیہ الصلوٰۃ  
 و سلمہ کے غیر کی طرف میں متوجہ نہیں ہوتا و اللہ دَرُ مَا  
 أَحْسَنَ صَدْرًا ترجمہ آئندے اُس کی نیکی اور کیا ہی  
 غصہ کا بیٹہ اس مقام میں سالک کو حضرت ذات کیسا

کہ بطرف دیگر رومی نآرد، اگرچہ اُسما و صفات باشند، و بطرف دیگر توجہ نہی فرماید اگرچہ مزارات مشائخ کبارہ باشند، و استمداد و استعانت از غیر او تعالیٰ خوش نمی آید اگرچہ ارواح و ملائکہ باشند، و درین مقام تکرار صلوة ابراہیمی یعنی در ویکہ در نماز میخوانند، ترقی می بخشند، بعد ازین در دایرہ محبت ذاتیمہ صرفہ حضرت پیر دستگیر توجہ

فرمودند و درینجا

مراقبہ ذاتیکہ نشأ  
حقیقت موسوی



ست، و محب خودست، ارشاد کردند، کیفیت ای مقام بقوت تمام و ر و در فرمود و محبت او تعالیٰ مر ذات خویش را کہ حقیقت موسوی عبارت از آنست، آنشکارا شد و آنکہ بعضی بزرگان حضرت موسی علیہ السلام را محبوبیت اثبات فرموده اند مراد آن اکابر اگر آنست، کہ ایشان محبوب حضرت حق اند، سُبْحَانَ سَلْمَنَا کہ مرتبہ نبوت و رسالت الو العزم بے محبوبیت حاصل نمیشود، کہ انبیا کرام

اس نوع کا انس پیدا ہوتا ہے، کہ غیر کی طرف اگرچہ اسما و صفات ہی کیوں ہوں، بُخ نہیں کرتا اور دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا، گو مشائخ کبار کے مزارات ہی ہوں، اور غیر سے استمداد و استعانت اُس کس خوش نہیں آتی، اگرچہ ارواح و ملائکہ ہی ہوں، اور اس مقام میں درود ابراہیمی کا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے بار بار و بکثرت پڑھنا ترقی بخشا ہے، اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے محبت ذاتیمہ صرفہ کے دائرہ میں توجہ فرمائی، اور اس بگڑاس ذات کاملراقبہ ارشاد فرمایا جو حقیقت موسوی کا منشأ ہے، اور خود اپنے آپ کے دوست کہتی ہے، اور اس مقام کی کیفیت ثبوتی زور کیساتھ وارد ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کی محبت یعنی خدا تعالیٰ کی اپنی ذات سے محبت و دوستی جو حقیقت موسوی کے نام سے موسوم ہے، آشکارا ہوئی، اور بعض بزرگوں نے جو حضرت موسی علیہ السلام کے واسطے محبوبیت ثابت کی ہے اگر ان بزرگوں کی مراد یہ ہے، کہ حضرت موسی علیہ السلام حضرت حق سبحانہ کے محبوب ہیں، تو یہ امر بالکل مسلم ہے، اس لئے کہ نبوت و رسالت اور الو العزم کا مرتبہ محبوبیت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، انبیا کرام علیہم

السَّلَامُ حضرت حق سبحانہ کے محبوب میں، اور ان کی راہِ اجتناب کی راہ ہے، اور یہ امر ہمارے مطلب کے ہرگز منافی و مخالف نہیں، اور اگر ان کا برکی مراد یہ ہے، کہ حقیقت موسوی سے مراد محبوبیت ذاتیہ ہے جس طور سے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت احمدی قرار دی ہے، تو یہ محل غور ہے، اور درجہ ناپہنم کے ناقص نہنم میں نہیں آتا، اور صاحب طریقہ اور اس کے تبعین کے مکشوف کے سبب بر خلاف ہے، ایک روز یہ کمترین اپنے یاروں میں سے ایک شخص کو اس مقام میں توجہ دے رنا تھا کہ بے اختیار ایک کیفیت مجھ پر وارد ہوئی کہ بے ساختہ میری زبان پر یہ آید کہ میری جاری ہوئی، رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرُ إِلَيْكَ یعنی اسے مرے پروردگار دکھا مجھ کو اپنا آپ، کہ میں تیری طرف نظر کروں، ان عالی مقامات میں ایسے الفاظ کا ظہور اگرچہ کم ہوتا ہے، لیکن یہ ... اسی مقام کی خصوصیات سے ہے، و عجب معاملہ ہے، کہ اس مقام میں باوجود ظہور محبت ذاتی کے استغنا و بے نیازی کی شان ہی ظاہر ہوتی ہے، اور یہ ضدین کا اجتماع ہے، حضرت کلیم علی

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ محبوب ہاں مر آنحضرت حق سبحانہ را اند و راہ ایشان راہ اجتناب و این سخن منافی مطلب ما نیست، و اگر مراد آن اکابر آنست کہ حقیقت موسوی عبارت از محبوبیت ذاتی است، بطوریکہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت احمدی را قرار دادہ اند، پس محل تا ملست و در نہنم ناقص این ناپہنم نمی آید، و خلاف مکشوف صاحب طریقہ و تابعان آنحضرت است، روزی این کمترین بر شخصے از اصحاب خود در این مقام توجہ مبکر دم بے اختیار کیفیتے روے داد، کہ از زبان من آید کہ بیدہ رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرُ إِلَيْكَ برآمد، اگرچہ در این مقامات عالیہ ظہور لغتیں الفاظ کم میشود، لیکن این خصوصیات میں مقام است، عجب آنست، کہ در نیجا باوجود ظہور محبت ذاتی شان استغنا و بے نیازی ظہور میفرماید و این را اجتماع ضدین است، و ہمیں بہتر معلوم میشود در آنچه در بعضے مواقع از حضرت کلیم علی

يَبِينَا وَعَيْدِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ صَدْر  
بعض کلمات کہ در ظاہر کتابخانہ مفہوم  
میشود، واقع شدہ اند، وَالْعَلَمُ عِنْدَكَ اللَّهُ  
سُبْحَانَهُ دَرِسْ جَا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَعَلَىٰ جَمِيعِ  
أَوْلِيَانَا وَالْمُرْسَلِينَ خُصُوصًا عَلَىٰ كَلِمَاتِكَ  
موسمی نیز ترقی می بخشد، بعد از بن حضرت  
پیر دستگیر در حقیقت الحقائق کہ عبارت  
از حقیقت محمدی است، علی صاحبہما  
الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ بر غلام خود توجہ فرمود  
و در اینجا مراقبہ ذاتیکہ محبت خود و محبوب  
خود است، و نشأ حقیقت محمدی است  
از نشأ ذکر دند، و در اینجا بہ عنایت حضرت  
پیر دستگیر محبت ممتزجہ با محبوبیت  
ظہور فرموده،  
و بیان اجتماع این محبوبیت ذاتیہ  
دو نشأہ درین ائیرہ  
کیفیتہ دارو کہ از تحریر راست نے  
آید، و درین مرتبہ مقدمہ فنا و بقا است  
و ادواتحاد خاص باں سرور دین و دنیا

يَبِينَا وَعَيْدِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ سے بعض موقوفوں  
پر بعض ایسے کلمات صادر ہوئے، جو بظاہر کتابخانہ  
مفہوم ہوتے ہیں، انکے صدور میں یہی یہی راز مضمون  
معلوم ہوتا ہے، اجماع یہ درود شریف (اللَّهُمَّ صَلِّ  
عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَعَلَىٰ  
جَمِيعِ أَوْلِيَانَا وَالْمُرْسَلِينَ خُصُوصًا عَلَىٰ كَلِمَاتِكَ  
موسمی) بھی ترقی بخشتا ہے، ازین بعد حضرت پیر  
دستگیر نے حقیقت الحقائق یعنی حقیقت محمدی  
علی صاحبہا الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ میں اپنے اس  
غلام پر توجہ فرمائی، اور اس مقام میں اُس ذات  
کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو آپ ہی اپنی محبت اور  
آپ ہی اپنی محبوب ہے، اور نیز حقیقت محمدی کا  
نشأ ہی ہے، اور اس جگہ حضرت پیر دستگیر کی عنایت  
و مہربانی سے محبت نے جو محبوبیت کے ساتھ ممتزجہ  
ہے، ظہور فرمایا، اور اس دائرہ میں ان دو مرتبوں کے  
اجتماع کا بیان ایک خاص کیفیت رکھتا ہے، جو  
تحریر میں پورے طور پر نہیں آسکتی، اور فنا  
و بقا اس مقدس مرتبہ میں بھی حاصل ہوئی، اور  
سرور دین و دنیا علیہ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ کے  
ساتھ ایک نوع کا اتحاد بھی میسر آیا، اور سید

لَهُ انْهَلَكْنَا بِمَفْعَلِ السُّفْهَانِ انْهَلَكْنَا لَمْ يَكُنْ فَتَمَّتْكَ تَضَلُّ بِهَامِنْ تَشْتَأْ، ۱۲، المصنوعه لشمس طالع،



بیسرا آمد و بطیفیل بید عالم صلی اللہ علیہ  
 وَسَلَّمْ بجز تہہ رسا پندند، و اُسرا رے  
 بیسان آوردند کہ اظہاراًں موجب ایضا  
 فتنہ است معنی رفع توسط کہ اکابر اولیا  
 بآں قائل اند انجا ظاہر میشود و مشہود  
 میگردد، کہ این کس را با آنحضرت صلی اللہ  
 عَلَیْہِ وَسَلَّمْ معاملہ شدہ است کہ ہم  
 آغوش یک کنار اند، و ہم بستر یک نگار  
 و بآیں ہمہ محبتتہ خاص با حبیب خدا  
 صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پیدا میشود، کہ  
 بتر عن حضرت امام الطریقہ مجدد رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ ہویدا میگردد، آنجا کہ  
 فرمودہ اند، خداے را جکشانہ برائے  
 آں دوست میدارم کہ رُبِّ محمد است،  
 صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ و درین مقام  
 در جمیع امور جزئی و کلی دینی و دنیاوی  
 مشابہتہ و متابعتہ با حبیب خدا صلی  
 اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ خوش می آید، و  
 ہمیں جہت ست آپنچہ حضرت ایشان  
 رضی اللہ عنہ رغبت کلی در عمل بر  
 حدیث دارند، و تشویق و ترغیب این امر

عالم صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی لطیفیل ایک بہت  
 بڑے خاص مرتبہ میں مگھو پہنچا یا گیا، اور ایسے ایسے  
 اسرار و راز ظہور میں لائے گئے، جنکا اظہار فتنہ  
 کے بیدار کرنیکا باعث ہے، رفع توسط کا معنی جس  
 کے اکابر اولیا و قائل ہیں، اس جگہ ظاہر ہوتا ہے،  
 اور یہ امر بھی مشہود ہوتا ہے، کہ اس شخص صاحب  
 واقعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک  
 خاص قسم کا معاملہ (واقعہ) پیش آیا، کہ دونوں صاحب  
 واقعہ اور حضور علیہ السلام ایک ہی عشوق کے بگناہرو  
 ہم بستر ہیں، اور بآیں ہمہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہوتی ہے  
 اور حضرت امام الطریقہ مجدد رضی اللہ عنہ کے قول  
 کارازہ بھی اس مقام میں کھلتا ہے، جو اپنے فرمایا،  
 کہ خداے جستانہ کو میں اس لئے دوست رکھتا ہوں  
 کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار ہے اور  
 اس مقام میں حبیب اصلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر  
 جزئی و کلی دینی و دنیاوی میں مشابہت و مناسبت  
 اچھی معلوم ہوتی ہے، اور ایسوجہ حضرت پیر دستگیر  
 رضی اللہ عنہ خود بھی عمل بالحدیث کی پوری رغبت  
 رکھتے ہیں، اور دوسروں کو بھی اس کا شوق  
 اور رغبت دلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو

۱۶۹-

اس مقام میں اس طور سے قوت و مہارت لفظ  
فرمائی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی شناخت کے باعث آپ کی مجلس شریف حضرت  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی  
مجلس مبارک کے مشابہ ہے، چنانچہ بعض  
صحابہ کرام (حضرت حنظلہ) رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم فرماتے ہیں، کہ جب میں مجلس مقدس  
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہوں  
تو وہاں یہ معاملہ پیش آتا ہے، کہ کانارای عین  
رکوبہ کہ ہم نبیّات کا مشاہدہ و معاینہ کر رہے ہیں،  
اس مقام کی حالت کا بیان ہے، رقم الحروف عفی عنہ  
(مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے، کہ حضرت پیر دستگیر کے  
حضور پر نور میں یہ معاملہ بھیر بار مانگا ڈرا ہے، پانے  
واٹوں پایا، اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے  
حقیقت احمدی میں اپنے غلام کو توجہ فرمائی اور  
اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو  
آپ ہی اپنی محبوب ہے، اور نیز حقیقت  
احمدی کا مشابہ ہی ہے، اس مقام میں نسبت  
کی بلندی اور انوار کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اور

میں فرمایا، اللہ تعالیٰ ایشا ترا بطور سے  
دریہ مقام قوتی و رسوخے کرامت فرمودہ  
است، کہ بواسطہ اتباع آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم مجلس شریف ایشا  
شپبہ محفل صحابہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ  
وسلمہ گردیدہ است، چنانچہ بعض  
از اصحاب کرام رضی اللہ عنہم فرمودہ  
اند، کہ وقتیکہ در محفل مقدس نبوی حاضر  
میشوم، معاملہ میگذرد، کہ کانارای عین  
عین وصف حال آن مقام است، رقم  
گوید عفی عنہ کہ اس بندہ را بہیں معاملہ  
در حضور پر نور حضرت پیر دستگیر خود  
بار مانگا ڈشتہ است فہمہ من فہمہ،  
بعد از اس حضرت پیر دستگیر بندہ را در  
حقیقت احمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ  
والسلام توجہ فرمودند، و در نیجا  
مراقبہ ذاتیکہ محبوب  
خود است، و مشابہ حقیقت احمدی است

والسلام توجہ  
فرمودند، و در نیجا  
مراقبہ ذاتیکہ محبوب  
خود است، و مشابہ حقیقت احمدی است

دائرہ  
محبوبیہ ذاتیہ  
صرفہ

لہ ای کاناری اجنۃ و انارای عین فہو بالنصب مفعول مطلق او بالرفع علی الخبریۃ  
من تبیل زید اعمال و حد انقطع من حدیث طویل لغاہ مسلمہ عن حنظلہ لشمس مدثر  
تالی

ارشاد کردند، در ایتمقام علونسبت باشعنان  
 انوارظہور مبصر مابدا، ودر انجا بعضے اَسرار  
 بمیان آوردند، روزے در طبقہ پیر دستگیر  
 حاضر بودم، و متوجہ ایتمقام عالی گردیدم،  
 معاملہ گذشت، کہ خود را عریان مخلص ملحق  
 بین یدای الرحمن یافتم، زیادہ ازہں  
 چہ وانکایم، از مدتے بخاطر قاتر این  
 سسکین مے آمد، کہ حضرت مجدد رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ در جائے تحقیق فرمودہ  
 اند، کہ حقیقت کعبہ معظمہ بعینہ حقیقت  
 احمدی ست، معنی این سخن در فہم قاصر  
 نمی آمد، چہ حقیقت کعبہ در حقائق الہیہ  
 ست، و حقیقت احمدی در حقائق انبیاء  
 است، پس چہ طور یک حقیقت باشد  
 روزے در حقیقت احمدی متوجہ بودم  
 ناگہاں دیدم، کہ ظہور حقیقت کعبہ معظمہ  
 واقع شد، و نیدا، در دادند، کہ عظمت  
 و کبریائی ہم خاصہ محبوب ست، و محبوبیت  
 و مسجودیت ہر دو از ثبونات آنحضرت  
 ست، پس در سخن صاحب الطریقہ جای  
 زیب و تردد نیست، و حضرت پیر دستگیر

اس مقام میں بعض خاص اراکشاف عنے  
 ایک روز میں حضرت پیر دستگیر کے حلقہ ذکر و  
 مراقبہ میں حاضر تھا، اور ان کی مقام کی طرف  
 میں متوجہ ہوا، واقعہ یہ پیش آیا، کہ میں نے اپنے  
 آپ کو حضرت رحمن جلشائے کے سامنے برہنہ پڑ  
 ہوا پایا، اس سے بڑھ کر میں اور کیا ظاہر کروں  
 ایک مدت دراز سے اس سسکین کے مکر و دل  
 میں یہ خطرہ گذرتا تھا، کہ سرت مجدد رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ نے کسی جگہ تحقیق فرمایا ہے کہ حقیقت  
 کعبہ معظمہ بعینہا حقیقت احمدی ہی ہے آپ کے  
 اس کلام کا معنی میرے قاصر فہم میں نہیں آتا  
 تھا، کیونکہ حقیقت کعبہ حقائق الہیہ میں سے  
 ہے، اور حقیقت احمدی حقائق انبیاء میں  
 سے ہے، پس یہ دونوں کیونکر ایک ہو سکتی  
 ہیں، ایک روز حقیقت احمدی میں میں متوجہ  
 تھا، کہ ایک کعبہ معظمہ کی حقیقت کا ظہور ہوا  
 نذا آئی، کہ عظمت و کبریائی بھی محبوب کا خاصہ  
 ہے، اور محبوبیت اور مسجودیت بھی دونوں  
 کے دونوں آنحضرت کے ثبونات ہی سے  
 ہیں، پس صاحب طریقہ کا کلام ہرگز شک و  
 شبہ کا محل نہیں، اور میں نے اپنے پیر دستگیر کو

اس بلند مقام میں ایک خاص شان کے ساتھ پایا اور اس مقام میں ذاتی محبوبیت کا انکشاف ہوتا ہے اور غلت میں صفاتی محبوبیت کا اور ذاتی محبوبیت سے یہ مراد ہے، کہ اپنے محبوب کو اُس کی صفات جمیلہ مثلاً خط و خال وغیرہ سے قطع نظر کر کے دوست رکھیں سرف اُس کی ذات ہی ذات اُس کے عشق کا موجب ہو، کسی شاعر نے کہا ہے،

**بیت** شاید آن الخ ترجمہ مشوق وہ

نہیں جو سیاہ زلف اور باریک کمر رکھتا ہو بلکہ اُس زیا صورت کا بندہ بن، چونماز و اداولی

ہو، اس مقام میں یہ درود شریف ترقی کا موجب ہے

اللَّهُمَّ عِنِّي عَلَى سَيِّئَاتِي مُحَمَّدًا وَعَلَى الرَّبِّ

وَاصْحَابِهِ أَفْضَلَ صَلِّوْا لِيكَ عَدَدَ

مَعْلُومَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَذَلِكَ اس

کے بعد حضرت پیر و تنگی کرنے اپنے غلام کو نسبت ذاتی

محض میں توجہ فرمائی، اس جگہ حب صرفہ ذاتیہ

کا مراقبہ ارشاد فرمایا، اس مقام پر نسبت باطن

کی بندی و بے رنگی ظاہر ہوتی ہے، یہ مرتبہ

حضرت اطلاق و لائقین سے بہت ہی قریب

سے، اور یہ مقام ہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ

خود را دریں مقام عالی بشان خاص یافتیم و دریں مقام محبوبیت ذاتی منکشف میشود چنانچہ در غلت محبوبیت صفاتی بود یعنی محبوبیت ذاتی آنست کہ محبوب را قطع نظر از صفات جمیلہ او کہ عبارت از مثل خط و خال وغیرہ است، دوست میداند فقط در ذات او چیزی می باشد، کہ موجب تعشق میگردد و شاعرے میگوید،

**بیت**

شاید آن نیست کہ موئے میانے دارد

بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد

و راجحاً درود اللہمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَفْضَلَ

صَلِّوْا لِيكَ عَدَدَ مَعْلُومَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

كذَلِكَ ترقی می بخشند، بعد از بس بندہ را

پیر دستگیر و حب صرفہ ذاتیہ توجہ فرمود

در اینجا مراقبہ حب

صرفہ ذاتیہ ارشاد

کردند، در اینجا کمال

علو و بی رنگی نسبت باطن ظاہر میشود

این مرتبہ حضرت اطلاق و لائقین قُرب

دائره  
حُب صرفہ  
ذاتیہ

ست و آیں ہم از مقامات مخصوصہ پیغمبر ما  
است صلی اللہ علیہ وسلم حقائق انبیاء  
دیگر دریں مقام نزل و فقیر ثابت نشود و اچھ  
نزد صاحب الطریقہ امام ربانی اول تعینے  
کہ حضرت لاتعین رالاحق گردیدہ تعین  
حُب ست و ہماں تعین اول را حقیقت  
محمدی قرار دادہ اند بعد ازیں مرتبہ  
لاتعین و حضرت اطلاق ست، درینجا

حضرت پیر دستگیر  
یز غلام خود را  
توجہ خود

دائرہ

لاتعین

سرفراز فرمودند، و آیں ہم از مقامات  
خاصہ حضرت رسالت پناہی ست صلی  
اللہ علیہ وسلم درینجا ہم سیر قدمی نشود  
اما سیر نظری البتہ میشود، لیکن نظر تا کجا  
کار خواہد کرد و خوش گفت

بیت

دامان نگہ تنگ و گل حُسن نوبسیار  
گل چین بہار تو ز دامان گلہ وارد  
آیں ست بیان سلوک کے کہ حضرت پیر  
دستگیر ایں بندہ شرمندہ را در آن مقامات

علیہ وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے،  
دوسرے انبیاء کرام کے حقائق میرے نزدیک  
اس مقام میں ثابت نہیں، اس لئے کہ صاحب  
طریقہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے  
نزدیک حضرت لاتعین کو پہلا تعین جو لاحق  
ہوا ہے وہ تعین حب ہی ہے، اور اسی  
تعین اول ہی کو انہوں نے حقیقت محمدی  
قرار دیا ہے، ان تمام مراتب کے بعد لاتعین  
و حضرت اطلاق کا مرتبہ ہے، اس مقام میں  
ہی حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو  
اپنی توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، اور یہ  
مقام بھی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے، یہاں  
پر بھی قدمی سیر کا حصول نہیں ہے، البتہ نظری  
سیر تو واقع ہوتی ہے، مگر نظر کہاں تک کام  
کریگی، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے،

بیت  
کادامن توجہ ہی تنگ ہے اور تیرے حسن کے  
پھولوں ڈیسروں کے ذمیر تیری بہار کے پھول  
چنے والے دامن کی تنگی کے شاک ہیں، یہ ہے  
بیان ان مقامات کے سلوک کا کہ حضرت پیر دستگیر

توجہ شریف ممتاز فرمودہ اند، اگر تمام عمر  
مصروفِ شکرِ ایں احسانِ ثوم و خود را  
با خاک برابر ساختہ از خود نامے و  
نشانی نگذارم، ہنوز از ہزار یکے را  
ادا کردہ باشم

گر بر تن من زبان شود ہر موئے  
یک شکر دے از ہزار تو اتم کرد



## فصل

در بیان بعضے مقامات کہ

از راہ سلوک علیحدہ افتادہ اند، و در  
بعضے از ایں بندہ را حضرت پیر دستگیر  
توجہ خود ممتاز فرمودہ اند، اظہاراً لشکر  
بیان مینماید، بدانکہ دائرہ سیف قاطع  
محدی دائرہ ولایت کبری واقع شدہ

است، اگر چہ ایں  
بندہ را در ایں  
دائرہ توجہ نشدہ  
است، لیکن بندہ از حضور پر نور انتصافاً



نے اپنے اس شرسار غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ  
ممتاز فرمایا، اگر میں اپنی نامِ عمر اس احسان کے شکر  
بیس صرف کردوں، اور اپنے آپ کو ان کے قدموں کی  
خاک کے برابر کر کے اپنا نام و نشان مٹا دوں، تو  
بھی میں نے ہزار میں سے ایک شکر یہ بھی ادا نہیں کیا  
یہیت اگر بر تن من اتم ترجمہ میرے بدن کا بال  
بال اگر زبان ہوئے، تو آپ کے ہزار شکر میں سے ایک  
بھی ادا نہیں کر سکتا،

## فصل

بعض اُن مقامات کے بیان میں

جو سلوک کی راہ سے علیحدہ واقع ہوئے ہیں،  
اور حضرت پیر دستگیر نے اُن میں سے بعض میں  
اس غلام کو اپنی توجہ سے ممتاز فرمایا ہے، اظہار  
شکر کے لئے ان کو بھی بیان کرتا ہوں معلوم  
رہے، کہ سیف قاطع کا دائرہ ولایت کبری کے  
دائرے کے سامنے واقع ہوا ہے، حضرت پیر  
دستگیر نے اگرچہ اپنے اس غلام کو اس دائرہ میں  
توجہ تو نہیں فرمائی، لیکن اس غلام نے حضور  
پر نور سے اس دائرے کے حالات دریافت

کہ یعنی ایں راہ مذکور کہ حضرت پیر دستگیر ایں بندہ را ممتاز فرمودہ اند، المسحور علیہ اللہ تعالیٰ،

انحوال میں دائرہ کردہ بودم و عرض بیان  
 وجہ این اسم مرا میں دائرہ را نمودہ ارشاد  
 فرمودند کہ سیف قاطع نام این دائرہ  
 برائے آنست کہ وقتیکہ سالک دریں  
 دائرہ قدم مے بندد ، مانند شمشیر برزہ مستی  
 سالک را نیست و نابود میسازد ، و از سالک  
 نامے نشانے نمیگذارد ، لهذا این دائرہ  
 را سیف قاطع نام نهادند ، و دائرہ قیومیت  
 از دائرہ کمالات الواعزم ناشی شدہ

است اگر چه در راه  
 سلوک واقع است  
 لیکن معمول حضرت  
 قیومیت

پیر دستگیر برائے توجہ دریں دائرہ بود  
 رسترش آں تواند بود ، کہ قیومیت منصب  
 انبیاء الواعزم است ، و باین منصب  
 عظیم ایشان دریں امت مرحومہ شد تعالیٰ  
 حضرت مجدد الف ثانی را و حضرت ایشان  
 و بعضے فرزندان و خلفاے ایشان را  
 رضی اللہ عنہم سرفراز فرمودہ چنانچہ  
 در این وقت حضرت پیر دستگیر قیوم زمان  
 و قطب دوراں هستند ، ہر کسی را کہ قیومیت

کے تھے ، اور اس دائرے کی وجہ تسمیہ بھی دریافت  
 کی تھی ، ارشاد فرمایا ، کہ اس دائرے کا نام  
 سیف قاطع اس لئے ہے ، کہ سالک جب  
 اس دائرے میں قدم رکھتا ہے ، تو شمشیر برزہ  
 کی طرح یہ دائرہ سالک کی ہستی کو نیست و  
 نابود کر دیتا ہے ، اور سالک کا نام و نشان  
 تک نہیں چھوڑتا ، اسی واسطے اس دائرہ کا نام  
 سیف قاطع رکھا گیا ہے ، اور نیز معلوم رہے ، کہ  
 دائرہ قیومیت دائرہ کمالات الواعزم سے پیدا ہوا  
 ہے ، اگرچہ یہ دائرہ بھی اثنائاً راہ سلوک میں  
 واقع ہے ، لیکن اس میں توجہ دینا حضرت پیر  
 دستگیر کا معمول نہیں ہے ، اس کارانہ یہ  
 ہو سکتا ہے ، کہ قیومیت انبیاء الواعزم  
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منصب ہے  
 اور اس امت مرحومہ میں اس منصب عظیم ایشاں  
 کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی اور  
 حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم صاحب) اور  
 حضرت ایشاں کے بعض فرزندان اور خلفاد  
 رضی اللہ عنہم کو سرفراز فرمایا ہے چنانچہ  
 حضرت پیر دستگیر اس وقت قیوم زمان اور  
 قطب دوراں ہیں ، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے

ابزدی تعلق میگیرو۔ بایں منصب سرفراز  
 میسر بایند، حاجت تو جہ نیست، روزے  
 بندہ فاتحہ پیراں خواندہ متوجہ ایں دائرہ  
 بودم، احوالے و اُسرارے بمیاں آوردند  
 کہ تعبیر آں بزبان راست نے آیا و فیضے  
 خاص دریں دائرہ مشرف گردیدم ایں  
 معنی را بجنور پر نور ایشاں عرض نمودہ  
 بودم، فرمودند، دریں دائرہ متوجہ شدہ  
 باشی، ازین سخن امیدوارم، کہ اللہ تعالیٰ  
 بتصدق فرق حضرت پیر دستگیر سرفراز فرماید

**بیت**

فیض روح القدس از باز مدد فرماید  
 دیگر اں ہم بکنند آنچه مسیحا میگرد  
 الحمد للہ کہ بعد مدتے در سال یکہزار  
 دو صد و سی و سوم نصف ماہ جمادی  
 الاول حضرت ایشاں بندہ را بشارت  
 قبو بیت عطا فرمودند، و ارشاد کردند  
 کہ مرا اہام شد، لہذا بتو ارشاد کردم، و در  
 مرض اخیر بندہ را از بندہ کھنو طلبیدند  
 و فرمان والا نشان بخت طلب بندہ  
 فرستادند، در آن مکتوبات عالی و سرفراز

اس منصب کے مانتہ سرفراز فرماتا ہے، اس میں  
 توجہ کی کوئی حاجت ہی نہیں، میں ایک بار بائزلیج  
 مشائخ فاتحہ پڑھ کر اس دائرہ میں متوجہ تھا، کہ  
 ایسے ایسے حالات و اسرار منکشف ہوئے  
 کہ زبان سے ان کا بیان نہیں ہو سکتا، اور نیز  
 اس دائرہ میں ایک خاص فیض کے ساتھ شرف  
 ہوا، اور یہ مضمون حضور پر نور کی خدمت میں  
 عرض کیا، آپ نے فرمایا، کہ تم اس دائرہ میں  
 متوجہ رہا کرو، آپ کی اس بات سے میں امیدوار  
 ہوں، کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر دستگیر کے سر کے قصد  
 سے جگلوں دائرے کے فیض بنی سرفراز فرمایگا،

بیت فیض روح القدس الہم ترجمہ فیض روح القدس  
 سے مدد تو اور بھی، کر دکھائیں کام جو کہہ کہ میمانے کیا  
 الحمد للہ کہ ایک مرت دراز کے بعد سن یکہزار دو سو  
 تینتیس ماہ جمادی الاول کی پندرہویں کو حضرت  
 پیر دستگیر نے بندہ کو تیو بیت کی بشارت عطا  
 فرمائی، اور ارشاد فرمایا، کہ چونکہ جگلو اہام  
 ہوا ہے، اسی واسطے میں نے جگلو یہ خوش  
 خبری دی ہے، اور آخری مرض میں بندہ کو  
 لکھنو شہر سے طلب کیا، اور فرمان والا نشان بندہ  
 کی طلب کیوا، اسطے بھی بھیجا، جو مکتوب سرفراز نے



نامہائے متعالی نیز بشارت میں منصب  
عالی بر بندہ عنایت فرمودند، از انجملہ  
دو مکتوبات را تبرکاً ایزا دینماید،

## مکتوب اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والا  
حَسْبُ حضرت شاہ ابوسعید صاحب سَلْمُکُمْ  
رَبِّکُمْ اَسَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبِی  
ولا این فقیر را مرض خارش و ضعف و  
شارت تنفس ستونی گردیدہ کہ طاقت  
نشست و برخاست نیلے دشوار علاوہ  
اینکہ درد در کمر از چنبرے طاری شدہ  
کہ نماز برائے خواہن ہم محال حضرت  
شاہ رفیع الدین صاحب مبصر نمودند کہ  
حضرت شاد ابوسعید صاحب بالضرور  
پیش شما باشند پس دریں وقت  
شارت امراض بجدے رسیدہ کہ طاقت  
نشستن نماند، و فتور کلی در شتہ ضروریہ  
آمدہ دریں وقت آمدن شما بسیار  
مناسب است جلد تر خود را برسانید و

بندہ کے نام پر روانہ فرمائے، انہیں ہی اس عالی  
کی بندہ کو بشارت عطا فرمائی، انہیں سے دو  
مکتوب تبرکاً درج کئے جاتے ہیں

## مکتوب اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب صاحب حضرت  
شاہ ابوسعید سلمکم ربکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ اسوت  
اس فقیر پر مرض خارش اور کمزوری اور شدت تنفس  
افتقار غالب ہوئی ہے، کہ میثیناً اخصا می بہت ہی زہوا  
ہو گیا ہے، علاوہ بریں درد کمر اس قدر لاحق ہوا ہے  
کہ اٹنے نماند بحالت افتعاز زمین پر دونوں ماتہ دکھ کر  
گھٹنے کھڑے کر کے سر بیوں کے بل بیٹھنا، دشوار بلکہ  
محال ہے، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے فرماتے تھے  
کہ حضرت شاہ ابوسعید صاحب کا اس وقت آپ کے پاس ہونا  
نبایت ضروری، مہرے ہیں اسوقت امراض کی شدت  
اس حد تک پہنچ گئی ہے، کہ بیٹھے کی طاقت بھی نہیں  
ہے، اور میرے ہتہ ضروریہ (تنفس) کمانا پینا سونا  
جاننا حرکت و سکون، پاخانہ پیشاب، رنج و راحت  
میں پورا راضل واقع ہو گیا ہے، پس اسوقت آپ کا آنا  
بہت ہی مناسب، لہذا بہت جلد شریفے آؤ

قبل ازیں خطوط متواتر در طلب شما  
مع برکات تبرکات جدیدہ روانہ کردہ شد  
تعب ست، کہ قصد آمدن اینجا مکررہ اید  
این فقیر را بحسب ظاہر صحت حال افسوس  
کہ شما این قدر تاخیر مینمایید  
خوہاں دریں معاملہ تاخیرے کنند  
می بینم کہ منصب آخر مقامات این خاندان  
عائیشان بشما متعلق و وابستہ شد و پیشتر  
ازیں در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما  
بر چہاں رپائی ناشستہ اید، و قیومیت  
بشما عطا کردند، سوائے شما قابل این  
توجہات غریبہ و عجیبہ کسے نیست بجز  
رسیدن این خط خود را جریدہ روانہ انصاف  
نمایند، و بر خود را احمد سعید را بجائے خود  
بگذارند و بدعا حسن خانمہ و ورود استعفا  
و ختم کلمہ طیبہ و قرآن مجید و ختم پیران کبار  
و نقلے جان افزا و اتباع حبیب خدا محمد  
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و السلام اتہی کتبہ شریف

## مکتوب ثانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سے قبل متواتر خطوط اور جدید تبرکات  
کئے گئے، تعجب ہے، کہ آپ نے یہاں آینکا قصد کیا  
اس فقیر کی صحت نظر بحال معلوم ہوتی ہے افسوس  
سے، کہ تم اس قدر تاخیر کر رہے ہو، مصرع خوہاں میں  
معاملہ الخ ترجمہ محبوب اس معاملہ میں تاخیر کیا  
ہی کرتے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں، کہ اس عیال  
خاندان کے مقامات کا آخری منصب تمہارے  
متعلق کیا گیا ہے، اور اس سے قبل اپنی سابق بیماری  
میں میں نے دیکھا تھا، کہ تم میری چارپائی پر بیٹھے ہو  
اور منصب قیومیت تم کو عطا کیا گیا ہے، ان توجہات  
عجیبہ غریبہ کے قابل تمہارے سوا اور کوئی نظر  
نہیں آتا، لہذا اس خط کے دیکھتے ہی تنہا  
اس طرف روانہ ہو جاؤ اور بر خود را احمد سعید  
کو اپنی جگہ چھوڑ آؤ، اور دعا حسن خانمہ  
اور درود شریف اور استعفا اور ختم کلمہ طیبہ  
اور قرآن مجید اور ختم پیران کبار اور جان افزا  
ملاقات اور اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایزاد  
کرو، آپکا پہلا مکتوب شریف یہاں ختم ہو گیا،

## دوسرا مکتوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والاحسب حضرت  
شاہ ابوسعید صاحب واحمد سعید صاحب اللہ  
تعالیٰ تم دونوں کو متقین کا پیشوا بناے سلام  
مسنون اور عافیت سے بھری ہوئی دعا کے  
بعد واضح کیا جاتا ہے کہ فقیر کے مکرر خطوط تمہاری  
طلب کیواسطے پیچھے گئے، معلوم نہیں کہ آپ  
تک پہنچے ہیں، یا راستہ ہی میں ضائع ہو چکے  
ہیں۔ فقیر کی حالت بہت ہی نازک ہے بیٹھے  
کی طاقت بھی نہیں رہی، امراض کا جرم ہے اور  
صدائے کوچ بلند فقیر کی بجز آپ کے دیدار کے اور کوئی  
بھی آرزوی نہیں، بلکہ غیب سے اتفاق ہو رہا ہے  
کہ ابوسعید کو طلب کرنا چاہیے، اور حضرت مجددی  
اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک بھی اسپر باعث ہے  
اور میں نے دیکھا ہے کہ ملکوں نے اپنی دائیں  
ران پر بٹھایا ہے، اور وہ منصب جس کے  
آثار عنقریب تم پر وارد ہونگے، تمہارے سپرد  
کیا ہے، یہ خانقاہ تم کو مبارک ہو، بہت جلد  
تشریف لائیں، اور تو کلاً علی اللہ یہاں بیٹھ جائیں  
اگر اللہ تعالیٰ نے پیران کبار رض کے صدقہ میں  
مجلو بخش دیا، تو توجہ اور محنت سے میں قاصر  
نہیں ہوں، غیب سے جو کچھ آ رہا ہو، اپنی اور

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والاحسب  
حضرت شاہ ابوسعید صاحب واحمد سعید  
صاحب جملہما اللہ للمتقین اماماً  
بعد از سلام مسنون ودعاے عافیت  
مشحون واضح مینماید، کہ مکرر رقیبہ ٹائے  
فقیر برائے طلب شما فرستادہ شد معلوم  
نیست، کہ خدمت میرسند یا در راہ  
تلف و شوندا، احوال مزاج فقیر  
بسیار یقیم ست، طاقت نشستن نماند  
بحجم امراض و نذاہلرجیل وروادند فقیر  
بحریدین شما پیچ آرزوئے نیست بلکہ  
از غیب القامی شود، کہ ابوسعید را باید  
طلبید، و روح مبارک حضرت مجدد  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر این باعث ست  
ودیدہ ام کہ شما بر ران راست خود نشانده  
ام و منصب کہ آثار آن عنقریب عائد شما  
میشود، منقوض نموده خانقاہ شما مبارک  
باد، جلد تر بیایند و تو کلاً علی اللہ اینجا  
آ رہیہ نشینید، اگر اللہ تعالیٰ مرا یا مرزید  
بصدقہ پیران کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
از توجہ و محنت قاصر میستم ہرچہ فتوح اند

غیب برسد صرف با محتاج تو ہو و وابستہ نا  
 خود نکماید، و آنچه باقی ماندہ بر فقرا تقسیم  
 کنند، ہمہ اہل خانقاہ و اکثر مردمان شہر  
 شمار میخوانند، ش احمد یار و ابراہیم بیگ  
 و میر خورد و مولوی عظیم و مولوی شیر محمد  
 بلکہ جمیع مردمان شہر بار نامیگویند، کہ میاں  
 ابو سعید لائق اند، کہ در اینجا نشینند، و  
 حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب و اکثر اعزہ  
 شہر بر اخلاق حسنہ و مسکنت و تسکنت  
 و حفظ و مشغولی و بردباری شمانظر کردہ  
 مجوز طلبیدن شمارا بلا شرکت غیر میشوند ہر  
 صورت عازم اینجا شوند، در چو پالہ یاد ر  
 گاڑی بیابند، اجرتہ کہاراں اینجا دادہ خواہ  
 شد، اجتماع اہل خانقاہ ہر ایں شد، کہ ایشاں  
 را یعنی شمارا باید طلبید، و مر اینز الہام کردہ  
 کہ قابلیت ایں کار فقط در شہادت بعد  
 انتخار ما بیابند، و حاجت دیگرے نیست  
 اینجا بایشد و رواج طریقہ شریفہ فرمائید  
 و تدبیر معاش را حوالہ بخدا کنید **حَسْبُنَا اللهُ**  
**وَنِعْمَ الْوَكِيلُ** و عدہ الہی کافی ست بگذار  
 بیاسال یعنی آرام کن و در راحت باش)

اپنے متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کریں، اور باقی  
 ماندہ فقرا پر تقسیم فرماویں، خانقاہ و سوائے اور شہر  
 کے اکثر لوگ تمہارے ہی خواہاں ہیں، جیسے  
 احمد یار، ابراہیم بیگ، میر خورد، مولوی عظیم  
 اور مولوی شیر محمد، بلکہ تمام لوگ شہر کے بار بار  
 کہتے ہیں، کہ میاں ابو سعید خانقاہ کی سکونت و  
 بود و باش کے لائق ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز  
 صاحب اور شہر کے اکثر رؤسا آپ کے اخلاق  
 حسنہ اور مسکنت طبع اور تسکنت عالی و سادگی  
 فرائض اور امانتداری اور ذکر و شغل اور تحمل و صبر  
 پر اعتماد کر کے آپ کے بلوائے کو بلا شرکت غیر  
 بیج و درست سمجھ رہے ہیں، بہر حال اسطرز آئے  
 کا سزوم مصمم فرمائیں، معنی یا گاڑی پر تشریف  
 لادیں، کہاروں کی اجرت یہاں دیا جائیگی، اہل خانقاہ  
 اس امر پر متفق ہیں، کہ آپ ہی کو طلب کیا ملنے اور  
 جگہ کو بھی الہام ہوا ہے، کہ اس کام کی قابلیت صرف  
 آپ ہی میں ہے چند بار استخارہ کر کے تشریف لے آویں  
 کسی دوسرے کی ضرورت نہیں رہے گی، اور  
 طریقہ شریفہ کو روئے دو، اور روز گاہ معاش کی تدبیر  
 بخوار خدا کر و حسنینا اللہ و نعم الوکیل خدا تعالیٰ  
 کا وعدہ کافی ہے، آؤ اور آرام اٹھا و چار آب غری

وقت ما آخر رسید چند انفاس باقی ماندہ را  
بہ بینید، و فیضہا بردارید شاید این آرزو

## بیت

مرگ آرزو کنم چو شوی مہربان من  
یعنی بہ بخت خویش مرا اعتماد نیست  
جناب حضرت در وقت انتقال حضرت

محمد و رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بودند رضی

اللہ تعالیٰ عنہم و مردمان میگفتند، کہ

ازیں ہر دو شخص کی راضیتیں کیند تا بعد

شمار نزع واقع نشود، اگرچہ در کاغذ وصیت

نامہ مہر فقیر گویا ہی ہر سہ میاں صاحب و

دیگر اعزہ نام شمار اولیٰ و البیق نوشتہ ام

بالفعل شمار تریج دادم و بر خوردہ را احمد

سعید را آنجا گذارشتہ بھر در بیدن رقمہ

ہمہ را جواب دادہ نزد ما بیا بید، قبر ما در

صحن ہمیں مکان خواہ شد و تبرکات بر

بالین بر گنبد ضیق و مردمان وابستہ شما

ہر وقتیکہ خواہند آمد، در ہر دو حویلی باشند

و شما اینجا بجز اگر ما باشد و اخراجات خانقاہ

وقت ہے، ہمارے باقی ماندہ چند سانس کو پاؤ، اور

فیض اٹھاؤ، شاید یہ آرزو پوری ہو جائے و بہت

مرگ آرزو کنم الخ ترجمہ جب کسی بھی توبہ پھر

مہربان ہو جائے، تو اسی وقت ہی میں موت

کی تمنا کروں گا کیونکہ اپنے اس بخت کبھت پر

تو بھگو ہرگز اعتماد ہی نہیں، یہ واقعہ ایسا ہی ہے،

جیسا کہ حضرت محمد و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال

پر ملامت کی وقت دونوں حضرات خواجہ محمد سعید و خواجہ

محمد معصوم حاضر ہیں، اور لوگ کہ سبے میں کراہتوں

حضرت میں اپنی جانشینی کی واسطے ایک منعیں فرمایا

تا کہ جناب کے بعد کسی قسم کی نزاع و قوسا بین آئے اگرچہ

میں وصیت نامہ میں ہر سہ میاں صاحبان رشاہ رفیع لکھا

و شاہ عبدالقادر و شاہ عبدالعزیز اور دیگر معزز حضرات

کی شہادت کے ساتھ تمہارے نام کو اولیٰ و البیق لکھا ہے

ولیکن اب میں تلوک تریج دیکر متیقن کرتا ہوں، بر خوردہ

احمد سعید کو وہاں چھوڑ کر اس خط کے پہنچتے ہی سبکو جواب

ہمارا پاس پہنچ جاؤ، ہماری قبر اسی مکان کے صحن میں

ہوگی، اور تبرکات ہمارے سرٹنے تنگ گنبد میں رکھے جائیں

اور تمہارے متعلقین جب تک میں یہاں آکر دونوں حویلوں

سے یعنی حضرت خازن اہمیت خواجہ محمد سعید و حضرت ایشاں خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ یعنی شاہ رفیع الدین  
و شاہ عبدالقادر و شاہ عبدالعزیز صاحبان رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم صحیح سند سے اللہ تعالیٰ

ہمہ برطور ثناست بہر طور کہ مناسب دایند  
و برد باری و تحمل بسر برید و دعائے حسن خاتمہ  
و تقائے جان افزا و اتباع حبیب محمد  
مصطفیٰ فرماید زیادہ والسلام اتہی کلامہ

دائرہ  
حقیقت  
صوم

الشریف  
حقیقت صوم  
حقیقت قرآنی واقع

شده است در رمضان در سال یکبار و  
دو صد و بیست و ہفت حضرت پیر دستگیر  
بندہ را درین حقیقت عالی توجہ فرمودند و  
آثار و انوار این حقیقت عالی بریں ذرہ  
بہ مقدار و رُو د فرمودند، و عدیتے خاص  
و صحت با اختصاص ظہور نمودہ ازین حقیقت  
حظ وافر گرفت فالحمد لله علی ذلک  
بدانند کہ از سالہا آرزوئے آں داشتہم کہ  
حضرت پیر دستگیر بندہ را بضمینت خود  
سرفراز فرمایند چہ ضمینت آنحضرت بعینہ  
ضمینت حبیب خداست صلی اللہ علیہ  
و سلم چہ حضرت پیر دستگیر را حضرت  
ایشان شہید میرزا صاحب قبلہ رضی اللہ  
تعالی عنہ بضمینت خود بشارت فرمودہ اند

میں رہیں، اور تم اس جگہ ہمارے مزار پر رہو، اور خانقاہ  
کے سامنے اخراجات تمہاری لئے کے موافق ہونگے جس  
طرح تم مناسب سمجھو صرف کرو، اور تحمل اور برد باری  
کام ہو، اور دعائن خاتمہ اور جان افزا ملاقات اور  
اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھو والسلام  
آپ کا کلام شریف ختم ہوا، اب معلوم رہے کہ حقیقت  
صوم کا دائرہ حقیقت قرآنی کے مقابل واقع ہوا ہے  
سن ہجری ایک ہزار دو سو ستائیس کے رمضان شریف  
میں حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو اس حقیقت عالیہ  
میں توجہ فرمائی، اور اس عالی حقیقت کے انوار آتار  
اس ذرہ بے مقدار پر وارد ہوئے اور ایک قسم کی خاص  
عدیت دستی اور با اختصاص صمدیت وہے نیازی  
نے ظہور کیا، اور اس حقیقت سے میں بہت کچھ حصہ  
لیا، فالحمد لله علی ذلک جاتا چاہیے، کہ مجھ کو  
برسوسے یہ آرزو تھی، کہ حضرت پیر دستگیر نے اپنی  
ضمینت سے سرفراز فرمائیں، کیونکہ آپ کی ضمینت بعینہ  
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمینت ہے،  
اس لئے کہ حضرت پیر دستگیر کو حضرت میرزا  
منظہر جان جانان شہید قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ نے  
اپنی ضمینت کی بشارت فرمائی ہوئی ہے، اور  
حضرت میرزا صاحب قبلہ کو حضرت شیخ اشیروغ

حضرت میرزا صاحب قبلہ را حضرت شیخ  
 الشیوخ شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 بضمیت خود بمشور ساختہ و حضرت شیخ از  
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بضمیت  
 کبریٰ امتیاز یافتہ و این معنی را بار بار بتجدت  
 فیصد رجت حضرت پیرو تکیہ عرض کردہ بودم  
 تا آنکہ در سال ہزار و دو صد و سی ہجری در ماہ  
 صفر بندہ و ختم قرآن مجید کہ در حضور نوروافی  
 آواہن ختم میگردد، یا ختم رسید، بعد از ختم  
 بر بندہ ارشاد کردند کہ از ما چیزی خواہش  
 داری نجواہ بندہ عرض کردم کہ امیدوار  
 ضمیت حضرت بستم بندہ را از غایت بندہ نوری  
 نزدیک خود طلبیدہ بسینہ مبارکت چسباندہ تا ویر  
 توجہ فرمودند احوالے بر من ورود نمودہ کہ اظہار  
 آن اسرار مکنیت و در انوار مبارک آنحضرت  
 استعراقی بہم رسید، دیدم کہ باطن من آنغیبہ واری  
 مقابل باطن مبارک آنحضرت ایشان سدرہ برچہ باطن  
 آنحضرت موجود است بعینہ در باطن بندہ نمود  
 گردیدہ است، برہنجی کہ فرق در میان  
 ہر دو باطن باقی نامندہ اَلَا مَا شَاءَ اللّٰہُ  
 سُبْحَانَہٗ قربان حضرت پیرو تکیہ خود

شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمیت سے  
 بشر فرمایا، اور حضرت شیخ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے ضمیت کبریٰ کی امتیاز حاصل کی ہے اور اس  
 کو بار بار حضرت پیرو تکیہ کی خدمت فیصد رجت میں  
 پیش عرض کیا، یہاں تک کہ سن ہجری ایک ہزار و دو  
 تیس کے ماہ صفر میں حضور کے رو برو نوافی آواہن میں  
 قرآن مجید جو پڑھا کرنا تھا، ختم کیا، ختم قرآن مجید کے  
 بعد حضرت نے بندہ کو ارشاد فرمایا، کہ اے مجھے کچھ  
 خواہش رکھتے ہو تو کہو، بندہ نے عرض کیا کہ حضرت  
 کی ضمیت کا امیدوار ہوں، اہر اپنے غایت بندہ  
 نوازی سے بندہ کو اپنے نزدیک طلب فرما کر اپنے  
 سینہ مبارک سے لگا کر دین تک توجہ فرماتے رہے  
 ایسے حالات مجھ پر وارد ہوئے، کہ ان کا اظہار  
 ممکن نہیں، اور حضور کے مبارک انوار میں جگہ  
 پورا استغراق حاصل ہوا، میں نے دیکھا، کہ میرا باطن  
 آئینہ کی مانند حضور کے باطن مبارک محاذی و  
 مقابل ہوا، اور جو کچھ میں حضور کے باطن میں  
 موجود ہے، بعینہ میرے باطن میں اس طرح  
 نمودار ہوا، کہ ہر دو باطن میں کچھ ہی فرق نہ رہا  
 اَلَا مَا شَاءَ اللّٰہُ سبحانہ حضرت پیرو تکیہ کے  
 قربان جاؤں، اللہ تعالیٰ نے جناب کو کیا ہی کماں

شوم کہ اوتھانی چہ کماے وچہ قوتے حضرت  
ایشان را عطا فرمودہ است کہ سگ گمین  
را از یک توجہ بمرتبہ قرب سے نوازند، و  
فرنگے بے بال و پر را باز اٹھب سے  
سازند، رَزَقْنَا اللّٰهَ تَعَالٰی مِنْ بَرَكَاتِهِ وَ  
نَفَعْنَا اللّٰهَ سُبْحَانَہٗ عَنِ كَمَالِہٖ وَ  
جَعَلْنٰی اللّٰهُ سُبْحَانَہٗ فِي الدَّارِیْنِ مِنْ  
عِبَادِہٖ خِدْمَتِہٖ وَ یَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَال  
امین وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ  
مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ چوں بس  
مقاماتِ مسطورہ بندہ را توجہ فرمودند نقل  
اجازت نامہ تمام کہ وعدہ ترقیم آں نمودم  
تبرکا ابیرا دینمایم، در اجازت نامہ سابق  
بعضے عبارات زیادہ فرمودہ، بندہ را  
عنایت کردند،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
فقیر عبد اللہ معروف غلام علی عفی عنہ گذار  
ینماید، کہ فضائل و کمالات قربت صاحبزادہ  
والا نسب حضرت حافظ محمد ابو سعید را  
اَسْعَدَ اللّٰهُ فِي الدَّارِیْنِ اَسْتِیَاقِ کَسْبِ  
نسبت باطنی آباد کرام خود رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہُمْ

اور کیا ہی قوت عطا فرمائی ہے، کہ خارش زدہ کتے  
کو ایک ہی توجہ سے مرتبہ قرب کے ساتھ مہر فراز  
فرماتے ہیں، اور کینچلی پروبال مرغ کو باز اٹھب را بے نیل  
بنادیتے ہیں، اللہ تعالیٰ بگو ان کے برکات عطا فرمائے  
اور ان کے کمالات سے نفع پہنچائے، اور مجکو واریں  
میں ان کے خدمتگار غلاموں سے بنائے، اور اس  
دعا پر آمین کہنے والے پر بھی رحم فرمائے، و  
صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ، محمد والہ واصحابہ  
اجمعین چونکہ حضرت نے ان تمام مقاماتِ مسطورہ  
میں اس عاجز بندہ پر توجہ فرمائی، اور بعد از ان اجازت  
نامہ بھی عطا فرمایا، لہذا اب پورے اجازت نامہ کی  
حسب وعدہ تبرکا نقل کرتا ہوں، سابق اجازت  
نامہ میں میں کہہ اور عبارتیں اضافہ فرما کر اپنے  
غلام کو اجازت نامہ عنایت فرمایا، وہ  
یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
فقیر عبد اللہ المشہور بہ غلام علی عفی عنہ گذارش  
کرتا ہے، کہ فضائل و کمالات قربت صاحبزادہ والا  
نسب حضرت حافظ محمد ابو سعید اللہ تعالیٰ اُس کو داریں  
میں سعادت مند کرے، کو اپنے آبا کرام رحمۃ اللہ علیہم کی  
باطنی نسبت حاصل کر لیا اَسْتِیَاقِ پیدا ہوا، بنا علیہ



پیدا شد، رجوع بہ فقیر اور دند، برعایت حقوق بزرگان  
ایشان کی ایسی عدم بیباقت خود از اجابت سؤل  
چارہ ندیریم، و توجہات بر لطائف ایشان کردہ  
بنیادیت الہی بواسطہ پیراں کیا رحمتہ اللہ علیہم  
در چندی لطائف ایشان را جز بات الہیہ رسید  
زیرا کہ معمول نیست کہ توجہات بر لطائف جسمہ  
معاً سیکنم، و توجہ حضور با کیفیات بعضی افراد  
ایشان دست داد، و آن توجہ استہلاک یا  
ورنگے از فنادر باطن ایشان طاری شد و ظہور  
پرتوی از توحید عالی افعال عباد را از نظر ایشان  
مستور گردانید، و منسوب بحضرت حق سبحانہ  
یا قندہ، پس توجہ بر لطیفہ نفس کردہ شد و عروج  
و نزول در آنجا مستہلک آن حالات گشتند  
و انساب صفات خود بحضرت حق سبحانہ یافتند  
و انکار شکستگی رسید، کہ اطلاق لفظ انا بر خود  
متعذر دانستند و نوری از وحدت شہود بر  
باطن ایشان یافت، ممکنات مرابای وجود  
توابع وجود حضرت حق سبحانہ شناختند، بعد از  
توجہ و القائے انوار نسبت بر عناصر ایشان  
کردہ میشود، و جذبی و توجہی عناصر را دریا  
فاحمد للہ علی ذالک و آنچه در اینجا نوشتہ ام

انہوں نے اس فقیر کی طرف رجوع فرمایا، فقیر نے  
با وجود اپنی اس تمام عدم بیباقت کے ان کے بزرگوں  
کے حقوق کی رعایت کر کے ان کے سوال کی اجابت سے  
کوئی چارہ نہ دیکھا اور ان کے لطائف پر توجہات کی  
گئیں، خدا تعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل پیران کیا رحمتہ  
اللہ علیہم تھوئے ہی عرصہ میں ان کے لطائف کو جزبات  
الہیہ نے آیا یا، کیونکہ میرا معمول یہ ہے، کہ لطائف  
پہنچانہ پر کیا رگی ہی توجہ کرتا ہوں، اور نیز انکو توجہ  
اور حضور اور کیفیات اور بعضی اسرار حاصل مجھے  
اور اس توجہ کی وجہ سے ان میں ایک نوع کا استہلاک  
پیدا ہوا، اور فنا کا رنگ ان کے باطن میں لاحق ہوا،  
اور توحید عالی کے پرتو کے ظہور نے بندوں کے افعال  
کو انکی نظر سے پوشیدہ کر دیا، اور انہوں نے ان افعال کو  
حضرت حق سبحانہ کی جانب منسوب پایا، بعد ازاں ان کے  
لطیفہ نفس پر اس کے عروج و نزول میں توجہ کی گئی تو وہ  
اس مقام کے حالات میں وہاں مستہلک گئے، اور انہوں  
نے اپنی صفات کو حضرت حق سبحانہ کی طرف منسوب پایا  
اور ان کے انا کو اس قدر شکستگی حاصل ہوئی کہ انہوں نے اپنے  
اور لفظ انا کا بولنا دشوار جانا، اور انکی باطن وحدت شہود کا کچھ  
نور چمکا، اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے وجود و  
توابع وجود کا ایسے شناخت کیا، بعد ازاں ان کے عناصر پر توجہ

باطسار و اقرار ایشان نوشتہ شد و انہجہ حالات و واردات ایشان من ہم دریافتہ ام، و اصحاب من ہم شہادت آن ہمہ بعینیت الہی سبحانہ و ربہ بارہ ایشان دادند فالحمد لله علی ذالک و از کرم کز کم کار ساز سبحانہ بواسطہ مشایخ کرام رحمۃ اللہ علیہم امیدوارم، کہ بشرط التزام صحبت ترقیات کثیرہ فرمایند، و ما ذالک علی اللہ بعزیز پس در صورت ایشان را اجازت تلقین طریقہ نقش بندہ احمدیہ داده شد، کہ تعلیم اذکار و مراقبات الفاعلہ سیکندہ در قلوب سالکان نمایند بعینیت الہی و فاتحہ بر اوج طیبہ قادر یہ و چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بجهت حصول توسل ایشان بآں کبرای عظام و افاضہ فیوض آں اکابر در باطن ایشان نیز خواندہ شد تا در بس دو طریقہ علیہ ہر کہ از ایشان توسل خواہد بیت ایشان گیرند و شجرہ این حضرات با و عنایت نمایند و تلقین و تربیت بطریقہ نقش بندہ احمدیہ فرمایند اللهم اجعلہ للمتقين اماما پس وصیت میکنم، ایشانرا بدوام

اور نسبت کے انوار کا انفا کیا جا رہا ہے، اور انہوں نے منام کے جذبے کی توجہ کو بھی معلوم کر لیا ہے، فالحمد لله علی ذالک اور شکر میں جو کچھ بھی لکھا ہے، نہ انہما و اقرار سے لکھا ہے اور ان کے ان تمام حالات و واردات کو جس خود ہی معلوم کر لیا اور میرے یاروں سے بھی ان کے بارے میں ختمے الحق سبحانہ کی عنایات کی شہادت دی ہے، فالحمد لله علی ذالک اور ختمے کریم کارماز سبحانہ کے کرم سے بطفیل شایخ کرام رحمۃ اللہ علیہم امیدوار ہوں کہ بشرط التزام صحبت انکو بہت کچھ ترقیات عنایت فرمائیں اور اللہ تعالیٰ پر یہ امر ہرگز ہرگز رشوا نہیں پس اس صورت میں انکو طریقہ نقش بندہ احمدیہ کی تعلیم کی اجازت دیدی گئی کہ ختمے پاک کی عنایت و مہربانی سے اذکار و مراقبات کی تعلیم دیا کریں، اور طالبوں کو دعویں سکینت و اطمینان بھی ڈال کریں، اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب بارود طیبہ شایخ قادریہ چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم سے پڑھی گئی تاکہ انکو کبر و عظام کیساتھ توسل حاصل ہو، اور نیز ان کے باطن میں ان اکابر کے فیوض و برکات حاصل ہوں اور ان در طریقہ علیہ میں جو کوئی نے توسل چاہے یہ اسے سمیت میں اور ان حضرات کا شجرہ اس عنایت فرمائیں لے خدا تو انکو متعین اور پرہیزگاروں کا پیشوا بنا، آمین اب میں ان کو امور ذیل کی وصیت کرتا ہوں مسلمان اپنی باطنی نسبت کو ہمیشہ محفوظ رکھنا

حضور و توجہ میں مشغول رہنا، مسک جملہ اوقات و حالات میں یادداشت کو نہ چھوڑنا، مسک تمام اعمال میں حضرت حبیب رب العالمین کے سنن کی متابعت کرنا، مسک اپنے تمام اوقات کو نوافل و عبادت کے ساتھ گزارنا اور کمال تعدیل انکان کیساتھ لئے نماز کرنا اور دوسرے اوراد و اذکار و تلاوت کلام مجید و درود و استغفار و تفویض امور بحضرت کردگار بھانہ سے معمور رکھنا، اے خدا انکے تمام امور پر تو انکے انیس بنام ہو، بحمتک یا ارحم الراحمین، الحمد لله کہ اس کے بعد انہوں نے کچھ مدت میں التزم سجت کیوجہ سے سلوک کا کام آخر مقامات تک پہنچا یا اور طریقہ مجددیہ کے تمام مدارج سے مناسبت حاصل کی، اللہ تعالیٰ زمین کے عرض طول میں انکی مجددیہ نسبتوں کو سوخ عطا فرمائے، اور اس طریقہ کے انوار و اسرار و کمال و تکمیل سے کمال حصہ عنایت کرے، اور اس طریقہ کے تمام مقامات سے انکی توجہات کے باعث طالبوں کو نسبت قلبی اور نسبت فوقانی سے بہرہ مند کرے، فالحمد لله علی ذالک طریقہ کے سلوک سے مقصود و اخلاق کی آراستگی اور جنابِ الہی میں ہمیشہ متوجہ رہنا ہے، تاکہ شکستگی و نیاز زندگی اور اخلاص ہر وقت موجود رہے، اس کا ظاہر

حفظ نسبت باطن و پرداخت حضور و توجہ و یادداشت، در جمع اوقات و اوضاع و در جمع اعمال اتباع سنن حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر اوقات بنوافل و عبادات و ادائیگی صلوة بکمال تعدیل انکان و اذکار و تلاوت و درود و استغفار و تفویض امور بحضرت کار ساز سبحانہ اللہم کن لہ کفیلہ فی الامور کلہا برحمتک یا ارحم الراحمین، الحمد لله کہ بعد از اس در مدتی بالترجم سجت کا سلوک یا آخر مقامات برسایندند، و با جمیع درجات طریقہ احمدیہ مناسبت پیدا کردند، اللہ تعالیٰ در عرض و طول نسبتہائے احمدیہ ایشانرا سوخ عطا فرماید، و ان انوار و اسرار و کمال و تکمیل میں طریقہ بہرہ وافر عطا و کرامت فرماید و طالبانرا از جمیع مقامات میں طریقہ توجہات ایشان از نسبت قلبی و نسبت فوقانی بہرہ ورگرداند فالحمد لله علی ذالک مقصود از سلوک طریقہ تہذیب اخلاق و دوام توجہ بجناب الہی است تا انکسار و نیاز و اخلاص نقد

جیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا پابند  
اور باطن ماسوائے حق سے روگرداں اور چٹا  
کبریائی سبحانہ کی طرف متوجہ رہے ،

**مثنوی** قرب نے بالا والا ترجمہ

اوپر اور نیچے جانا قرب حق نہیں ہے ، قرب حق  
توقیدِ استی سے چھوٹتا ہے ، واقعات و  
حوادث زمانہ کو تقدیر الہی یا اللہ تعالیٰ کے  
افعال سے خیال کر کے توکل اور رضا تسلیم کے  
ماتحت رہنا چاہیے ، والحمد لله اولاً و آخراً والصلوة  
والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ  
کذا اللک راقم الحروف (مصنف رسالہ) کہتا ہے کہ یہ  
رسالہ لکھ کر حضرت پیر دستگیر کے حضور میں پیش کیا ،  
مطالعہ فرمانے کے بعد یہ عبارت تحریر فرمائی  
تیر کا نقل کرتا ہوں ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله والمنه والصلوة والسلام  
علی نبیہ محمد وآلہ واصحابہ کہ فقیر  
عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ نے اس رسالہ کا  
مطالعہ کیا ، اس میں جو کچھ مذکور ہے ، اس بہت  
ہی سرور و محظوظ ہوا ، اور صاحب رسالہ کے  
حق میں دعائے خیر کی اور کہتا ہے ، اللہ تعالیٰ

وقت باشد ، ظاہر تبع سنن جیب خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم و باطن مُعرض  
از ماسوائے متوجہ بہ جناب کبریائی سبحانہ  
گردو ،

**مثنوی**

قرب نے بالا و پستی رفتن ست  
قرب حق از قیدِ پستی رفتن ست  
واقعات را از تقدیر الہی یا از افعال الہی  
سبحانہ دیدہ ، بتوکل و رضا و تسلیم باید پرداخت  
والحمد لله اولاً و آخراً والصلوة والسلام  
علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ کذا اللک  
راقم گوید ، بعد از تقیم این رسالہ در حضور حضرت  
پیر دستگیر بروم ، بعد مطالعہ این عبارت  
از قام فرمودند ، اس عبارت را تبرکاً ایراد  
مینمائم ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله والمنه والصلوة والسلام  
علی نبیہ محمد وآلہ واصحابہ کہ فقیر  
عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ این رسالہ  
را مطالعہ نموده از آنچه دریں رسالہ مذکور  
ست بسیار سرور و محفوظ گردید ، و بابت  
صاحب این رسالہ دعائے خیر کرد ، و میکند

اللہ تعالیٰ بواسطہ پیراں کبار رحمۃ اللہ علیہم ایشاں را وسیلہ شیوع طریقہ احمدیہ کثر اللہ سبحانہ اہلکھا فرماید، وآنچه دریں اوراق نوشتہ اند مستفیدان ایشاں برساند چنانچہ آبا وکرام ایشاں را رحمۃ اللہ علیہم امام و مرشد و مرجع این طریقہ عالیہ فرمودہ است، ایشاں را نیز سربح ہدایت و شمس رشادت گردانید و در عمر ایشاں برکت نمودہ معتمد و صالح نما و آنچه تحریر کردہ اند، موافق علوم و معارف حضرت مجدد دست، رضی اللہ عنہم اللہم زد فزد ذکر این بندہ ناچیز در این رسالہ ضروری نیست آری انہار نعمت و شکر منعم لازم است و ذکر واسطہ آت است الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَالْبَرَكَاتُ وَالزَّكَايَاتُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ لِمَنْ فَضَّلَهُ كَرَمَهُ تَعَالَى فَصَبِّحْ ایں رسالہ مبارکہ بردست فقیر حقیر نور احمد عفی عنہ مصحح مکتوبات مجددیہ باختتام رسید ناظرین کرام بدعا بخیر یاد دہان

بطفیل پیراں کبار رحمۃ اللہ علیہم انکو طریقہ مجددیہ کے شیوع کا ذریعہ بنائے، اللہ سبحانہ اس طریقہ کے اہل کو ترقی و کثرت عنایت فرمائے اور جو کچھ انہوں نے ان اوراق میں تحریر کیا ہے، انکے مستفیدین کو پہنچائے، اور جیسے انکے آبا وکرام رحمۃ اللہ علیہم کو امام و مرشد اور اس طریقہ عالیہ کا مرجع فرمایا، انکو بھی ہدایت کا چراغ اور رشد کا آفتاب بنائے، اور انکی عمر میں برکت عطا کر کے دراز عمر اور صالح عمر اور اس رسالہ میں جو کچھ انہوں نے درج کیا ہے، وہ تمام حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے موافق و مطابق ہے، اللہم زد فزد اس ناچیز بندہ کا تذکرہ اس رسالہ میں ضروری نہ تھا، ناں البتہ نعمت کا انہار اور منعم کا شکر تو واجب لازم ہے اور ذکر ذکر اس کا ذریعہ ہے، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَالْبَرَكَاتُ وَالزَّكَايَاتُ الحمد لله والمنه لمن فضله كرمه تعالى فصبح ایں رسالہ مبارکہ اس مبارک رسالہ کا ارد و ترجمہ اس خاکسارے اللہ تبارک نے اپنے فضل کرم کے ساتھ آخر تک پہنچایا، تاریخ اختتام ترجمہ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ جو ناظرین کرام خاکسار کو دعا خیر سے فراموش فرمائیں

اللهم اغفر لي ما كتبت بها ذنبا

# فہرست رسالہ ہدایۃ الطالبین از تالیف شاہ ابو سعید صاحب ہلوی

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۳۵۲	سبب تالیف رسالہ ہذا	۱۳	شکل دوم مراقبہ است
۵۶۴	بریدن مصنف بخدمت پیر خود	"	بیان معنی مراقبہ
۱	توجہ نمودن پیرایشان بر لطائف ایشان	۱۴	مراقبہ احذیت
۵۶۶	فصل در بیان لطائف عشرہ و شغوفی آن و بیان دائرہ امکان	"	شغل سوم ذکر رابطہ است
۶	بیان معنی عالم امر و عالم خلق	"	بیان معنی ذکر رابطہ
۷	بیان مملکت لطائف عالم امر از بدن انسان	۱۵	ذکر تہابہ و رابطہ غنائی فی شیخ موصی صمیمت بخلاف رابطہ
۸	امر فرمودن پیران نقشبندیہ بتوسلہ و اقتدال در عبادات و اعمال	"	فصل در بیان میر سلوک باب قلوب
۸	ترجیح ذکر خفی بر ذکر جہر و فضیلت آن	"	در دائرہ ولایت صغریٰ
۹	بیان اشغال سگایہ کہ معمول بہا است در طریقہ نقشبندیہ	۱۶	بیان طریق توجہ کردن
۱۰	شغل اول کہ است اسم ذات باشد یعنی	۱۷	بیان معنی جمعیت و حضور
۱۱	بیان طریق ذکر اسم ذات و تصور زوایا و شیخ	۱۷	تمثیل اول انسان قبل از رسیدن بہ ہجرت شیخ و اولیادان
۱۲	بیان معنی وقف قلبی و شمرط بودن آن	۱۸	بیان معنی قہیاب بہ طریقہ منظرہ
۱۳	بیان سلطان الاذکار	"	بیان معنی میر آمدن لطیف از قالب
۱۴	بیان طریق ذکر نفی و اثبات	"	بیان اختلاف متعدد ادعای باطن
۱۵	بیان معنی بلاگشت و توقف ہلوی	۱۹	پردوں توجہ شیخ پائے سعی دین اولیاد است
۱۶	بیان علامت تصفیہ باطن	"	تقدم جذبہ بر سلوک در طریق و بیان علامت سلوک
۱۷	بیان نگہ ہائے انوار لطائف	"	بیان مقامات عشرہ مشہورہ
۱۸	بیان حدود میر آفاقی و انفسی	"	بیان تضرع و زاری کردن خواہ نقشبندیہ ہذا
۱۹	بیان فرق میان کشف عینی و وجدانی	۱۹	روز بروز ہذا و طلبہ لیکہ کہ البتہ موصی باشد لابد در وجودش شیخ کامل کن ظاہر تر کمال شرف

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۲۰	صوفیہ کہ حوال توحید دارند و بہ صحت وجود قائمند و جو را بیغ مراتب معنی کرد اند	۳۲	اگر بفرقتبند یہ ممانے نامہ بر حضور جمعیت آشتہ اند
۲۰	مرتبہ اولی را وحدت میگویند و تعین اول حقیقتہ الحقائق و حقیقت محمدری و مرتبہ لاہوت کے نامند	۳۲	ایشان طائب چہار چیز و نسبت میفرمایند
۲۱	مرتبہ ثانیہ را احدیت و تعین ثانی و مرتبہ تفصیل اسما و صفات و مرتبہ جبروت میگویند	۳۲	بیان معنی واردات جذبات عدم و وجود عدم و وقت تحقق نفس قلب و محل آن
۲۲ تا ۲۴	مرتبہ ثالثہ را مرتبہ عالم ارواح و ملکوت کے نامند	۳۲	بیان معنی توحید و جودی و احوال صاحبان
۲۵	مرتبہ رابعہ را مرتبہ عالم مثال مرتبہ ہر ستر مرتبہ عالم اجسام و ناسوت قرار داده اند	۳۲	بیان سیر قلب و دائرہ امکان تفصیل تمام
۲۶	بہ تعمق نظر مفسر معلوم میشود کہ اس ہمہ داخل ولایت صغری اند	۳۲	بیان سیر قلب در دائرہ ولایت صغری
۲۶	اسم و مکمل کیم مرتبہ دیگر نطق کردن و جاری ساختن نریو ایشان کفرست	۳۳	بیان معنی عالم ملک و ملکوت
۲۷	میان رسیدن فیوضات بہر فرسے از افراد عالم علی التواتر	۳۳	بیان غلطی بسیارے از صوفیہ ناریسیدہ
۲۸	معنی اس قول کہ الطرق الی اللہ بجد و انقاس الحقائق	۳۳	دائرہ ولایت صغری و معنی آن
۲۹	بیان فنا و لطیفہ روح و ولایت حضرت آدم علیہ السلام	۳۳	قول شاہ نقشبند کہ ابن اللہ بجد فنا و بقا ہر چہ سے بیند الخ
۳۰	ولایت حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام	۳۳	علامت رسیدہ قلب و دائرہ ولایت صغری
۳۱	سوال متعلق بولایت ابراہیمی و جواب اول جواب دوم و سوم	۳۳	بیان نشاء اسرار توحید و جودی
۳۲	جواب چہارم و فنا لطیفہ سر و ولایت موسیٰ فنا لطیفہ حقی و اخفی و ولایت عیسیٰ	۳۳	دور بودن از باب توحید و جودی از علامت تعین قبل از رسیدن قلب در دائرہ ثانی سخناس توحید گفتن خلاف شریعت است
۳۳		۳۳	مشایخ وقت را خدا انصاف دہد کہ لہذا نہ اعتقاد بر بیز تعین مفرماند و از راه راست مخرج میسازند
۳۴		۳۳	یابید دانست کہ بعضے ساکنان قبل از قطع کردن دائرہ امکان بلکہ قبل از بردن لطیفہ حالت شہیم بنوحید و جودی و ہمہ اوست الخ
۳۵		۳۳	و بعضے بسبب انکشاف عالم ارواح و روحانی انعام آزمایتم عالم تصور نمایند و بخدائی سے پرستند الخ

نمبر صفحه	مضمون	نمبر صفحه	مضمون
۴۱	بیان تبدیلی لطائف نزد امام ربانی و حضرت ایشاں و شاه غلام علی ر	۵۸	عنايت فرمودن اجازت نامه مزین بپیر و دست خاص خود
۴۳	بیان طریق مراقبه لطائف خمسہ عالم امر	۵۸	نقل اجازت نامه بالاخصصار
۴۴	فصل در بیان ولایت کبری و بیان کشف و حضرت مصنف انجمن باب	۶۱	فصل در بیان کمالات ثلثه یعنی نبوت و دست راست اولو العزم
۴۵	فصل در بیان توحید شهودی و اقریت و فرق در بیان آن و وصیت	۶۱	دائره کمالات نبوت و میان تجلی ذاتی دائمی و معارفین مقام و وصیت آن
۴۶	بیان طریق مراقبه این دو اثر	۶۲	بیان معامله شیبہ برویت و فضیلت مخضر خاک و بابت نظام تربیة انبیا و غیره و شریعت و دست راست
۴۷	علامت قطع شدن و تمام شدن بردا بره و تمام شدن دایره ولایت کبری	۶۳	معامله عجب تر بشنو
۴۸	علامت شرح صدر بطریق و بعد آن	۶۴	مقام انکشاف بر تقاب تو بین او ادنی
۴۹	فصل در بیان ولایت علیا و سایر مناصب ثلثه سوائے مخضر خاک	۶۵	مقام انکشاف سردی فتنی و دایره کمالات رسالت
۵۰	مناسبت بلا لکه کرام و زیارت ایشاں	۶۶	بیان بیعت و حدیثی مجموع عالم امر و خلق و توجه بر آن و میان عروجات
"	فرق در میان اسم الظاهر و اسم الباطن	۶۷	دایره کمالات اولو العزم و محل مراقبه این مقام و کشف اسرار مقطعات قرآنی الخ
"	ظهور دایره ولایت علیا	۶۸	مقام ترقی باطن به محض تفضل که اسباب است بم دخل نه باشد
۵۱	ولایت علیا مانند مغز است و ولایت کبری مانند پوست	۶۹	مقام ترقی بواسطه قرآن مجید
۵۲	عطا فرمودن پیردینگر خلعت فلانت و رحمت نمودن بلبوس خاص خود حضرت مصنف ر	۷۰	از مقام کمالات اولو العزم به طرف سلوک که می شود
"	توجه دادن در فغانان قادی و چپشتی	۷۱	فصل در بیان حقایق قیمی حقیقت کعبه و قرآن صلوة و دائره حقیقت کعبه بانی محل مراقبه اینجا الخ
۵۳	زیارت نمودن مصنف مراقبه م حضرت غوث	۷۲	فنا و بقای این مرتبه مقدمه و نتائج آن
۵۴	اشطین و پیران چپشت ر	۷۳	معنی این قول که حقائق نسبت کمالات انبیا و اولو العزم



## رباعی

مادر دو جہاں غیر حق کار نداریم  
مایا ز بجز حضرت جبار نداریم  
مستانے خدا ایم سرو پا برہنہ  
حاجت کسی جیبہ و دستار نداریم

۱ فداے دوست نکردیم عمر و مال دریغ  
کہ کار عشق زماں ایں قدر نمی آید

۲ چون غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم  
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

فقیر حقیر خاکپائے بزرگان لاشے مسکین  
عبد الجبار عفی عنہ نقشبندی مجددی سامانوی



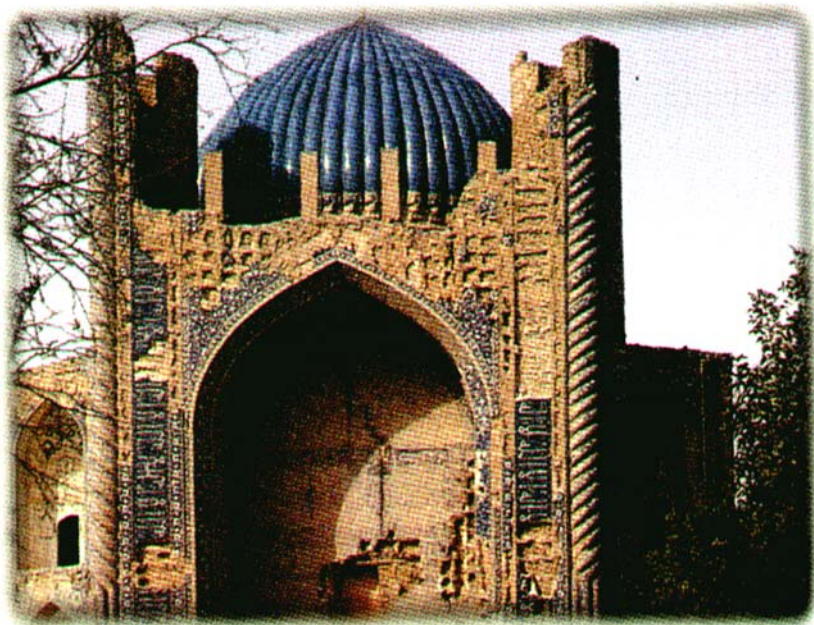
زیارت حضرت تمیم انصاریؓ واقع شہد آ صالحین کابل



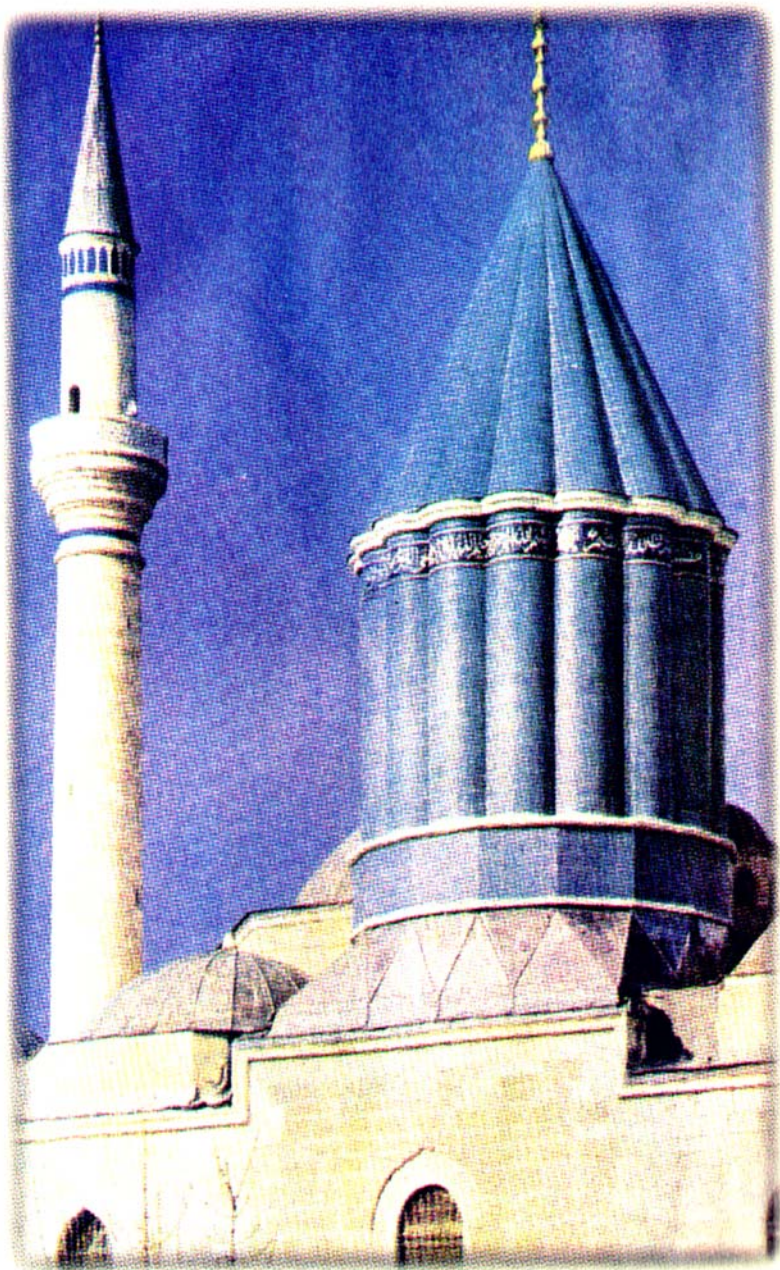
زیارت مسجد شاه دوشنبه واقع کابل



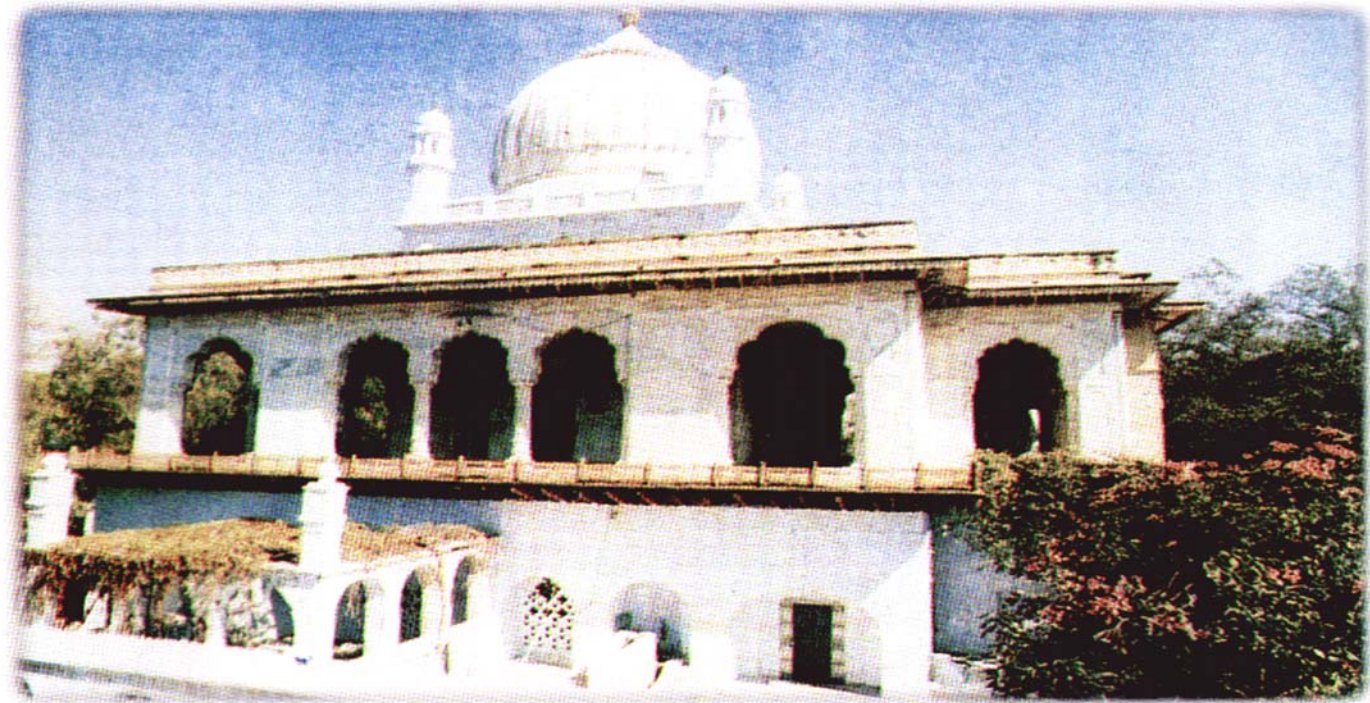
گازرگاه شریف ، مرقع حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری ، ہرات



زیات خواجہ ابوالنسر پارسا بلوچ شریف



قبة الخضراء - تربت حضرت مولانا جلال الدین محمد بلخی در قونیہ ترکیہ .



نمای خارجی مزار فیض آثار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی کابلی «قدس سره»  
سهرند - هندوستان